



یا علیؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مزین مدبسم اللہ سے مطلع ہے یوں کا
فزون ادراک سے ہے مرتبہ شاہِ لاک کا
فقیری میں مجھے بخشا خدا نے اوج سلطان کا
رلاتا ہی لہو آنکھوں سے غم شاہِ شہیدان کا
منو شکل ہستی کن بخان کی کار سازی ہے
تو انا کر نیوالا ناتوان کو دستِ خالق کو
تغافل اسکا رستم کو بنا دی زال سے بے
تری معراج سے معراج پانی عرشِ اعظم نے
طہارتِ نچتین کی آیہ قرآن سے ثابت ہے

آئی ہوا اثر میرے بیان میں جس ان کا
اُسے سرتاج خالق نے بنایا جن انسان کا
گدا مجھ کو بنایا آستانِ شاہِ مردان کا
مرے گریہ سے دل ہی پانی پانی ابر باران کا
ظہورِ ہر دو عالم ہے اشارہ تیرے فرمان کا
جو آنکھیں ہوں کر کوئی تماشا کینغان کا
توجہ اسکی بخشے مور کو ترس سلیمان کا
فلک کتنی ہیں جسکو ہے وہ زمین تیری دیوان کا
بخس خود ہے جو منکر ہو کلامِ پاک یہ دہان کا

زہے تو قیروشانِ آستانِ عرش پر
 علی سے تابہ ہمدی سب امامین
 علی ہی رازدانِ حق علی سے ہنر بانِ حق
 سخیلِ امامان ہی امامِ پاکبازان ہے
 پڑنا و علی جب حکم رب سے سرور دین
 شہا جسد ترا بحرِ توجہ جوش پر آیا
 آٹھایا پردہ ظلمت کو تیرے نور نے ویر
 آٹھادینا سے عیسیٰ نامِ پاک مرتضیٰ لیتا
 ہو تو حکمِ حق سے ناخدا سے زور نصرت
 کیا سجدہ ملا تک نے تجھے آدم کی صورت
 خلیل اللہ کو تیرے کرم نے اس میں رکھا
 علی کے ہاتھ میں کونین کی عقد کشائی کر
 ہمارا طاہر دل ہی کبابِ آتش لغت
 وہ بلبل ہوں کہ باغِ منقبت میں شور ہوا
 خدا کیونکر نہ دیتا خرقہ معراج حضرت کو

بلاگردانِ فلک ہی گنبدِ شاہِ خراسان
 ہر اک زمین ہے حکمِ حق سے رہبر جن ان
 علی ہی ترجمانِ حق علی مطہر ہے ذرا کہ
 امام کا مقتدا ہی پیشوا ہے اہل ایمان کا
 گملا جو ہر احمد میں ذوالنقار شاہِ مران کا
 ہوا خرقِ فنادم میں عددِ موسیٰ عمران کا
 نہان تھا خضر کی آنکھوں سے چشمہ آسمان کا
 علی نامِ خدا ہے مومنوں پر نامِ یزدان کا
 نہ چھنچا کوئی صدمہ نوح کی کشتی کو طوفان کا
 ہوا گمراہی شیطان کا باعثِ عدِ شیطان کا
 دکھایا آتشِ غرود نے جلوہ گلستان کا
 امامِ جنی و انسی ہی مالکِ جسم کا جان کا
 نہو کیونکر اثر اس میں حدیثِ طبرستان کا
 مرے نغموں نے دم بند مرغانِ خوشنجان کا
 گمگار و زکے ہمیشہ آپ نے ڈھانکا

علی ہے باب شہر علم و دانائے رموز حق	علی ہے صاحبِ فان علی عالمِ قرآن کا
بٹی سے اے شہ دین تو نے پانی دخترِ ذیشان	کیا حق نے تجھے موردِ عطائے تیغِ بران کا
ولایتِ تیری نہو جس میں مسلمان ہو نہیں سکتا	مسلمان کا جو مقصد ہی وہی مقصد ہی مسلمان کا
سنا ہے آفتابِ حشر میں گرمی بہت ہوگی	شہا سایہ ملے روزِ قیامت تیری دامان کا

بجا ہے گراشر کی ذات پر نازش کر دی دوراں
فلک سے ہی زیادہ مرتبہ تیرے شاخوآن کا

دلِ وحشی ہوا سکنِ گزین ایسے بیابان کا	کہ عالمِ پائے مجنون میں جان ہی سیدِ لزان کا
سیرِ شوریں منت کشِ منو کا سنگِ طغیان کا	سیوا کوہِ گرانے ہے اٹھانا بارِ احسان کا
فلک تجھ کو نہ ہو کیونکر حسدِ خلیکِ شہیدان کا	شفقِ آلودہ امن ہو گیا اس ما وِ تابان کا
نصو رہے دمِ گریہ جو تیرے بوسے خندان کا	میری آنکھیں دکھاتی ہیں شاہِ برقِ باران کا
یہ وحشت رہنمائیِ جاوہِ وحشتِ محبت ہے	دلِ گم گشتہ پر احسان نہیں خضرِ بیابان کا
ہر اکِ گرس میں عالمِ چشمِ مجنون کا ہو پایا	جو اس لیلیٰ شامل نے گلستانِ کیمیا کا
جو پہنچی آو سوزانِ قمری دلنے گلستانِ مین	ہر اکِ شمشاد پر عالمِ ہوا سروِ چراغان کا
میری آنکھوں نے دیکھی ہے بہارِ اس گل کو کچے	مبارک ہو تجھے زاہدِ نظارہ باغِ ضوان کا
گنہگار و نکی آنکھیں قلمِ اشکِ ندامت ہیں	نہیں دشوارے زاہدِ چڑانا داغِ عصیان کا

فلک آئینہ داری جو یہ مرویان کی کرتا ہے
 وہی ہر آدمی جو چشم عالم میں جگہ پائے
 ہر اک مشاق کی جان کسوت سے جھوٹی پائے
 لب جان بخش کی لغت میں تمنی جان شیرینی
 رکھا خوشید نے بدلی کار و مال اپنی آنکھوں
 مری خاکِ قدم کو کیون آنکھوں نے مجھ کو
 ہزاروں حسرتوں کو آسمان نے خاک گردا
 نہیں محبوبس ہوتی بوجے گل دیوار گلشن سے
 کیکی دید پر موقوف میری ریت ہے صبح
 حد کو لیکے وہ بت کیون آنی میری سیت
 ہزاروں حسرتوں کا خون ہوا ہر تیری ہاتھوں
 نہیں ہر تنگ چشمی خاکساروں کا کہی شیو
 شہادت ہو گئی پیشِ نظر شامِ جدائی میں
 تری چاہت نے جسے یوسف لگو گرایا ہے
 نہیں بیوجہ خوتا بہ فشانِ چشم گریان کی

شفق ہر عکس خون آلودہ خسارِ شہیدان کا
 کوئی دیکھے کہ دید سے میں محل ہوتا انسان کا
 دکھایا ساعدِ عریان نے عالم تیغِ عریان کا
 ہوا اپنے لئے زہر اب چشمہ آبِ حیوان کا
 تہ کیسے جو دیکھا جلوہ اسکے روئے تابان کا
 کہ نورِ چشم لیلے ہے غبار اپنے بیابان کا
 دل مایوس خاک کا ہو گیا گوہرِ عریان کا
 چلے روحِ روان پر زور کیونکر تیرے زندان کا
 مرا تارِ نظر انداز رکھتا ہے رگِ جان کا
 سلمانو جلانا ہے اُسے مردہ مسلمان کا
 دل اپنا اے فلک ہم رنگ ہر خاکِ شہیدان کا
 یہ اہل شوق آنکھوں پر قدم رکھتے ہیں مہمان کا
 ہلالِ چرخ نے عالم دکھایا تیغِ بران کا
 تری چاہ زرخندان پر گمان ہر چاہ کنعان کا
 بقصور ہے دم گر یہ سیکی نوکِ مژگان کا

نظر آئیگی تجھ کو حق پرستی سے پرستی میں سلمان ہوں اگر کافر قصور انکا نہیں کوئی چہے گا دامن محشر میں خود شیعہ قیامت کی انہیں میری مجھے انکی خبر کیونکر ملے ہمد	کسی دن دیکھئے زاید تھا شاہ زم زند خدا ہی نے حد تو تجھ کو بنا یا دین ایمان کا نفس حب کا حیاں نہ تہا رذیلہ رذیلہ نہ یاں کان کوئی دان تھا نہ آئے یاں کن فی دان
---	--

نشان نقش قدم کا بھی نہ پایا تا دم آخر
عبث ہمیں کیا پھیا اثر عمر گریزان کا

حسرت بھری نگاہ سے ہر بار دیکھنا یوں بے نقاب راضی لدا دیکھنا مرنے کو غیر بھی ہے تم کا دیکھنا کیسے پھنسنے ہیں کافر و دینار دیکھنا قیاب ہو رہی ہیں خرید دیکھنا انے قبس میرے پاؤں کے انوار دیکھنا اچھی نہیں ہر حال تیری یاد دیکھنا آسان ہی موت غم میں تم کا دیکھنا سہجید بن گئے بولہوس تجویر غیار دیکھنا	اس میرے دیکھنے کو تم کا دیکھنا موت سے ہماری طمانتہ یاد دیکھنا سکھیا موت ہو گئی مجھ کو شوا دیکھنا رو پہندے ہیں یہ سب جو زنا دیکھنا یوسف کی میرے گرمی بازو دیکھنا ہر آبلہ ہے کو کب سیار دیکھنا بر پاکر گی حشر یہ فرستار دیکھنا پر میری زندگانی دشوار دیکھنا لب تک آئے آہ دیاں زار دیکھنا
--	--

دل لیکے اب ہی جانکا طلبگار دیکھنا
 گل کیسے طرف نہ جانب بگزار دیکھنا
 اچھا نہیں ہی جانب بغیر دیکھنا
 کچھ نفس میں خاطر صیاد ہی ضرور
 دشمن کو بھی نصیب ہے مرے غدا
 نیرنگ روزگار سے بچتے نہیں
 نالوں کی میرے طرز آرائی اگر صبا
 کرتا ہی قطع منزل ہستی کو مثل قب
 اپنا شر کی حال عدو بھی لکھن
 یوں بار بار سبزہ خط کو نہ یاد
 ہر داغ دل فراق میں خورشید سوز
 ہی سرخ و ضرور خدا کی جناب
 اے دل ابھی وہ برسرِ اقرار ہی تو کیا
 ہی آج سامنا تجھے ابر بہار کا
 از گس گئی ہی بعد فنا اپنی قبر پر

ہمدرد جان ستانی دلدار دیکھنا
 بلبل بہارِ عارضِ دلدار دیکھنا
 ہم بھی ہیں تیری بزم میں ای بار دیکھنا
 سوے چمن نہ مرغ گرفتار دیکھنا
 حاسد کو اپنے در کا غمخوار دیکھنا
 گل کو نصیب ہوتا ہی بازار دیکھنا
 ترخون میں عندلیب کی منفار دیکھنا
 اس راہوارِ عمر کی رفتار دیکھنا
 ہے میری طرح جان ہی بزار دیکھنا
 پیدا کر گیا آئینہ زنگار دیکھنا
 آنا نہ میرے گرد شب تار دیکھنا
 زاہد نہ رنجِ چہرہ میخوار دیکھنا
 آخر کر گیا وصل سے انکار دیکھنا
 کرنا کی نہ دینِ خونبار دیکھنا
 اے گل ہماری حسرتِ یاد دیکھنا

عالم دکھا رہی شفق میں ہلال کا
 شیریں عجب پہ ہر خون کو کہن
 سرگرم نالہ ہائے شرر بار ہی جو
 اے سرو اسکے قامتِ بالا پر نظر
 کرنا ہی نامہ بر کو قیامت کا منا
 طوطی کو موجِ خوان تے بسنے کا
 آتی ہی میکدہ پہ گشتا جوم جوم
 پندار ہی گناہ ہی اپنی نگاہ میں
 زیبا نہیں ہی صیدِ وفادار کے لٹو
 نظارہ بہار ہی اے غیرتِ چین
 اے برقِ اپنی چال میں گو تو بھی فود
 وادیِ غم میں قیس مرا ہمسفر کیا
 ہی اپنی خوابگاہ کسی ماہوش کا باہ
 محشر میں بل پہ رحمت اور کی ہڈ
 ایسی جو ہمسفرِ چین کی ہوا رہی

میخ میرے یار کی تلوار دکھنا
 ہے لالہ زار دامنِ کھسار دکھنا
 منظور ہی رقیب کو فی النار دکھنا
 شمشاد اسکا طرہ دستار دکھنا
 ہین ہر قدم پہ حشر کے آثار دکھنا
 ہے آئندہ ہی جو ہر گفتار دکھنا
 زاہد نشانِ رحمت غفار دکھنا
 اے دل نہونا مائل پندار دکھنا
 چاکِ قفس سے جانبِ گلزار دکھنا
 اتر اہوا گلے کا ترے ہار دکھنا
 پردیدنی ہے عمر کی رفتار دکھنا
 ہر ہر قدم ہے منزلِ پر خار دکھنا
 میرا عروج طالعِ بیدار دکھنا
 کیا ایندے پھر نیلے گنہگار دکھنا
 گل کو حریفِ زر گیس بیمار دکھنا

پروا میر کی نہ غرض کچھ فقیر سے
 ہر نقش پا بزمِ گلِ نو دمیدہ ہے
 اے عندلیبِ اس گلِ رعنا سو در
 میری صدا تو درد پہ بولا وہ غیر سے
 ہو دیکھنے کی چیز تو نظارہ کام دک
 روتا ہوا زار زار مری حال پر ریب
 اے دلِ بجانِ کبیلِ محبت کے روگ کو
 صحنِ چمن میں ہم ہی بہتھام دلِ جگر
 اے اہلِ فن نگاہ طلب ہے مرا کلام
 تیرے جفا تو ازہ سے محروم ہم
 لیتے ہیں بار بار کسی جنگجو کا نام
 یہ خار زارِ دہر نہیں لایقِ نگاہ
 ہو اے نیم اپنی نظر میں بہا عمر
 بیمارِ عشق ہم ہیں دلِ آزارِ جراح
 ایسا نہ کہ رازِ دلِ زار ہو عیان

کیا ہی غنی ہے یار کی سرکارِ بکینا
 اے کبک اسکی شوخی رفتارِ بکینا
 ہو جائیگا گلے کا ترے بارِ بکینا
 کو چے مین میرے کون ہی بیمارِ بکینا
 اس آنکھ سے ہے یار کو بیکارِ بکینا
 اتنا ہوا ہون زارِ دلِ آزارِ بکینا
 جائیگا جی کے ساتھ یہ آزارِ بکینا
 نالہ سمجھے بلبلِ گلزارِ بکینا
 اشعارِ میر ہیں مرے اشعارِ بکینا
 وہ دن ہیں نصیبِ نہو یارِ بکینا
 یار و ہماری عادتِ تکرارِ بکینا
 کسکو نصیب ہو گلِ جینارِ بکینا
 ہر صبح یار کا گلِ رخسارِ بکینا
 تجکو ہی ہو نصیب یہ آزارِ بکینا
 اے چشمِ ہوشیارِ خبردارِ بکینا

<p>میں کشتنی ہوا ہوں تسمگار دیکھنا کوئی ملے جو دل کا خریدار دیکھنا اک لاش ہی پڑی پس دیوار دیکھنا آئینہ دار عارض دلدار دیکھنا گھر میں پڑی ہوئے درو دیوار دیکھنا</p>	<p>اس جرم پر کہ تیری جفا پر کیا ہے صبر ناصح میں بچد و نگا اسی کو رینو کو کیا داد مرگ ہی کہ کہیں غیر حوض یا وصل میں نصیب تھا اتھون پہرے یا اب فراق میں ہی نگاہِ عالم کے تہ</p>	
	<p>صورتِ اثر کی آنکھوں میں پھرتی ہی ہو وفا اسکا وہ تجھ کو یا س سے ہر بار دیکھنا</p>	
<p>ایسا بک تھا غیر کہ کچھ بھی گرا نہ تھا گویا کہ اپنے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا دشمن تھا پردہ دار نہ تھا راز دان نہ تھا مطلق شبِصالِ عدو شادمان نہ تھا اس حُسنِ افساق کا کوئی گمان نہ تھا کیا ہم نہ تھے اسیر کہ ذوقِ فغان نہ تھا</p>	<p>مخلص میں آئے تے جو تو مہربان نہ تھا وصلِ تباہ میں خوفِ فراقِ تباہ نہ تھا پیشِ رقیب پریشِ دل تمنے خوب کی عبرتِ دلا چکی تھی ہماری ستم کشی بگڑے ہوئے رقیب سے وہ آئے میرے گھر سرگرم نالہ کیوں رہی بلبلِ بہار میں</p>	
	<p>سرشارِ بھجودی تھے اثرِ بزمِ یار میں کیا جانیں ہم رقیب کہاں تھا کہاں تھا</p>	

کب غیر ہوا محو نری جہلوہ گری کا	تو پوچھ مرے دل سے مزا بخبری کا
سودا جو گل و لالے کو ہی جیب دے کا	ادنے یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا
کس نے لب بام آکے دکھایا رخ روشن	خورشید میں ہی رنگ چراغ سحری کا
اپنی یہ غزل ہو کہ پرستان سخن ہے	پروازِ مضامین میں ہر انداز پری کا
کچھ کم نہیں نازک مرے مضمون کمرے	شہرہ ہے بجایا رکی نازک کمری کا
اک رات ہی اے ماہ نہ جاگی مری قسمت	سنا تھا بہت شور دعاے سحری کا
جنے مجھے آگاہ کیا حالِ جان سے	کیا لطف جمادات کو ہے بخبری کا
غربت میں ملا لطف کہیں بڑھکڑوں سے	حاصل جو ہوا تجھے مزا ہمسفری کا
اُس ماہ کی محفل میں جو ہر قہقہہ آج	ہوتا ہے بڑے پہ گمان کبکب کی کا
قرآن کہے دیتا ہو کہ ہم حق کی زبان	ہوتا ہے جدا طور کلام بشری کا
آدم کی تو مان بھی نہ تھی اے منکرِ عجائ	عینی کو ملا صرف شرف بے پداری کا
سرو قدِ دلبر کی جو تصویر ہے دل پر	ہم سنگ نہیں لعلِ عفتِ سیتی شجری کا
آنکھیں ہیں حسینوں کی تے سبزہ خیر	کیونکہ نہ موسیٰ لان غزالوں کو چری کا

چل تو بھی اثر کیے مناعِ دلِ بنیاب

وہ دیکھنے جاتے ہیں تماشا گری کا

ببل کو گلا گل سے ہے بیداد گری کا
 شاہو کو مبارک ہو شرف تاجوری کا
 آنکھوں میں جو ہے عکس تری جلوہ گری کا
 سودا ہی تجل ہے سبب دردِ سری کا
 کندن سے بدن پر ہر دوپٹا جو زری کا
 عاشق نہ کوئی ملک و حور و پری کا
 ہر رنگ شہابی جو مرے خولے سری کا
 کیا آئے فرا دل کو تری جلوہ گری کا
 کیون دلپہ نہ لون دار تری کج نظری کا
 ہے پھول خوش آئند مجھے مولسری کا
 دل میں ہے بھر کیف تری جلوہ گری کا
 انگشت بدندان رہو حسرت سے سجا
 سرتا بقدم تیر لگے ہین جو ستگر
 میدانِ محبت میں ہوں کیون میں گے
 تلو کا مارا ہوں نہ خنجر کا ہوں کشتہ

ادنے یہ شکوفہ ہی نسیمِ سحری کا
 تمغا ہے سیادت مری عالی گہری کا
 آئینہ ہے روکش مری حیران نظری کا
 خوابان سر درویش نہیں تلج زری کا
 آگے ترے منہ زرد ہی مکرچ پری کا
 کیا کمناس ہے واللہ جمالِ بشری کا
 ہوتا ہے ترے تیر پہ شک لال پری کا
 پردہ ہو پڑا آنکھ پہ جب بیخبری کا
 تلوار سے پرتا نہیں منہ مردِ جری کا
 دینا مرے لاشے کو کفن مولسری کا
 محتاج یہ شیشہ نہیں شیشے کی پری کا
 احوال سنا جب مری دردِ جگری کا
 ہے میرا تن زار کہ جنگل ہے سری کا
 پیچھے کہیں پڑتا ہے قدم مردِ جری کا
 جان دادہ ہوں اے ترک تری کج نظری کا

تبدیل منازل کا جو پابند ہے وہ ماہ	دکھلاتا ہے عالم مجھے سیرت سری کا
راضی برضا ہوں نہیں جز شکر زبان پر	ہے اور گلہ یار کی بیدادگری کا
ہوں وہ شجر یاس کہ بخارِ قضا نے	کھاتا ہے جب وقت ہوا باروری کا
لے نالہ شبِ عیش ہوئے اُنکے نہ ہم	احسان ہی مرے سر پر تری بڑاثری کا
وہ توڑ کے دل جوڑ سکے ہو نہیں سکتا	معلوم بتوں کو نہیں فنِ شیشہ گری کا
لے شیخ تھے سر میں پری ہو جو رخت	عامہ پہ ہے حکم کلاہِ ستری کا
تو اپنے محل میں ہو اسی رنگِ منعم	جس طرح سرا میں ہو کھٹکانا سفری کا
سونا کسے کہتے ہیں گنا کرتا ہوں تار	کیا پوچھتے ہو حال مری شبِ ببری کا
آتی ہو مگر اس گلِ رعنا کی گلی سے	دامن جو معطر ہے نسیمِ سحری کا
بچپن مجھے اک رُخِ زیبا نے کیا ہی	میں حور کا شیدا ہوں نہ دیوانہ پری کا
جو سحر کے قائل نہیں لے فتنہ عالم	دکھلا دے تماشا نہیں جادو نظری کا

دل جو گزرتی ہے اشر کیوں نہیں کہتے

Check
1987

آخر کوئی باعث تو ہو انکھوں کی تری کا

دل سنگ نہیں ہو کہ سنگ نہ بھرتا	کرتے نہ اگر ضبط تو منہ تک جگرتا
تو فاتحہ خوانی کو اگر قبر پر آتا	مرنے سے مرے غیر کا مطلب بڑاتا

سوار تجھے ناقہ لیلے نظر آتا	اے قیس اگر دشت ہیں تجھ راہ پر آتا
ہر سنگ میں وہ نور تجھے نظر آتا	تخصیص نہ تھی طور کی۔ اے حضرت ہو
اپنے شجر عشق کا وقتِ ثمر آتا	ہوتی چھریاں آراے ازل کی مشیت

بیکار نہ کر رات بسر منتظری میں
آنا اُسے ہوتا تو وہ اب تک اُٹراتا

اے ستمگر خانہ تو نے کیا بیدار کا	غیر نے لاشا اٹھایا عاشق ناشاد کا
جب گھٹیکا حشر میں دفتر تری بیدار کا	نامہ اعمال انسان کے پڑے رہ جائے
سخت قیدی کے لئے ہو کاٹنا میچ کا	روح کو زندانِ تن کیونکر نہ ہو شکل بلا
ہم نہ شاد دیکھتے ہیں گلشنِ ایجاد کا	گلِ خون کی دید سے زاہد نہ بد ہیں جگمگان
بار دوشس پر زن سر ہو گیا فریاد کا	عشق میں ہوتا ہی نامربوط شکلوں کا طوطا
آہنی ہے جان پر ابقت ہوا مدد کا	ہے دمِ آخر مرے مولے کرم فرما کر
واقعی کیا ہی بلا ہے حسنِ آدم زاد کا	چاہِ بابل میں ابھی تک دو فرشتے ہیں سر
حوصلہ دل میں نہ رہ جاے تجھے بیدار کا	ہو ابھی تک میرے جسمِ زار میں جا جنین
برقِ عالم سوز ہے شعلہ مری فریاد کا	چرخِ ناہنجار کدِ دم میں اڑا ڈالے دھوین
ہے ہر اک خارِ سیا بانِ نیشتر فضا کا	کیجئے جوشِ جنوں کا چلکے صحرا میں علاج

<p>چاہ میں گر کر عزیز مصر بو سٹ ہو گئے یا علی سینہ ہمارا ہو گیا ہی وقف غم اسطرح ہے قیدِ غربت میں نوا سچی دل کمر کی جستجو پر ہی کمر باندھ ہی ہو غیر کی قدرت نہیں توڑے طلسمِ عشق کو روضہ دشمن کی تیاری کا نقشہ کیا گر می خونِ دل عاشق غضب کی آنچ کوچہ قاتل میں چلے سر بکھٹ مردانہ</p>	<p>کیا بلا اچھا فیجہ اس بُری افتاد کا روزِ ہم کرتے ہیں ماتم آپ کی اولاد کا زمزمہ حبیبی قفس میں بلبلِ ناشاد کا حال کھلتا ہے کوئی دم میں عدمِ آج کا نقش کندہ ہی میرے دل پر تمہاری دیا کا ہر کوئی کہتا ہی رہو گا گلشنِ سدا کا خنجرِ جلا د کشتہ ہو گیا فولاد کا لنگ ہی لانا زبان پر جرحِ بادا باد کا</p>
---	--

بتلانے غم بہت تھا مگر کیا شایاثر
شور ہے اغیار کے گھر میں مبارکباد کا

<p>بہت آسان ہی تجھ کو شاد کرنا مبارک ہو دلا بخت کو اسیری دل پنا ہو رہا ہے غم کا خوگر ہو پنا امتحان دشمن کی عبرت توقعِ داوِ محشر سے کیا ہے</p>	<p>سمجھ کر غیر پر پیدا کرنا نہیں وہ جانتے آزاد کرنا مری خاطر عدد کو شاد کرنا جہان تک ہو سکے بیاد کرنا نہیں آتا ہمیں منہ یاد کرنا</p>
---	--

کس بکوشا دیا ناشاد کرنا	بتاؤ کون ہر دونوں میں اچھا
اثر بعد فنا کیا کام آئے	مجھے رو رو کے اٹھایا کرنا
<p>پھر کوئی نہ لے نام زمانے میں فنا کا دکھلا دے تماشا لبِ اعجاز نما کا کرتی ہے نظر کام سے ہوش رُبا کا خون لایا ہے کیا رنگ تمہاری شہد کا طالب نہوا کوئی مسحا سے دوا کا رکھتی ہے تری تیغ اثرِ بالِ ہما کا سفاک یہ ہے خونِ شہیدانِ وفا کا خوگر ہے دلِ زارِ حسینوں کی جفا کا ہی شاہ بھی محتاجِ فقیر و نکی دعا کا حسرت کی نظر سے بے گل رنگِ تما کا</p>	<p>شکوہ سربِ لب آئے اگر تیری جفا کا دم ٹوٹ رہا ہے ترے بیمارِ جفا کا مدرِ ہوش ہو جسکی طرف یار نے تبا کا ہے عرصہ محشر جگر منہ زوگلن کا بیمارِ محبت ترے مرنے گئے لیکن سرحب نے کٹا یا وہ ہوتا جو عشق کیا رنگِ حنا ہے کہ ترے ہاتھ سے چوٹ نامح نہ ستا بہرِ خدا راہ لگ اپنی تو اپنے گدایانِ محبت سے منہ پھیر ہاں مصلِ رندان میں نہ پی شیخ لیکن</p>
<p>یہ بارِ گران لیکے اثرِ جاؤں کمان میں احسان ہی بہت سر پہ مری اہل گنہ کا</p>	<p>نہ شہر کا نام ہی جہان یہ مشاعرہ تھا۔</p>

<p>خیر گزری کہ توحید انہوا جب ترے غم سے آشنا نہوا مین فنا ہو کے بھی فنا نہوا جیفت تو صبر آزمایا نہوا خون اہل و سناخا نہوا تجھے آنا ہی لے دعا نہوا آسمان مہربان ہو نہوا میرا مرنا مجھے برا نہوا</p>	<p>تیری جانب سے مجھ پہ کیا نہوا کیون ترا آشنا عدو شیرے مر کے اُسکی گلی کی خاک ہوا مار ڈالا مجھے عدو کے لئے چوٹا کیا تمہارے ہاتھوں نے آنکھتا وہ میرے کوچے میں کوئی پروا نہیں کسی خون کی اب ستم غیر پر وہ کرتے ہیں</p>
<p>اے اترتے ہو پھر لگا گیا ہے جب کسی کا وہ بیوٹا نہوا</p>	
<p>ہماری ایک ہی وہ دوستانہ نہوا تمہاری بات میں لے مہربان نہوا میں اندون خبر آشیانہ نہوا اسی لئے وہ مری داستان نہوا تو کو چہ پیر کے کب گالیاں نہوا ہزار نالے کرے باغبان نہوا</p>	<p>ہزار نالے کرین یا فغان نہوا کہو عدو سے کرے ترک عاشقی ناصح صبا کو کیا ہوا آتی نہیں قفس کی طرف بیانِ رنج و مصیبت سے یار ڈرتا ہی کیا ہے شوخ مزاجی نے مجھ کو بد وقت چمن میں بلبل ناشاد جو گلچین پر</p>

طرح طرح کی سناتے ہیں چپ پٹیاں ہوں
 کہا جو مئے کہ کیوں حال دل نہیں سنتے
 وہ کون لہو جو ہے تیری یاد غالی
 عدو سنائے تو سنتا ہی شوق سوظلم
 ہر ایک شعر میں سو سنتے ہمنے رکھیں
 قفس میں کس سے کہے دل کا حال حبیب
 خبر لے لیلی محل نشین کہ تیرا قیس
 بلا کے گھر مجھے دیتا ہی گالیاں بھر
 غضب کی بات ہی یار کے وہ بے کافر
 چمن کی سیر قریبوں کے ساتھ کرتا ہے
 زبان اہل جہان پر فسانہ غم ہی
 بیان حور نکر اسکے سامنے وعظ
 تمہارے حسن کا چرچا ہوا ہی ملک گیر

وہ جانتے ہیں کہ میں بے زبان نہیں سنتا
 تو بولے وہ نہیں سنتا میں بان نہیں سنتا
 میں تیرا ذکر کہاں جا جاں نہیں سنتا
 مری زبان سے مری داستان نہیں سنتا
 ہزار حیف کہ وہ نکستہ دہان نہیں سنتا
 فغانِ مبل بے خانان نہیں سنتا
 پکارتا ہے مگر ساربان نہیں سنتا
 کلام سخت کوئی میہمان نہیں سنتا
 مری فغان کو سمجھ کر اذان نہیں سنتا
 کوئی کہاں تری رنگیں نیاں نہیں سنتا
 کہیں کیسکو کوئی شادمان نہیں سنتا
 خدا کا ذکر بھی وہ بدگمان نہیں سنتا
 میں ذکر ملے شہ خوبان کہاں نہیں سنتا

اثر وہ کیا ہے اونچا جسے سنائی دے

فغانِ خستہ دلان آسمان نہیں سنتا

کسی گل کا جو منتظر رہا	عالم اسخوین خار خار رہا
گلرخون سے ملانہ دلو فریغ	عشق اپنے گھٹے کا پار رہا
تیرے ہاتھوں نے اے جنوں	پیر بن اپنا تار تار رہا
شکل آئینہ دیں حیران	محو نظر رہ گھا رہا
دستِ قاتل کو کلب ہو تکلیف	خنجر غم سے دل کٹا رہا
عمر بھر بالون میں رہی زنجیر	سر میں سودا سے زلفِ یار رہا
وعدہ یار نے وفا کب کی	بعدِ مردن بھی نظر رہا
آتشِ ہجر سے دل پتا	شکل سیابِ معیت رہا

اے اتر عشق لالہ رویاں میں

اپنا دل غم سے داغدار رہا

غم نہیں بجا جو وقت امتحان پڑ گیا	خوش ہوں تیرے ہاتھ سے سب بچا جان پڑ گیا
تیغِ ابرو سے دل عاشق کو ملتی کیا پنا	جو چڑھا منہ پر اجل کے ہیکمان پڑ گیا
منزلِ معشوق تک پہنچا سلاکت کوئی	رہز نو نے کاروان کا کاروان پڑ گیا
دوستی کی تمنے دشمن سے عجب تم دوست ہو	میں تمہاری دوستی میں مہربان پڑ گیا
زہر سے کچھ کم نہ تھی دعوتِ مری غیر و نکر	کیا غضب ہے بگر بگر مہربان پڑ گیا

دشتِ غربتِ بختِ تنہائی هجومِ دردِ دیا
 اِن بلاؤں میں ترا عاشق کہاں پا گیا

کیا ہلاکِ عشق تیرے گیسو دکھاتا ہے
 سبکستان ہو گیا ہے دو جہان پا گیا

ہوا ہے غم سے یہ عالم ہمارا
 نہ کیونکر غم سے ہو ہو کو مسرت
 دل و دبدہ سے ہوتی رازداری
 قصور اس عاشقی میں حضرتِ دل
 کہ کرتا ہے حد و ماتم ہمارا
 سرت آپکی ہے غم ہمارا
 کوئی اُمین بھی تھا محرم ہمارا
 زیادہ آپ کا ہے کم ہمارا

کوئی بہتر نہیں اب عشق کا دم
 غضب کا ہے اثر تہا دم ہمارا

فتنہ زائس سے جو تیرا گیسو پرچم ہوا
 کس قدر ساقی تری فرقت میں بگو غم ہوا
 زاہدا ابرو نگون سرِ چشم ساقی پرین
 شب جو وہ خورشیدِ رو آیا نظرِ بالاکام
 جامِ مے اپنی نظر میں دیدہ پر خم ہوا
 میکدہ کے روبرو سجدہ میں کعبہ خم ہوا
 ایک عالم کو گسانِ نیرِ عظم ہوا
 جامِ مے جسکو دیا پیرِ مغان نے جم ہوا
 طوقِ گردن اے پری و حلقہ خاتم ہوا
 کردیا ہے کس قدر لاغر جنون نے جسم کو

روئے آشناک کا کسکے ہو اسودا	دایغ سوزان دل میں شکبِ نیر غم ہوا
-----------------------------	-----------------------------------

غم نہ کہا مگر عدو سے جو تجھے پہنچے گزرا
بتلائے کیدِ شیطان اے اثر آدم ہوا

سیر کرتا جو چمن میں تہ شمشاد آیا عیشِ گلشن نہوا فصلِ بہار ہی نہیں نصیب میری قسمت میں پڑا روزِ ازل تیرا عشق کفر نے راہِ بری جانبِ حق کی زاہد قیدِ ہستی سے ہوئی مجھ کو رہائی آخر نہ مجھے خوفِ خزان ہی نہ تناسلی بہا تیرے احسان کر کے جوشِ خندِ حسین طوقِ ذرخیر کی تھی زورِ جنون میں جستا موجِ حیرت ہوا ایسا کہ بنا خود تصویر تیری فریاد و فغان سرِ شبِ فیتا صبح کس قدر جو ریتان نے ہمیں آزاد کیا	ہاے کیا کیا مجھے وہ سرور و انبیا آیا آشیاں بھی نہ بنا یا تھا کہ صیاد آیا تیرے حصے میں جسمِ حسین خدا وار آیا بخدا دیکھ کر اُس بت کو خدا یا د آیا تم میں یارِ ان عدم کا شکے مبعوث آیا سرد کے رنگ میں اس بارغ میں آ آیا دیکھنے میرا تماشا وہ پر نیا د آیا ساتھ حداثہ کو لبستا ہوا فضا د آیا کہنچے یار کی تصویر جو ہزا د آیا چین دم بہر نہ مجھے اے دلِ ناشا آ آیا کچھ ستائے گئے ایسے کہ خدا یا د آیا
--	--

اے اثر ہجر کی شب سنکے ہمارے تارے

داد بیداد کو وہ بانی پیدا آیا

چاندنی میں دور ہو جام شراب کا آتشِ فرقت میں جلنا اس لبتی کا گر ترے بائے کی مچھلی کا پڑی دریا میں کس کو آئے نیند میرے نالہ شکیہ سے جوشِ شغف میں چلے آتے ہیں پناہ یاد دلواتا ہے جھکنا لہ شکیہ ہجر	ہے غنیمت سیاقا عالم شبِ مہتاب کا اسطرح ہے جیسے ہونا آگ پر سیاہ کا بوج میں ہو جا عالم ماہی برا آج کا ہر ستارے میں ہے نقشہِ یزد بخود چشمِ گریبان میں ہے عالم سعدین کا شورِ دریا کے کنارے رات کو سنا
--	--

سرکشوں کی عاجزی ویسی ہے جیسی اشر
پاؤں پر دیوار کے سر مارنا سیلاب کا

کہوں جو بزمِ جانان میں فسانہ سنوڑ دیکھا تصور ہر گھڑی رہتا ہے کس لیلیٰ شام کا نشانہ ہو گیا ہونا وکثر گانِ قاتل کا کہوں گرو صفِ تیغ ابرو خونخوار قاتل کا فریبِ ایدل نہ کہانا ہاتھوں ہی ہاتھوں کھل دشتِ غنیمت کا تماشا دیکھ اے محنون	زبان میں صاف عالم ہو زبانِ شمع کا کہ اپنے دل کا پردہ بگیا ہی رہی مچھل کا نہ کیونکر طائرِ دل میں ہو عالمِ مچھل کا دکھائے طائرِ معنوں تر پناہ مرجعِ سہل کا اثر اسکے لب شیرین میں ہی رہا ہر ماہ کا جنون انگیزانِ روزوں ہی صحرائے دل کا
--	--

چھری ہاتھوں سے اسے پیر و شمن کی گر لپچ	تماشا تیری محفل میں ہو قاتل رقصِ بسل کا
کہاں اب ضعف و طاقت کے جادوں کو جاننا	اٹھانا اک قدم کا جھکوتے کرنا ہے منزل کا
زمین بھی مرغِ بسل کی طرح ہر دم تڑپتی ہو	یہی قاصد نشان ہو کوئی آفتِ زیرِ قاتل کا
عبت اپنی تجلی پر ہونا زان وادیِ این	ہر اک ذرہ ہو رشکِ طور موسیٰ و ادنیٰ کا

اثر صورتِ ہائی کی نہیں شمن کے پسند سے
مگر شکستِ عقدہ کرین حل میری شکل کا

میرے سینہ سے ترا تیر نہ تنہا نکلا	چند ٹکڑے دلِ محروح کے لیتا نکلا
اُسکے کوچے سے جنازہ پہ جازا نکلا	عشق بھی قسیرِ اتنی کا منو نا نکلا
حق ٹھہر جائیگا واعظ کا بیانِ مجشر	تو اگر گورِ غریبان کی طرف جائیگا
دشتِ گردی مری منت کش ہر نہونی	خضر رہ اپنے لئے جادہ صحرانِ نکلا
عمر بھر کوچہ جانان سے نکلنے نہ دیا	دردِ دل داری غمِ سلسلہ پا نکلا
ہم مسلمان ہیں مگر دل ہو بلا کا کافر	آنکھیں بھر آئینِ جہان ذکرِ تونکا نکلا
اپنی ہو حق سے نکر محفلِ زندانِ بہم	تو ہی اے شیخِ بڑا حق کا شناسا نکلا
دم میں معدوم ہوئی صورتِ کیتا حسن	آئینہ خانے میں باطل ترا دعوا نکلا
شوق نے حسرتی دید بنایا کسا	شعلہ طور مرادِ ابرغِ متناسکلا

<p> تو کار رہ گئے شمشیر دو دم کیا معنی عشق کو تک عدم تک نکلا کوئی سرخ عین وقعت محبت میں سر خود آئی خاشن شیر مرزا دل سے نجانے پائے کیا بیان کیجئے منہ بند ہوا جاتا ہی اپنے مرنے سے عدد مورد بیدار ہی حسد غیر سے کیا کم ہو مری شہر عشق و اے تقدیر کہ اس شمن ایمان کچھ خنوار </p>	<p> نہ تو ارمان تہا سارا نہ ہمارا نکلا دہرین نام و فاعورت غنقا نکلا حرف مطلب برے منہ کی کہنی بکھا نکلا پھر کہاں لذت ایذا جو یہ کاٹا نکلا کس غضب کا دہن یا رسعا نکلا تجھے لے موت بڑا کام ہمارا نکلا نام جس شخص کا جس بات میں نکلا نکلا میں بداندیش عدد و چاہنی والا نکلا </p>
---	---

مر گیا ہائے اثر پہڑ کے سر تہرے

عشق کی بے صنم جان کا سودا نکلا

<p> جان دینا عاشق جانباڑ کو مشکل ہو گیا دیر ہستی میں عذاب غم اٹھاتا ہی ہا ہو مری تردانی عہد دہ طوفان نوح مر گئے جب کو پری تیرے سب شیریں کی چا بر سر حق رہ و لاحق کو ہمیشہ ہو فروغ </p>	<p> لیکن اس سے بیوفا تو ہی تباہاں ہو گیا تیرے جان دادہ کو ظالم گور کی منزل ہو گیا میرے دامن کی برابر دامن حاصل ہو گیا ہر تباہ اس انگبین میں ہر ہوشاں ہو گیا حق کے آگے مدعی کا دعویٰ باطل ہو گیا </p>
--	--

<p>مانع دیدِ رخِ لیسے نہیں کوئی حجاب خاک سے ہوتی ہیں پیدا خاک میں ملے گل کیونکہ ہا کرتا ہے اے ظالم ہمیشہ تھرا خط میں لکھتی ہیں کہ آئینکے کہیں ہوتی جو</p>	<p>قیس تیرا پردہ دل پردہ محفل ہو کیا لفظ گل اے اہل معنی درحقیقت گل ہو کیا تیرے پنجے میں کسی آزار کش کا دل ہو کیا اس عنایت میں مراد غیر ہی شامل ہو کیا</p>
---	---

اے اثر ایسا طپا ہوا دل کہ جسکے روبرو
ماہی بے آب کیا ہے طائر بے مل ہو کیا

<p>قید تن سے روح ہی ناشاد کیا میری ایذا سے عدو ہوشاد کیا انکی خاطر جائیں بزمِ غیر میں پارہا ہے دل مصیبت کے مرنے دل میں جو آئے اُسے کھڈا لے دوستو آئے ہیں وہ دشمن کے ساتھ جب نہیں کچھ اعتبارِ زندگی کچھ اگر تاثیر رکھتی ہے کھینچ جب تک گل ہے پاندہ مگان</p>	<p>چند روزہ عمر کی سیراد کیا تجھ پہ تکبیرا دستم اچا کیا آرزو سے جنتِ شدا کیا آئے لب پر شکوہ بیدا کیا آپ کی باتیں کر سینگے یاد کیا مجھ کو دیتے ہو مبارکباد کیا اس جہان کا شاد کیا ناشاد کیا ورنہ اے دل حاصل فریاد کیا باندھتے ہیں سرو کو آزاد کیا</p>
--	--

<p>تیرے آگے سرو کیا شمشاد کیا کھینچتے ہم منت بھرا د کیا ہم تجھے آئین ستمگرایا د کیا وہ مرے حقین کرین ارشاد کیا ہے چمن کی لے صبار و دوا د کیا نازشیں سر بازی فرما د کیا دیکھئے کرتے ہیں وہ ارشاد کیا آدمی کی لے خدا بنیا د کیا</p>	<p>ہے ترا پا مال ہر خنسل چمن یار کی تصویر دل پر کھینچ لی غیر دل سے ایک دم جاتا ہنن بجھے پہلے سن چکے ہیں غیر کی سر نیکتے ہیں اسیرانِ فتن عاشقی ہے سر پہ لینا کو غم مرض اپنی ہی جو ہے عرضِ عدو سرکشی تجھے کرے کیا تاب ہے</p>
<p>بے حقیقت جانکروں کو اثر ہے تو نے لے نادان کیا برباد کیا</p>	
<p>کہ اب تمہارا فسانہ ہے قصہ لیلیا ہوا ہے پیر بن تن گناہ سے لیلیا نکر درنگ نہ چنچ کسی نہ جوے لا کٹری پکارتی ہے دشت میں تجھ لیلیا کمین نہ حضرت واعظ مجاہدین و اولیا</p>	<p>فسانہ میری محبت کا اس قدر پہیلا دلا نہو گا کبھی صاف شوبہ مرگِ بغیر سنا ہے تو نے بھی ساقی فسانہ جشید خبر لے دوڑ کمان کس طرف ہو اے مجنون زبان دراز بیان کرتے ہیں بزمِ زندان</p>

<p>اپنی جان بازی کا جسم امتحان ہو جائیگا آہ سوران کا اگر ادھپا دھوان ہو جائیگا کچھ سمجھ کر اس مہ خوبی سے کی تھی دوستی لے خبر بیا غم کی ورنہ لے رشک مسیح خاک کر دیکھا مجھے آخر یہ چشمو عشق</p>	<p>خنجر سفاک پر جو ہر عیب ان ہو جائیگا آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا یہ نہ سمجھے تھے کہ دشمن آسمان ہو جائیگا تیری فرقت میں فراق جسم جان ہو جائیگا جسم خاکی گرد پا سے آہوان ہو جائیگا</p>
	<p>جب ادا سے وہ کر گیا قتل مجھ کو لے اثر کشتہ شمشیر حیرت اک جان ہو جائیگا</p>
<p>عمر بھر کرتا رہا ہے کام جب مزدور کا جب خیال آیا صنم تیرے پنج پر نور کا ہو یہ نقشہ آتش غم سے دل محروم کا بستر غم پر یہ نقشہ ہے ترے رنجور کا عارض گردون پہ اک خال سیہ بنگا اس بے ی کا ہو رہا ہوں کس قدر میں مجبور فکر بنیاتی ہے لازم طالب دیدار کو عشق ہو مجھ کو خط لبھائے شکر بار سے</p>	<p>زاہد اجرت طلب خایان نہو کیون جو کا میرے دل پر شک ہو اموٹسی کو شمع طو کا جل اٹھا پھا با جو رکھا داغ پر کا نور کا پاؤں پہیلانا بھی اب اسکو سفر ہی دور کا دیکھ لے چہرہ اگر میری شب و بچور کا اپنے دل میں آئینیں سکتا تصور جو کا چاہے سرمہ مری آنکھوں میں کوہِ جلور کا کیا عجب اپنا تین لاغر بو طعمہ سو کا</p>

بعدِ مردن بھی رہی گالے صنم تیرا خیال
 جسم ایسا زار ہی تو کیا عجب مے نیکو بعد
 اپنے داغِ دل سے محشر میں کر نیکی گن
 ٹھوکرین کھاتے ہیں راہو نہیں کی کیوں
 عقدِ پر دین پر نہو لے آسمان تو مونا
 کیا تمنا سا غم کی ہو مجھ سر شا کو
 کو کہن محروم ہو خسرو کو ہو عشرت نصیب
 کس طرح مانوں کہ انسان فعل میں مختار
 غم نہیں لایا ہی انکو بھر گر یہ وقتِ شام
 کس قدر اہلِ جہان کو یاد گوئی ہو پسند
 مر کے بھی مودی ہو کرتا ہی اندھا سبب
 کیوں نہ ہو جا گیا بزمِ سخن میں شوخ
 ہمسے لائے مدعی کیا ناب پیکار سخن
 خاک اُگے لے ہمدون اُمین محبت کا شجر
 نالہ پیہم اگر لاؤں زبان پر حبسین

نالہ ناتوسس ہوگا مجھ کو نالہ صو کا
 مور کہنیچے سانس سے لاشہ تری زخو کا
 آفتابِ حشر ہو جائیگا تارا دور کا
 کون سرد ویش کا ہی کون ہی فغفو کا
 یہ تو خوشہ ہے کیسے باغ کے انگو کا
 ساقیا ہوں مست تیری نگر میں محو کا
 عبرتِ اہلِ وفا ہے عشق ہمقدور کا
 فعل انسان کا صریحا فعل ہی محبوب کا
 آئے ہیں وہ دیکھنے ہنسنا چرائی گور کا
 قولِ لایعنی سے شہرہ ہو گیا منصو کا
 گر گردن کی شاخ سے دستہ بنا سا طو کا
 کام لیتے ہیں صریح کلک سی ہم صو کا
 جناب شاہین سے کرے زہر نہیں عصفو کا
 حکم کہتا ہی دل دشمن زمین شور کا
 دم میں کر دوں سینہ دشمن کو گور کا

برقِ حسنِ یار کا جلوہ ہر اک پتھر میں ہی
اے اثر ہرگز نہ کرنا قصد کو ہر طور کا

<p>جو لطف لبون سے ترے ساغرِ آٹھایا غلِ پڑ گیا سرفتنہ محشر نے اٹھایا کیون با گر ان سر پہ سکھانے اٹھایا اے گل جسے میرے دل مضطر نے اٹھایا مردون کو ترے پاؤں کی ٹھوکر نے اٹھایا الزامِ کمرِ زلفِ معبر نے اٹھایا جو بیخِ برادر سے برادر نے اٹھایا چہرے سے نقاب اُس مہِ انور نے اٹھایا برجھا میرے سفاک کے تیور نے اٹھایا دانہ کوئی اب تک نہ کہو تر نے اٹھایا</p>	<p>شیشے سے کمان بادۂ احمر نے اٹھایا عشاق کے آگے جو ہوا یا رتِ آرا رہنا بٹھا اُسے عمرِ درون میں بسکدو اُس داغ کی صورت بھی نہیں لالنے دیکھی قم کہنی کی حاجت نہوئی اہلِ حد سے آگشتِ نمائی سے بھی انکی نزاکت پوچھے کوئی یوسف سے ذرا سلی حقیقت کیا چاندنی چشکی مرے گہر میں جو شبِ صیل اب دیکھئے کیا تانِ بلا آتی ہے سپر کیا محو ترے خالِ دہن کا ہوا جا کر</p>
--	--

مومن کے سوا اور اثر کون اٹھائے

جو بیخِ علی کے لئے بوڑھے نے اٹھایا

کسے یہ اثرِ دلِ آتشِ نفسِ نخل نہ سکا

دہن سے مرگ کے بچکر کوئی نخل نہ سکا

فضا کے آگے طیبون کا زور چل نہ سکا
 چمن کی سیر کا کچھ حوصلہ نکل نہ سکا
 ابھی شباب کا غصہ فلک میں باقی ہے
 جو سو مہر ہی تھا دل اُس کا تو کس لہو جہم
 کوئی ثمر نہ ملا اپنے دِلکے داغوں سے
 اگرچہ راہ محبت ڈگانے والی ہے
 وہ کوہِ ہر کہ الم میں بھی ضبطِ گریہ رہا
 ہزار دشتِ نور دی میں ایک تھا مجنون
 کیا مشیتِ خالق نے نار کو گلزار
 وہ ضبطِ گریہ کا پابند تھا ترا عاشق
 دل اپنا رکھ تو دیا مجھے اُسکے زیرِ قدم
 بڑا ہی مایہ ستم آگین ہی نفسِ امارہ
 گرا جو شوقِ شہادت میں پا قاتل پر
 کترا ہی رہ گیا دعویٰ قدشی کر کے
 زمانہ وہ دہن مار ہے جو میرے لئے

جو وقت موت کا تھا مالنو سے مل نہ سکا
 اسیرِ غم تھا بہت دل ذرا سنبھل نہ سکا
 مزاج اُسکا بڑا پے سے ہی بدل نہ سکا
 ہماری آؤ شرِ بار سے پگھل نہ سکا
 ہزار پہولنے پر بھی یہ باغ پہل نہ سکا
 وہ رستوارِ قدم ہوں کہ میں پہل نہ سکا
 ہماری آنکھ کا چشمہ کبھی اُبل نہ سکا
 ہمارے ساتھ مگر دو قدم بھی چل نہ سکا
 تنِ خلیل ذرا بھی کہیں سے چل نہ سکا
 کہ وقتِ مرگ بھی آنکھوں سے نیل نہ سکا
 مگر وہ فرطِ نزاکت سے اُسکے دل نہ سکا
 ہزار حیف کہ سر اُسکا میں کھل نہ سکا
 وہ بالِ دوش تھا گردن پہ سر پہل نہ سکا
 چمن میں سر و ترے ہم قدمِ مثل نہ سکا
 علاوہ زہر کے مہر کوئی اُگل نہ سکا

بدن ڈھلا ہر صفائی سے شمع محفل کا مگر تمہارے بدن کا جواب ڈھل نہ سکا

بہت سنبھالا دل بغیر ار کو ہم نے

مگر وہ میرے سنبھالے اثر سہل نہ سکا

نہ اندیشہ ہر گلچین کا نہ ہر صیاد کا ڈھرکا

مگر جب سے جگر بنے لگا نقشہ ہے کیچڑ کا

کہ ہر تار یک شب میں ہی نمایاں رہتا رکھا

تماشا ہر بھانے سے یہ شعلہ اور بھی بڑھا

دکھایا عارض جانان نے شب بھر نور کا ٹکڑا

جنون زنجیر پامیری نہ اتنی زور سے کھڑکا

ترا تو سن جوئے قاتل بہاری قبر سے بڑھا

وہ دیوانہ ہر جو ہو معتقد مجذوب کی بڑکا

مسافر ملک دنیا کا ہی بار ہر دہریہ بڑکا

تو وہ صیاد ہی مرغ صبا کا جبے دم پہڑکا

شکستہ پیر ہن میں جو رہا ہوں لعل گوڑ کا

درختوں کو گرا دیتا ہے جڑ سے کھودنا جڑ کا

تمہیں اے بلبلو وقت امان ہم چپٹا

تری کی شکل پیدا ہو چکی تھی چشم گریانے

کسی خورشید طلعت سے گہرا پناہ ایسا روشن

نیا کچر رنگ سکھارو و آتش ناک دھوکے

ہمیشہ صبح کا دھوکا ر بادل کو نہ چین آیا

میں کیا جاؤں نچا صحر اکورہا ہی مجھ میں کیا

ہم اپنی زندگی میں شیر میدانِ محبت تھے

زبان ہی ہر خدا نے آدمی کو نطق کی خاک

بلندی اور پستی ہر قدم پر ملتی جاتی ہے

مقید طائر رنگ چمن ہی تیری شہی میں

مری جو ہر شناسی کیا کریں شامی قباؤ

محقق کن کو اہل دانش کب سمجھیں

<p>وہی انسان جو لڑکا تھا جو ان ہو کر ہوا بڑا گرے جاتے ہیں ندان صورت بگ خراک حساب سے آمدِ فصل بہاری کی خبر سنکر کرین رو باہ بازی مدعی سمے تو کیا دے</p>	<p>بڑا پلے کو جہان پہنچا سر نو سے بنا لڑکا بڑا پلے کا زمانہ ہے کہ موسم آیا پت جہر کا ہر اک مرغِ قفس کیا کیا پلے سیرِ چمن ہر کا کہیں شیرِ دلاور بھی خطر رکھتے ہیں گیدڑ کا</p>
<p>اثر تو نے ہی پایا ہے مزاجِ حضرت آتش جو انونین جوان بوڑھونین بوڑھا کر کونین لڑکا</p>	
<p>مین حصولِ رزق میں قائل نہیں تدبیر کا ہجر ساقی میں جو آتری حلقِ سودا کٹ گیا پھر کے زندان کو جو جاؤں دشت سے ہٹاؤں لذتِ نغمہ کیا کرتا ہے پیدا بہرِ سخن تھر دشمن سے سوا ہوتا ہی سوزانِ ^{عشق} انار خط سے افزون ہو گئی خوبی مہارِ حسن کی</p>	<p>سامنے آہی گیا ٹکڑا مری تقدیر کا مے میں عالم ہو گیا آبِ دمِ شمشیر کا پاؤں پڑنا خار کا ہے روکنا زنجیر کا یار کی تقریر میں انداز ہے تحریر کا شمع کو کرتا ہے روشن تر ستمِ گلگیر کا مصحفِ خسارت تھا محتاج اس تفسیر کا</p>
<p>ہے دلیلِ مرگ انسان کو سفیدی بال کی اے اثر معلوم ہو اے عجبام جوے شیر کا</p>	
<p>وہ جو تیرے عشق کا بیمار تھا جاتا رہا</p>	<p>تھا بڑی تکلیف میں اچھا ہوا جاتا رہا</p>

<p>غیر کے شکوون میں کر دی آپنے صحبت تمام تا دم آخر نہ لی عمر روان کی کچھ خبر فصل گل میں بھی ہونا ساز ہی چلتی ہی</p>	<p>اس عنایت میں تو میرا مدعا جاتا رہا آہ چونکے نیند سے جب قافلہ جاتا رہا حوصلہ سیر چمن کا لے صبا جاتا رہا</p>
<p>دستِ بیعت ہوتے ہی زلفِ بتِ بی پر سے لے اثر عقل و غرور کا سلسلا جاتا رہا</p>	<p></p>
<p>جفا پر ور سے اُمید وفا کیا غرضِ لدا دگی کی جانتے ہیں نہیں جب جو ہر مرد مثناسی نہیں شایانِ روح پاک بزار سپاسِ طالعِ سنیکوچہ معنی عدوِ سنکرنہ چومو دستِ قاتل سرا پا جلوہ رنگ وفا ہے صبا آوارہ و گل نذرِ صرصر فرغِ جلوہ گلِ عارضی ہے عبث کرتی ہے بلبل ماتم گل</p>	<p>۵۶ عدو کے جور کا تجھ سے گلا کیا کروں میں اُن سے عرضِ مدعا کیا ستائشِ شاہِ دشمن کا گلا کیا دلاستی لدا ندینِ فرا کیا شکایتِ شاہِ بختِ نارسا کیا دہانِ زخمِ شورِ مر حبا کیا دلِ خون گشتہ کے آگے خفا کیا چمن کی ہو گئی اگلی ہوا کیا تماشاے بہار بے بخت کیا غیمِ بادیِ اہلِ فنا کیا</p>

اثر مودوم ہے مضمون ہستی
نہیں معلوم ہے کیا اور تھا کیا

<p>جانتے ہیں تھکود ہو کا کھائیں کیا داور محشر کو ہم مبتلائیں کیا غیر ہم پھلو جان ہو جائیں کیا جب نہیں اے لذتِ غم کھائیں کیا اس سمجھ پر تھکود سمجھائیں کیا ہیں مسلمان تیرے گھر ہم آئیں کیا ہم کہیں کیا اور وہ فرمائیں کیا قتل کر کے مجھ کو دھپتائیں کیا انقلابِ دہر سے گہرائیں کیا آ کے جب بیٹھے تو پہر اٹھ جائیں کیا</p>	<p>جوٹے وعدوں پر تمہارے جان کیا پریش اپنے قتل کی ہون لگی انکی محفل حیرت عالم سی خونِ دل کھانے سے کچھ انکار ہی نامحِ مشفق کو سمجھانا پڑا غیر نے رکھ جہنم کر دیا ہم سے اُنے بات کیا باقی ہی ہر شبِ بانی میں استرا خطا آئینکے پھر بھی وہی عشرت کیون مر ہی کر آئینکے تیرے درسی ہم</p>
--	---

دل کو کھوے ایک مدت ہو گئی :-
اے شراب ڈھونڈھنے سی پائیں کیا

جوشِ وحشت میں ہر اک کام کو سمجھنا
دامنِ دشت کو میں اپنا گریبان سمجھنا

<p>دغ ہاے تن سوزان کو چہراغان سمجھا ہے بجا گوہر سیہ کو جو شبستان سمجھا گہر نے گہر سلمان نے سلمان سمجھا دل نے ہرزہ کو خورشید درخان سمجھا ہے رضوان کو دیار کا دربان سمجھا دشت کو بھی مراد لگو شہ زندان سمجھا دست قاتل کو جو دیکھا تو نمکدان سمجھا اپنی ہستی کو عدم کا سر و سلمان سمجھا</p>	<p>شکل تکلیف کو مین عیش کا سامان سمجھا مرگ نے کشمکش رنج سے راحت سمجھی مجھے دیکھا جو کہی دیر کہی سجد مین خبر وکل دیدہ وحدت مین ہوئی جبک بعد مردن بھی رہا کوچہ جانان کا خیال وسعت شوق جہانگردی دشت بیت چوچہ دل مجروح ہر کس درجہ حریر آزار بے حقیقت نظر آئی جو بقاعے موموم</p>
---	--

گلر خون کے لکھے اوصاف یہاں تک کہ
جنے دیکھا مرے دیوان کو گلستان سمجھا

<p>ہم پر وہ ستم ہی جو کسی پر نہ ہوا تھا مین جام کش بادہ اہل نہوا تھا دنیا مین تو یارب کوئی محشر نہوا تھا زاہدے و معشوق کا خوگر نہوا تھا اک جام بھی محسوس کو تو میسر نہ ہوا تھا</p>	<p>دم بھر کا بھی آرام مفت در نہ ہوا تھا جب تک کریم ساقی کوثر نہوا تھا کیا جلنے لکھا کرتے تھے کیا کاتب عالم جنت کے فرے کیوں بنون تغذیہ کے اسباب نجانے کئے کسے تھی قاضی محشر</p>
--	--

<p>صحراے طلب میں کوئی رہبر نہ ہوا تھا گوہر بھی کہی قطرہ تھا گوہر نہ ہوا تھا اک پر بھی قفس کی کہی باہر نہ ہوا تھا واعظ کا بیان کچھ ہمیں باور نہ ہوا تھا دارا نہ ہوا تھا کہ سکندر نہ ہوا تھا</p>	<p>خضر ترستا دل وحشی کا ہمارے نا چیز کو فتاد بناتی ہے گرامی کیون مجھے وفار دار سے بدظن ہوا اے داوڑ محشر ترے احسان کے صدقے اے تاجور و تاجور عرصہ گیتی</p>
<p>کیون شکوہ تکلیف اثر لائے زبان پر پیدا پئے راحت دل مضطر نہ ہوا تھا</p>	
<p>اے مہ حسن کستان پردہ محل ہوتا لطف جنت مجھ و دنیا ہی میں حاصل ہوتا ہوں فرشتہ کہ اسیر چہ بابل ہوتا حشر میں محضر خون دامن قاتل ہوتا دامن دشت جنون دامن ساحل ہوتا آب حیوان ہی مجھے زہرِ ہلاہل ہوتا منہ میں ناصح کے اگر جا بوی زبان ہوتا ہوں وہ بیمار کہ جینا مجھے مشکل ہوتا</p>	<p>شوق لیلے دل مجنون میں جو بکا مل ہوتا زاہدا پاس جو وہ حور شمائل ہوتا کیون کسی زہرہ شمائل پہ یچن بائل ہوتا تہ خنجر جو طہپان میں دم بسبل ہوتا جوشِ وحشت میں جو یچن گرہ پہ پائل ہوتا مرنے والا تھا یچن اے خضر غم جانا نہیں لذت عشق سے انکار کہ کرتا نادان مردہ مرگ اگر پاس ندیتی محکو</p>

<p>تیری بیداد سے اے بت مرا نقصان نہوا فوج صیاد نکرتا تو خزان کے آتے شکل میری شبِ فرقت کی جو دیکھی ہو کھان چہرے کی صفا اور کھان آئینہ سیر صحرائہ تجھے قیس میسر آتی وہ اگر لکھتے بھی مضمونِ عنایت کوئی</p>	<p>میں خدا تک نہ ٹھنچتا جو تو عادل ہوتا رنگِ بربادی گلِ خونِ عنادل ہوتا ماہِ کامل سرِ رخسارِ فلک تل ہوتا منہ کی کہاتا جو ترے منہ کے مقابل ہوتا ہوتا زندان میں تو پابندِ سلاسل ہوتا کچھ نہ کچھ ذکرِ عدو نامہ میں شامل ہوتا</p>
	<p>مر گیا تیری ہوا میں جو اثرِ خوب ہوا آخر اک روز تو اے گل وہ تہ گل ہوتا</p>
<p>ہم خوابِ عدو وہ مہتابان نہوا تھا اے عشق تو جب سلسلہ جنباں نہوا تھا کیا روزِ جزا مانگتا اللہ سے جنت کہنے سے عدو کے وہ بنا دشمن جانی اے عشق دہرا تو نے قدم خانہ دل میں وہ رات میرے داغِ جگر دیکھنے آئے ہے شور زمانے میں میرے زخمِ جگر کا</p>	<p>ایسا تو ستم اے شبِ ہجران نہوا تھا دلِ معتقدِ گیسو سے جانان نہوا تھا زاہد کی طرح میں تو مسلمان نہوا تھا پہلے تو کہی جان کا خواہاں نہوا تھا اس گھر میں ابھی تک کوئی مہمان نہوا تھا ایسا تو کہی لطفِ چراغان نہوا تھا یوں صرف نکدان پہ نکدان نہوا تھا</p>

کیا دلِ غمِ محبت کی زلفِ ناز کو خبر متی	جب مصرعین وارِ مہ کنعان نہوا تھا
سر توڑ کے دشمن کو ترے گھر سے نکالا	فرہاد سے یہ کارِ نسیان نہوا تھا
اے رشک پری ہوں ترا دیوانہ ازک	اُس وقت مسیحا بھی سلیمان نہوا تھا
یوں آپ کیا کرتے ہیں انکار پہ انکا	گو یا کہ کبھی وصل کا پیمان نہوا تھا
اشکوں پہ مرے قلزمِ رحمت کو ہو جو	زاہد ابھی ترگوشتہ دامن نہوا تھا
کیا عذر مرے قلم میں لاتا وہ دمِ شر	جو اپنے گناہوں نے پشیمان نہوا تھا
اللہ کرے خیر کہ اتناک وہ ستگر	تھا دشمنِ جان دشمنِ ایمان نہوا تھا
کیون چارہ گر کو پہنچ لیا جلدِ جگر سے	ترخون میں ابھی یار کا پیمان نہوا تھا
آوارہ وحشت تھا یکن اُس وقت کہ قفس	آبادِ غزالون سے بیابان نہوا تھا

تھا کافرِ کیشِ اشراف چہتے کیا ہو

کھنے کو مسلمان تھا مسلمان نہوا تھا

تجھے اے فلک اس سے کیا گیا
مجھے تو بتوں میں حنڈا بل گیا
نصیبوں سے یہ سلسلہ لگ گیا
جسے درِ دل کا منزل لگ گیا

جو یوں خاک میں دل مرا لگ گیا
مقدر میں زاہد جو تما مل گیا
تری زلف سے مجھ کو بیعت ہوئی
اُسے جان شیریں کی پرہیز لگ گیا

<p> کدھر جا کے یہ بیوف ابل گیا ترا عشق کس پار ہنما مل گیا مجھے خوب یہ مشغلہ مل گیا تو غیروں سے کیا سا قیام مل گیا تجھے کیا بتائیں کہ کیا مل گیا </p>	<p> ذرا دل کو دیکھو تو اسے ہمدرد پہنچ ہی گئے ہم خدا تک صنم جدائی میں روتا ہوں آٹھوں کھجور وہ اگلا مڑا مے کا جاتا رہا تون کی محبت میں زاہد ہیں </p>
<p> اثر حب ترا شعر کوئی سنا مزا میر کے شعر کا مل گیا </p>	
<p> کیا درد لا علاج ہے آزار عشق کا کب قابل سزا ہے گنہگار عشق کا روحانیوں سے جب اٹھا بار عشق کا چوٹا جہان کے غم سے گرفتار عشق کا دم سے ہمارے گرم تھا بازار عشق کا اے دل ہوا ہی جسے طلبگار عشق کا لب ہی سے کیا ضرور ہو اظہار عشق کا اے دل نہ نام لیجنو نہ سار عشق کا </p>	<p> اچا نہو مسیح سے بیمار عشق کا سن لو تو یہ جرم خدا کو بھی پسند ہم خاک کیوں کے سر پہ یہ بار گران گرا دل دے کے قید رنج سے آزاد ہو گیا ٹھنڈے پڑی ہیں جتنے خریدار حسن تھے تو ہی تھا کہ کچھ تجھے راحت نصیب ہے آنکھیں زبان ہیں حال دل زار کے لحو دونوں جہان کے رنج و الم کا ہی نام عشق </p>

<p>ہر سر نہیں جو بارِ محبت اٹھا سکے ہر دم ہمارے دلے رہی گلِ خون کو چھیر تراہِ حسد و عشق کا مفہوم ایک ہر</p>	<p>ہر دل نہیں بنا ہے سزا و عشق کا خون آرزو کا کرتار یا خارِ عشق کا مذہب میں اپنے کفر و انکارِ عشق کا</p>
<p>آنکھوں نے خون جو آتا ہر اشکو نگرِ ساتھ کساری لگا ہے دل پہ اثر و عشق کا</p>	
<p>یوں تو ہونے کو کیا نہیں ہوتا غیر بد بین ہونی کا خو کیونکر ایک پل دیکھ کر تری کچھ نہیں نالہ جاتا ہی عرشِ سوا آگے عیبِ نذران اگر نکر تا شیخ کر بُرائی سے لے حد و پرہیز تو ہے وہ ایک ایخدا میرے ملک و مال و منال کا طالب سنگِ طفلان جو یاد آئے ہیں عیبِ چینی سے یار چڑھتا ہر</p>	<p>تیرا وعدہ وفا نہیں ہوتا جو بُرا ہے بسلا نہیں ہوتا ہوش پھرون جب نہیں ہوتا پھر بھی اُس تک رسا نہیں ہوتا اپنے حق سے ادا نہیں ہوتا کہ بُرے کا بسلا نہیں ہوتا جس کا پھر دوسرا نہیں ہوتا تیرے در کا گدا نہیں ہوتا بات سے سرِ جد نہیں ہوتا پھر وہ کیوں با وفا نہیں ہوتا</p>

کاکلون سے بچار ہی جو دل کھدے گل کو پیام بلبل کا	مبتلائے بلا سنیں ہوتا تجسس یہ بھی صبا نہیں ہوتا
آدمی کون ہے اثر جس کا پیٹھ پیچھے گلا سنیں ہوتا	
اثر غم غفلت میں کہوتا رہیگا خدا کی حسدائی ہمیشہ رہیگی دفا تین مری یاد آئیگی جس کو کہا نکاح دلا رکھے غافل خدا دیم آخری تک ترا عشق مرگا جگتا میں نہ کیونکر شب وصل نہ ہوگا اثر اس سے کچھ جگھوٹا مے کا نہ اک حرف تیری ٹپا	بہت سوچا اب بھی سوتا رہیگا جو ہوتا رہا ہے وہ ہوتا رہیگا مرے واسطے یار روتا رہیگا توں میں تو اوقات کہوتا رہیگا کلیجے میں کانٹے چھوتا رہیگا جوانی کی غیندین میں سوتا رہیگا اگر عمر بھر یوں ہی روتا رہیگا کہا بخت کا لاکھ دھوتا رہیگا
اثر دل ہے جب تک کیخچت دم تجھے بحر غم میں ڈبوتا رہیگا	
میرے سر میں جو رات چکر تھا	اُسکے زانو پہ غیر کا سہتا

<p>اپنے گہرا نگو کیا بلاتے ہم ضبطِ دل پر بھی اُسکی مغلّین جان دینے میں سوچ کیا کرتے خوب ورشتہ جان کا فرق چھوچھو آپ جب تک نہ لے چکے تھے دل ہجر لاحق ہوا وصال کے بعد جو رعس کی تاب کیا لاتا صحبتِ حور سے ہوئی نفرت</p>	<p>بوریا بھی نہیں میسر تھا اپنا رومال اشک سے تر تھا مفلسی پر بھی دل تو نگر تھا موت جب آئی سب برابر تھا کچھ مزاج اور بندہ پرور تھا کیا ہی لٹا مرا مفت در تھا دل کمبخت ناز پرور تھا مین جو تیری ادا کا خوگر تھا</p>
<p>ہے اثرِ یاسینین خدا جانے سننے ہیں اُسکا حال ابر تھا</p>	
<p>جب خدا کو جان بسانا تھا میرے گہر تیرا آنا جانا تھا پھر گئے آپ میرے کوچے سے جو نہ سمجھے کہ عاشقی کیا ہے آئے تھے بخت آزمائے ہم</p>	<p>تج کو ایسا نہیں بنا نا تھا وہ بھی لے یا رکھا زمانا تھا دو قدم پر غریب خانہ تھا اُس سے بیکار دل لگانا تھا آپ کو تیغ آزمانا تھا</p>

لے سہمکار قبر عاشق پر	چند آنسو تجھے بہا نا تھا
تو نے رہنے دیا پس دیوار	ور نہ اپنا کھان ٹھکانا تھا
اب جہان پہو شیخ کی مسجد	پہلے اُس جا شربخانا تھا
دخل اہل ریا نہ رکھتے تھے	پاک بازو ن کا آنا جانا تھا
بزم میں غیر کو نہ بلواتے	آپ کو جب ہمیں بلانا تھا
وہ چمن اب خزان رسیدہ ہے	بلبلون کا جہان نا تھا
مُسنے ہیں وہ شجر بھی سوکھ گیا	جس پہ صیاد آشیانا تھا
<p>دل نہ دیتے اُسے تو کیا کرتے</p> <p>اے اثر دکھ ہمیں اٹھانا تھا</p>	
غم اٹھانے سے عشق کم نہوا	کار گر غیر کا ستم نہوا
غیر کب موردِ کرم نہوا	ہم پہ کد م ترا ستم نہوا
اپنے مرنے کا غم نہیں مجھ کو	غم یہی ہے کہ مجھ کو غم نہوا
سنگدل کو نہیں ہر عشق کا	شیخ دیوانہ صنم نہوا
<p>جام جم ہے اثر ترا دیوان</p> <p>پھر نہ کہنا کہ جامِ جسم نہوا</p>	

آپے میں نہ رہتا دل اکدم میں جاتا
 دشمن کا نہ کچھ بگڑا آہ دل سوزاں سے
 جنت کی تمنا میں سودا فی سارستیا
 خال لب لببر کی حسرت میں شبِ فرقت
 تاثیر کیسے پیدا کیا آہ شرافت کا
 جنت کا اگر نقشہ کوچے سے تری ملتا
 موقوف نہی جان بخشی آفتِ جانِ بخت
 آتش سے نہیں کچھ کم سایہ شجرِ غم کا
 فریاد اگر ہوتا شیرین کے شانے کو
 دیتے ہیں مجھے ایذا کیسوی درازا
 اے ماہِ شبِ فرقت میں نالہ اگر کرتا
 سہرا زدہ صورت ہی اپنے شجرِ دل کی
 پیغامِ وفا تھے کیوں سب نہیں بھیجا
 اب میرا گر ہوتے کس جوشِ عقیدت سے
 اے گل تری محفل کا کیا رنگ بدل جاتا

وہ روبرو آتے توفتا بو سے نکلتا
 کھیا موم کا پتلا تھا گرمی سو بگھل جاتا
 اے کاش تری سر سے زاہد یہ خیل جاتا
 میں نالہ اگر کرتا تا چسرخ زحل جاتا
 دل یار کا پتھر ہی ہوتا تو بگھل جاتا
 جانِ دادہ اُفت کا دل کچھ تو بہل جاتا
 بیمارِ الم کیونکر عیسیٰ سے سہل جاتا
 دل اپنا پہپو لوٹے پہر کیوں نہیں چل جاتا
 تصورِ تری لیس کر میں سوی جیل جاتا
 بہتر تھا کہیں اس سے اژدر جو نگل جاتا
 کھانپ اٹھتی زمین سے گردون بھی ہل جاتا
 پالا جو پڑا تجھ سے کیونکر نہ یہ جیل جاتا
 کس لطف کا فقرہ تھا اغیار یہ چل جاتا
 میں خدمتِ حضرت میں لیکر یہ غزل جاتا
 دشمن جو کہیں اس سو کاٹنا نہ نکل جاتا

لے کاش تر و رخ کو زلفین چہ پائین	مومن کی ولایت کا فر کا عمل جانا
آخر نہ رہا ثابت پیرا ہن تن اپنا	کپڑا یہ پڑا نہ تھا کس طرح نہ چل جاتا
اصلاح مقدر کی امکان اگر رکھتی	کر راہ ابد کہو ٹی مین سوے ازل جانا
جب جابنگو کتا ہر دل کتا ہے گہر گہر	کاش آج نہ جانا وہ جانا بھی توکل جانا
دیدار کی حسرت سے دم آنکھوں میں ٹپکا کر	ور نہ ترے عاشق کا کیا نیل نہ ڈہل جانا
ما یوسی عاشق کی اللہ خبر لیتا	پیغامِ قصصا جاتا فرمانِ اجل جانا
لے ناصح نادان تہی ثابت قدمی مشکل	اُس رخ کی صفائی پر کیوں دل پہل جانا
لے گریہ اُسے لکھتے کیا حالِ غمِ وقت	کا غم کی حقیقت کیا سیلاب میں گل جانا
آخر مری آنکھوں نے طوفان کیا برپا	دریا تھا بہر دل میں کیونکر نہ ابل جانا
کیا غیر کی طاقت تہی ہوتا مرا ہم بھلو	رستم بھی اگر ہوتا اُس بزمِ سخن جانا

ہے یاد اثر ہموار ک شخص تھا و فرست
دشت اُسے جب جوتی صحرا کو بکھل جاتا

فرشتوں نے شرف کیا کیا پایا	مگر انسان کا رتبہ نہ پایا
انہیں پایا مگر تنہا نہ پایا	جو یوں پایا تو کیا پایا نہ پایا
جسے دیکھا ترا سرشار دیکھا	جسے پایا ترا دیوانہ پایا

وہ زخمی خنجرِ غم کا ہوا قاتل
 ہجومِ غم سے اپنی آؤ دل نے
 تری تصویر سے تصویر کویت
 نہیں ایسا کوئی دائرِ عمل میں
 گیا کرن پاؤں لے عہدِ جوانی
 ہٹ کر آئے جب دشمن کے گھر سے
 ہزارِ انسو س لے غنچے کہ کوٹھے
 خیالِ دامنِ مِتاتل نے روکا
 یہ کافر ہیں خدائی بھر کے جھوٹے
 مری بیتا بیان شکستِ حبلِ صل
 لے بیچِ دالمِ حرمانِ وحشت
 کمالِ حسنِ عارض کے مقابل
 رہائی پا کے بلبل نے چمن
 اتھی کیا مری گم گشتگی ہے
 فلک سے کچھ نہ تھی ملنر کی امید

کہ زخمِ دل کو بھی ہنستانہ پایا
 زبانِ تک آنے کا رستانہ پایا
 ملائی پر تر نقشانہ پایا
 کہ جس نے یاں کیا اپنا نہ پایا
 تر کوئی نشانِ پانہ پایا
 وہ تھے جیسے مہینِ میا نہ پایا
 وہن پایا گھر گویا نہ پایا
 مرا سہنے تر پنے کا نہ پایا
 بتوں میں ایک کو سچا نہ پایا
 عدو نے بھی مسترارِ اصلانہ پایا
 محبت کر کے سہنے کیا نہ پایا
 سہ کامل کو بھی پورا نہ پایا
 جہان تھا آشیانِ سکنا نہ پایا
 نہ پایا تو سراغِ اپنا نہ پایا
 یہ کیا کم ہے کہ غم تھوڑا نہ پایا

<p>غلط پروازیان ہیں شاعرون کی بہت بازارِ عالم میں پھے ہم خدا کھر کچا رین بخود دی میں جسے دیکھا اُسے دیکھا پرایا جگر کے واسطے جیسا کہ دل تو جلی اے شمع لیکن تو نے کچھ بھی نہیں ملتی سبھی لغت خدا کی رہے محشر میں سر پہ اُسکا یا</p>	<p>دہان یار کو عفتانہ پایا کہیں بھی بے ضرر سودا نہ پایا تو ہم نے تمہیں اتنا نہ پایا جسے پایا اُسے اپنا نہ پایا کسی نے ایسا ہمایا نہ پایا مزا سوزِ محبت کا نہ پایا میٹھا نہ یہ بیضنا نہ پایا کہ جسکے جسم نے سایا نہ پایا</p>
<p>بہت ہشیار سنتے تھے اثر کو مگر ہم نے اُسے دیوانہ پایا</p>	
<p>میں نے دل اپنا نثارِ عارضِ زیبا کیا میرے آگے ذکر اُس سے جو جنت کا کیا تاب میری ہر کمون جو آپسے یہ کیا کیا میں نے کب تیری رخِ زیبا کا نظارہ کیا آپسے شکوہ نہیں شکوہ اگر میرا کیا</p>	<p>عاشقی میں مجھ کو اے ناصح جو کرنا تھا کیا تجھے اے دغِ خدا سمجھی یہ تو نے کیا کیا بن پرور اپنے جو کچھ کیا اچھا کیا اے بتِ سامین تری دید کو ترسا کیا ہے شکایتِ غیر سے جس نے مرا جرح کیا</p>

شمع کو پروانہ گل کو بلبل شید کیا
 فتنہ گلشن میں نہ اٹھے اے صبا کیا کیا
 غم بھرا تون کو دردِ غم سے مین و کیا
 میرے سنے کے لئے ہیں مجتمع اہل سخن
 اس میں مین ہی غزل گوئی مری کو نکال
 اے جنون زیرِ قدم رہنے لگی ابوبہا
 سازگارِ عشق کی حیرت دو صد عقل
 پختہ مغز ان جنون سے سامنا جب آئے
 مجھے بلکہ غیر سے ملنا تمہارا ہر قسم
 واہ کیا صنعت گری ہو کار کا عشق کی
 کس غضب کی شوخ چٹپی ہو کہ چشم بابر
 بقراری کا سبب تھا صبحِ فرقت کا خیال
 قاسمِ بالا دکھاتے ہی قیامت آگئی
 اُس پری پر مین ہوا مثلِ سلیمان چکر
 اب جہان مین بول بالا اُس قدِ بالا کا

انقلابِ عاشقی اُس شوخ نے کیا کیا کیا
 ببلون مین نگہ بوسے یار کا چرچا کیا
 تو مگر اے بختِ خفته چین سے سو کیا
 شکر ہے اسکا جس نے مجھے گویا کیا
 قافیے پر قافیہ ملتا گیا بانہ ہا کیا
 خار نے تلو کو میرے لالہ صحر کیا
 دشمنِ جان کو تماشا ہے کہ دل چاہا کیا
 بوالہوس نے دور سے عشق کا سوا کیا
 اسیہ یہ کہنا اے اُس سے تو کیا بیجا کیا
 ایک کو محبوب بنایا ایک کو لیل کیا
 تو نے ہچشمی کا دعویٰ نہ کر گیس شہلا کیا
 دل ہمارا وصل کی شبِ تہرہ ہر کجا کیا
 عرصہ گیتی مین محشر اپنے بر پا کیا
 اگرچہ مورِ ناتوان دشمن مجھے سمجھا کیا
 عشق آفتِ خیزنے سب کچھ تہ و بالا کیا

رہبری آسان نہیں صحرا نور و عشق کی
 گوہر سے بندے ہیں پر بند تو ہیں ایسا
 مرد قانع کو خدا نے دین بنیادے
 دشت میں کو سون پس ناقد اُڑا کی دور
 نورہ زورہ روشناس حسن عالمگیر
 شہسواران سخن ٹھنچے نہ میری گرد کو
 درد کی سی بقراری تھی شب ہجران مجھے
 گرمی غم لے جاتی ہی نہ تھی لے شعلہ غم
 استخباری عالم وحشت کی طوفان خیز
 بے زبان گل ہیں تو مہر و ماہ بھی خاموش
 قید ہو سکتا نہیں صحرا نور دی کا خیال
 لے پری رو تو عجب ماہ سپہر حسن ہے
 طالبان دید سے ہو جائے اب سچا
 وہ جو پہلو سے مرے اُٹھائے لے جا
 تاسحر سوزِ محبت سے جلی پروانہ و آ

خضر میرے وادی پر مول میں بٹکا کیا
 ہم گنہگاروں کو ہی اللہ نے پیدا کیا
 حرص نے او پیٹ کر بندے تجھے اندھا کیا
 خاکِ محنون نے خیالِ محلِ لیلہ کیا
 کون بیگانہ ہے جس سے اپنے پردا کیا
 تو سن طبعِ روان کو میں نے جب کوڑا کیا
 دل کو تھامے رات بہراٹھا کیا بیٹھا کیا
 سرد آہیں کہنچک رہنے اُسے ٹنڈا کیا
 دین گریبان نے میرے دشت کو دریا کیا
 تیرے آگے کب کسی نے حسن کا دعو کیا
 اپنا تلو اخانہ زندان میں کھلایا کیا
 جس جگہ بیٹھا حسینون نے وہاں ہال کیا
 ہو غضب جہلکی دکھا کر اپنے پردا کیا
 درد پہلو کچھ بڑھایا کہ سر چٹکا کیا
 شمع نے جو سامنا اُس محفل آرا کا کیا

سینہ دگشتہ پر آئے نظر داغ الم زیر مدفن انتظارِ حشر میں سوتا ہو کو میں جو کہتا تھا کہ مر جاؤں گا تیرے عشق کیا نکلتی حسرت دیدارِ بزمِ یار میں اب ہوا و زمینت دستارِ سر ہو کس طرح یا آتھی کیا ہوا جذبِ محبت کو مرے	چاکِ پلہ بن نے رازِ سوزِ دل افشا کیا ہر کسی سے اُس صنم نے وعدہ فر دیا شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے سچا کیا میں نگاہِ یاس سے اُس شوخ کو دکھایا قیس نے دکنوشتاِ طرہ لیلایا اور وہ کہنچا گیا جتنا اُسے کہنچا کیا
--	---

دل ہی ایسا ہو کہ مانے بات اُسکی آدمی ہمے کس کمینجت کا تو نے اثر کھنکایا	زندگانی کا مزا اُس دم مجھے حاصل ہوا عین وقت دید مجنون کو ہوا کیا اضطراب جب جنون طوفان پہ لایا چشمِ دریا باہر
--	--

دل نہ دینا اے اثر بے فیض ہوتی حسین ماہ کے خرمن سے کس کو فائدہ حاصل ہوا	
---	--

پاسے موحده

اگر ہم پستشِ رخ روشن ہو آفتاب تو ہے وہ بت کہ جسکا برہمن ہو آفتاب	
---	--

<p>سرمین ہر غریب کا ماسن ہر آفتاب اہل جہان سے کہتا ہے خیاطِ آسمان آیا جو بے نقاب وہ شب بہرِ فاتحہ اس التہاب میں تو سمندر نہ رہ سکے پہیلی ہے دور دور شعلے اُنکے نام کی سیارے ساتھ ساتھ روان ہیں کشاکش کیا تاب کوئی آنکھ برابر جو کر سکے تو باغِ نور کا ہے وہ گل جس کے روبرو کس شان سے چمک کر نکلتا ہر وقت صبح</p>	<p>عربان تنون کے واسطے گلشنِ آفتاب زرین قبا سے یار کی کترن ہر آفتاب عالم کو تنگمان سرمد فن ہر آفتاب کس خلقتِ عجیب کا مسکن ہر آفتاب پیرس ہے ماہتاب تولد نہ ہر آفتاب گویا کہ اس نظام کا انجن ہر آفتاب دیوارِ قصرِ یار کا وزن ہر آفتاب تاریک صورتِ گل سوسن ہر آفتاب کس شہسوارِ ناز کا توسن ہر آفتاب</p>
<p>ذاتی کوئی چمک نہیں رکھتا ہر لے آہ نورِ جہاں یار سے روشن ہر آفتاب</p>	
<p>دل میں زاہد کی بھری ہر ہوسِ جاہم آہ محتب توڑنے یوں شیشہ دل رندوں کے تیرنی دور کو ہمیں ہے موجِ مادہ ساقیا توبہ سے اب توبہ لگائیں کہنے</p>	<p>بوالہوس کہنے اُسے یا گیسِ جاہم آہ ہونگے آخر یہی فریادِ سرسِ جاہم آہ بزم میں پھرتا ہی چکرِ فرسِ جاہم آہ فصلِ گل آئی ہوئی پھر ہوسِ جاہم آہ</p>

<p>ہے تنک ظرف بنے گا مگر جامِ سزا درد ہو یا کہ ہو خاشاک و خس جامِ سزا بانگِ زن کیوں نہیں ہوتا جرسِ جامِ سزا نہ رہا ہو کبھی بندِ نفسِ جامِ سزا نہیں آتی جو صدائے جرسِ جامِ سزا</p>	<p>میکشوپاٹ نہ زاہد کو دلاؤ مے کی ساقیا رند بلا نوش ہوں پی جاؤ گنا قافلہ رند و نکاحاتا ہے پے سیرِ حرم موجِ مے دام ہے ڈاس سی تو ای طائرِ دل محتب را ہزن قافلہ عیش ہوا</p>
---	--

یار مے پیئے کو کہتا ہر پس و پیش نگر
 لے اتر خوب نہیں پیش و پس جامِ سزا

<p>آپ کیوں ہمسے ہنِ خفا صاحب تاب لائے دلِ حزمینِ تکب خونِ دل جم گیا ہے عاشق کا سنتے ہی میرا نا کہ دل سوز سمجھیں تب قدر آپ عاشق کی رنج کیا کیا نہیں اٹھائے ہن روبرو میرے کس غرض سزا مہنے کب غیر کی شکایت کی</p>	<p>کچھ تو فرمائے خطا صاحب کچھ ستم کی ہی انتہا صاحب نہیں ہاتھوں میں یہ خفا صاحب ہو گئے کیوں چہرے پرخا صاحب جب کیسے ہوں مبتلا صاحب آپ نے کیا اٹھار کھا صاحب ذکر کرنے ہن غیر کا صاحب ہمیں غیرت نہیں ہو کیا صاحب</p>
---	---

<p>غیر سے ہی نہیں غرضت کو غیر اچا ہزار بار اچسا</p>	<p>تم ہو مطلب کے آتش جھٹکا خیر ہم ہیں بُرے بھلا صاحب</p>
<p>مر نہ جاتا اثر تو کیا کرتا غم کی آخر ہے انتہا صاحب</p>	
<p>کیا ماہ ہو سکے تری تنویر کا جواب سفاک دلے غیر کر ہوتی ہر دم میں پار موسیٰ نہیں ہیں سائل بوسہ ہون جان زندگیاں میں آہ و نالے جو سپہیم بلند ہیں واعظا نہیں عذاب میں کچھ گفتگو مگر ہر ہر قدم پہ چڑھتا ہے تدبیر کا قلم اُس ترک خرد سال کو سمجھو نہ خرد سال دسار قید ہجر میں ہو کوئی یا نہ ہو مع علی میں تیغ علی ہے مرا قلم ہم بو ترا بیون کے مدارج نہ پوچھے بیکار سخت کو شون کی جاتی ہیں کوششیں</p>	<p>خورشید جب نہیں تری تھیو کا جواب دیتی ہی میری آہ ترے تیر کا جواب سنہ پیر کر نہ دو مری تقریر کا جواب ہے آؤ قیس نالہ زنجیر کا جواب جز عفو کیا ہے بندے کی تقصیر کا جواب آسان نہیں نوشتہ تقدیر کا جواب جو رو ستم میں ہے فلک پیر کا جواب زنجیر دیگی نالہ شبگیر کا جواب لکھے تو مدعی مری تحریر کا جواب خاک قدم ہماری ہے اکیر کا جواب تقدیر دیتی رہتی ہے تدبیر کا جواب</p>

اد صاف ہے یا جو میں نے بیان کئے

بلبل نہ دے سکی مری تقریر کا جواب

کتنے ہیں یوں تو صاحبِ یوان مگر اثر

کوئی غزل سرا نہوا میر کا جواب

بائے فارسی

سائے سے جو اس رخ کو ہم آغوش ہوئی ہو
 غش کھا کے سرِ خاک گرمی صورتِ موٹے
 جب دشت میں خورشیدِ امارت کا سر
 اب عیش محل میں مے گل رنگ لندہا
 عکسِ رخ روشن سے کرن بھول چکے
 جوڑے کے جاہر کی جوشانوں ٹپ چٹ
 آگے ترے خورشیدِ قیامت کو گئی بول
 تھی سرد ہوا سے سحری باعثِ لغت
 ترکیبِ عناصر میں سرا سر ہوا سے دخل
 غش کھا کے گرے خاک پہ ستو کی طرح ہم

شرمندہ ہوئی ایسی کہ روپوش ہوئی ہو
 نورِ رخ روشن سے جو بیہوش ہوئی ہو
 کعبے کی طرح غم میں سیہ پوش ہوئی ہو
 چل صحنِ چمن سے بت موش ہوئی ہو
 آئینہ صفت گرد بنا گوش ہوئی ہو
 ہمراہ شب تار سردوش ہوئی ہو
 وہ محو ہوے ہم کہ فراموش ہوئی ہو
 مرغانِ سحر کیوں نہوں خاموش ہوئی ہو
 جسموں کو لئے شکل تن و توش ہوئی ہو
 صحرا میں ہمیں بادہ سر جوش ہوئی ہو

لکھا پوچھے دہقان سے اثر رنگِ دیرت

بارش نے کمی کی تو صبر کو شہوی دہو

تائے مشنات

<p>ہے عبادت کی ضرورت نہ دعا کی حاجت مصلحت سے ہوئی انسان کو نضا کی حاجت بھر پوشش نہ تھی مجنون کو قبا کی حاجت کثرتِ رنج میں ہوتی ہے بکا کی حاجت دستِ قاتل نہیں رکھتے ہیں خاکی حاجت قلبِ عشاق کو ہے تیغِ ادا کی حاجت ہے مرے نامہ نگین کو صبا کی حاجت اس طریقے میں نہیں راہنما کی حاجت تجکولے نگر سرفشان ہو حیا کی حاجت دمِ آخر نہیں رہتی ہے دوا کی حاجت</p>	<p>کچھ گئی اہل زمانے سے خدا کی حاجت کیا نہیں عمرِ دروزہ میں کیا کرتا ہے خاکِ صحرا سے نہا عریانی تن کا پردہ نماؤں میں نہو ناصح نادان مجھے نہیں ہر تہی ہوئے ہر تہی ہوئے ہر تہی ہوئے نہیں نہ تہی ہوئے نہ تہی ہوئے نہ تہی ہوئے ورقِ گل پہ مضامین بہارِ آگین ہیں کامِ آتی ہے رشتہ شوق میں اپنی ہمت بے حجابانہ نظر کرتی ہے خوش چشم پر چارہ جوئی کی بھی ہر کام میں حد ہوتی ہے</p>
--	--

جلوہ افروز جہان وہ شہِ خوبان ہوا اثر

ایسی محفل میں نہیں تجھے گدا کی حاجت

سلامت رہا کون حضرت سلامت

سلامت رہا کون حضرت سلامت

<p>نہیں کوئی پروا اگر جان جائے بتوں سے ہے زینت میں و زمان کو گئے بھول بندے کی سب خدمتوں کو عدو کے لئے ہر گھڑی کی خلش و جو زمانے کی نعمت اگر ہے تو کیا ہے</p>	<p>رہے جگ میں انسان کی عزت مست اتنی رہیں تا قیامت سلامت ہمارے خداوند نعمت سلامت رہے ہم سے انکی عداوت سلامت رہی جب نہ انسان کی صحت سلامت</p>
	<p>نہیں کوئی پروا اثر بے زری کی ہے جب تک فضاہت کی دولت سلامت</p>
<p>کیسا دل کو رہا انتظار ساری رات ترپ ترپ کے تمنائیں کروٹیں لہیں اُدھر تو شمع نہی گریاں ادھر تھو ہم گریاں خیال شمع رخ یار میں جلے تا صبح پنچھ سوزِ جدائی کو جسے اے ہدم مرہ کے عشق سے آئی نہ فیند آنکھوں خیال زلفِ سیہ میں بہا کئے آنسو</p>	<p>فلک کو دیکھا کئے بار بار ساری رات نہ پایا دل نے ہمارے قرار ساری رات اسی طرح پہ رہے اشکبار ساری رات لیا قرار نہ پروا نہ دار ساری رات جلا کیا یہ دلی داغدار ساری رات نظر کشکتی رہی بنکے خار ساری رات بند ہمار ہمارے رونے کا مار ساری رات</p>
	<p>نہ پوچھو جسے اثر رات کس طرح کاٹی</p>

عجب طرح کار ہا انتشار ساری رات

ہوازل ہی سے دل وشت نہ شیدا ہوست
 یا تے ہم راحت گرین ستر دیا ہوست
 عرشِ عظم کیا ہی پیش ترسہ والا ہوست
 غم نہیں گر کشتہ دشمن ہوے ہم غلک
 آشنای لب کردن کیوں از غما ہوست
 توجہ و غلط خوبی طو بے بیان کرنے لگا
 جسطرف چاہی نگاہ شوق نظارہ کرے
 بار پایا آج کیا تو نے سریم یا زین
 بیل دل فرط حسرت کیوں نا لائے
 خانہ سینہ میں دل کیونکر نہ غم سے بیٹھا
 یہ تجلی آدمی کے جسم میں ہوتی نہیں
 شاد کیا ہون شک سے ہے اپنی مر جا بجا
 عاشق جان باز کو ہوتی نہیں پروا جان
 روح پر اس سے زیادہ ہو نہیں سکتا خدا

تا قیامت سر سے جانیکا نہیں دو ہوست
 یا نصیب عیش دشمن ہو گئیں شہا ہوست
 دل جسے کہتے ہیں اہل دل ہی ہو جا ہوست
 خاک ہو کر بھی ہمیں رہنا ہی زیبا ہوست
 اپنے حال دے واقف ہو دل انا ہوست
 پھر گیا میری نظر میں قامت بالا ہوست
 شش جہت میں ہر عیان جن جان را ہوست
 اے صبا آتی ہے تجھے ہو روح افزا ہوست
 برگ گل سے بھی سوا خوش رنگ ہیں نہا ہوست
 جب سر محفل عدو کو شوق سی ٹھلا ہوست
 نور کے سانچے میں کجا ڈھالی گئے ہنسا ہوست
 مرگ دشمن پر وہ فرما میں بانسی با ہوست
 سر کشا دون شوق سی ما پدن اگر یا ہوست
 ہر و دشمن جو دفن پر گزر فرما ہوست

دینِ باطن سے گھر بیٹھے تماشا کھجور	پردہ دل میں بنان ہی چہرہ زیبای دوست
آسمان پر آئینہ حسین بشکلِ آفتاب	پرتو انگن ہی جمالِ چہرہ زیبای دوست
چشمِ نظارہ ہوئی ہے رکشِ آئینہ	ہے تماشا نگاہِ حیرت چہرہ زیبای دوست

داد کا طالب نہ نوالے اشر روزِ جزا

کچھ تو لازم ہے خیالِ عزتِ فردا دوست

ہذا سے مسئلہ

مجھ پہ ہے آپکا عتابِ عبث	یہ جفا ئیں ہیں اے جنابِ عبث
آتشِ رو سے یار پر ہم نے	اپنے دل کو کیا کبابِ عبث
فائن کیا ہے بقیاری سے	دل کو رہتا ہے اضطرابِ عبث
عشقِ بیگانگی کا دشمن ہے	مجھ سے کرتے ہیں وہ عجابِ عبث
نہیں آنیکی نیند ہجر کی شب	آنکھیں کرتی ہیں میل خوابِ عبث
اپنے رونے پہ یار نہتا ہے	آنکھیں رکھتے ہیں ہم پر عتابِ عبث
پھنکے گیسو میں اسی دلِ نادان	اب کھاتا ہے چچ و تابِ عبث
کیا عدم میں کوئی تماشا ہی	روز جاتے ہیں شیخ و شابِ عبث
بھجے پیری میں یہ کہ صدقو	ہم نے ضائع کیا شابِ عبث

نہادون کو پڑکامے سے کام	آج ہے انکو اجتناب عبت
غیبت موکشان سے اے غلط	سر پہ لینا ہے تو عذاب عبت
منتخب ہیں ہمارے سب اشعاً	لوگ کرتے ہیں انتخاب عبت
<p>کوچہ یاربے فاین اثر</p> <p>پھرتے ہیں جستہ و خراب عبت</p>	
جان گل ہر در و حیران الغیث	اے دواے درد مندان الغیث
کن رہا اندست نامردان مرا	الغیث اے شاہ مردان الغیث
<p>جیہم عربی</p>	
خوبان دلربا سے نہ پیرے خدامرج	ناصر پر خدا سے جو آنے پھر امرج
کیا لائے تاب جو دلی میرزا امرج	میرج سے بھی تیر ہے اُس ترکا امرج
مین ہون وفا امرج تو تم بیوفا امرج	میراجدا امرج تمہارا جدا امرج
کیا پوچھتے ہو عاشق دلیگیر کا امرج	جسکی غذا ہو خون جگر اسکا کیا امرج
دنیا ہی میں عذاب کا رہتا ہی سامنا	انسان کو واسطے ہے جہنم بُرا امرج
ہم اہل فقر رہتے ہیں اہل دول سودو	احسان اغنیا سے نہیں تہنا امرج
کیا آتے ہی چمن میں چلی بوئے گل کوشت	بلبل سے پوچھ لینا تھا باد صبا امرج

<p>یہ صند یہ ہٹ یہ چٹیر آتی تری پناہ دارین میں مفید ہے خوبی مزاج کی دستِ سوال پیشِ خدا کیجئے بلند اس وقت سیرِ گل کی نہ تکلیف دے صبا کیونکر نہ ایسے یار پہ ہون جانے شام</p>	<p>جیسا کہ اب ہی آپکا ایسا نہ تھا مزاج اچھا دہی رہا جسے اچھا ملا مزاج ہوتا ہے پاک کبر سے وقتِ عامرِ مزاج سو بے چمن چلین گئے جو اچھا رہا مزاج کیا دل ہی کیا دماغ ہی پایا ہو کیا مزاج</p>
<p>گمیا شاد شاد آتے ہیں یوانِ یار سے ملتا نہیں ہے آج اثر آپ کا مزاج</p>	
<p>چشمِ ساقی کر رہی ہو گردشِ ستارِ آج ہر شبِ مہتاب میں ساقی مہوشِ جلوہ گر قصرِ دیوان جنکے دم سے کل تملکِ باغِ ق ہنسی دیکھا تھا جنہیں افسانہ سنتے قہج خاک پر سوتے ہو بسترِ تک نہیں مینک بعد اوی پری زلفِ مسلسل میں مسلسل کر ہے عشق کے بندے نہیں کہتو کسی نہ ہے کام ہو شریکِ صحبتِ ندان جو وہ بادہ پرست</p>	<p>میکشو ہونا نہیں منت کش سپاہِ آج پاسے تو بہ کر رہا ہو لغزشِ ستارِ آج انکے مسکن کے لئے ہے گوشہٴ دیرانہ آج اپنے کانوں سے سنیں کاسنتی ہر افسانہ ہو کہاں اسے تاجدار و شوکتِ شاہانہ آج توڑتا ہے دوہری رنجیرین ترادِ یوانہ آج داخلِ کعبہ تھوکل ہیں ساکنِ تنجائے آج اور ہی کچھ میکشو ہو رونقِ میمنہ آج</p>

<p>جب زمانہ پہر گیا احباب نیا پہر گئے تو جو ہی رونق فروزِ بزم اے رشاقی</p>	<p>کل وہی جو شناتے ہو گئے بیگانہ آج شمع کی پروا نہیں رکتا کوئی پروا آج</p>
<p>سکے نالوں کو اشرودہ بت ہوا ہی ہر جا کے مسجد میں ادا کر سجدِ شکر آج</p>	<p>+</p>
<p>کس شعلہ رو کے عشق میں ہوں اشتہاب آج اُس گل کے ہجر میں جو ہوں خوننا بآج مدفن کی سمت آتا ہوں وہ شہسوار آج تیز نگاہ کسے کئے دل کے پار آج آنکھوں میں اشک آتے ہیں بیاں بار بار آج رقصاں ہی بزمِ شوق میں طاروس آج پہیلی ہی بوسے مشک چمن میں جو قتیح ساتی علی الحساب چلے ساغرِ شرب پہنچا دے میری خاک صبا کو تیار رنگِ جان کو ایک طرح پر نہیں قرار کی ہی جو تیز آتش حسرتِ فراق نے</p>	<p>آنسو نکل رہی ہیں برنگِ شہر آج ہے آبِ آبِ شرم سے ابر بہار آج پہنچے گا آسمان کو میرا غبار آج خون سے ہے تر تیر مژدہ اشکبار آج آنکھوں میں دانِ عدو کا مگر نہ تھپ آج جو بن کھار ہا ہی دلِ داغدار آج بادِ سحر ہے شاد کشتی لعلِ یار آج ہے روزِ میکشی نہیں روزِ شمار آج یجا اڑا کے ساتھ یہ مشتِ غبار آج کشتی میں کل خزان ہی اگر ہی بہا آج ہی التہاب میں نفسِ شعلہ بار آج</p>

وہ بت بری سبب سے نہو فرما آج	اللہ سے کرونگا یہ محشر میں لکھا
ساتی فلک سے ساغرہ کو آتا آج	وہ آفتاب شام سے ہر مائل شراب
خندان برنگ گل ہی چسپایغ فرما آج	شاید وہ آکے پہولون کی چادر چڑھا

کہا تمکو انتظار کیا ہے اے اثر
در کی طرف جو دیکھتے ہو بار بار آج

حائے حلی

اب وہاں ہم ہین نقش پا کی طرح	جس گلی میں گئے صبا کی طرح
نہ کہ جو رونما ناک کی طرح	چاہتے ہو جفا جفا کی طرح
جسم میں جان ہے ہر گئی طرح	زندگی ہے حباب کی صورت
ہے وفا ہی تری جفا کی طرح	غیر لایا ہے وصل کا پینام
ہم جو پیٹتے ہیں سے دو گلی طرح	اسمین نقصان کیا ہے غم غم
دل کے پیچھے پی پی پا کی طرح	زلف اس آفت زما کی
کریم صبر آزما کی طرح	آسنے وعدہ نہ کیا نکالی ہو
ہے بجا ہی مری فنا کی طرح	زمن در گور ہو رہا ہوں میں
نا خدا ہیں علی حسد کی طرح	کشتی فقر کے سوار ہیں ہم

تیری محفل میں خاک جیتے ہم	کہ عدد و تہا و بان قضا کی طرح
وہ نون جانبِ وجود کے ہے عدم	ابتدا ہی جو انتہا کی طرح
یوں تو دیکھے بہت ادا و ادا لے	ہے نرالی تری ادا کی طرح
کیون نہ گرس پے میری آنکھ پے	ہے تری چشم سر پہ سا کی طرح
عمر بہ کاروانِ عمر کے ساتھ	دلِ نالان رہا و را کی طرح
عاشقوں کو نہ آئے کیونکر موت	ہے تمہاری ادا قضا کی طرح
کشتہ عشق بو تراب ہونمیں	خاک میری ہے کیمیا کی طرح
ریخ کش غمزدہ ستم دین	کون ہے تیسے مبتلا کی طرح
تیرے بیمارِ غم کے حق میں دوا	بے اثر ہے مری دعا کی طرح
آسمان تیرے در کا سائل ہو	ماہ ہے کاسہ گدا کی طرح
ان تبون کے دماغ کو دیکھو	مستکبرین کبریا کی طرح
بید لی ہے فراغِ غم کا سبب	ہے جفا ہی مجھے وفا کی طرح
کسوت گل کو چاک کرتی ہے	کھیا غضب ہو تری قبا کی طرح
غیر ہی چشمِ اہلِ وحدت میں	نظر آتا ہے آشنا کی طرح
خاکساری ہے نسخہ اکسیر	بندگی ہی ہے کیمیا کی طرح

شامِ فرقت میں اگر میں نہ جان جیتا رہا صبح دم نکلا برنگِ برق جب بھر شکا ایک ہی جامِ صبحی لب تک آسکتا ہجر کی ساعت سے چپکا را نہیں نہ فلک اس طرح پر کر بیانِ مصحفِ رومی صبح ناز کی بخش گلِ سبز ہی ہر سو نسیم	زہر کی پڑیا لگا رکھو نکا بر تقدیر صبح آفتاب صبح کو تو نے کیا پتھر صبح محتسب کیا ہی غضب کی ہر دیا و گیر صبح ہر شبِ وصل صنم ہے بستانِ بخت صبح جائے قرآن اے مفسرِ کلمہ کوئی تفسیر صبح نواگر ہو خوابِ غفلت میں تو کیا تفسیر صبح
--	--

ہر گھڑی رنگِ سخن اٹکا بدلتا ہے اثر
شام کی تقریر سے ملتی نہیں تقریرِ صبح

چٹا نہیں چوڑائے سے ظالم کسی طرح پھلو میں آکے بیٹھے ہو دوست کی طرح سمجھانہ میرے در کو ظالم کسی طرح سینے میں دل ہے قطرہِ سیاب کی طرح چوٹا چمنِ قفس میں پری آشیاں دہ گُل کمان چپا ہو کہ جسکی تلاش میں اہلِ فرنگِ نوح کی کشتی بنا گئے	اٹکا ہے تجھے کیا دلِ نادانِ بڑی طرح دل لینے کی نکالی ہے تنے نئی طرح دل کی کہانی اُسکو سنائی کئی طرح لیتا نہیں متدار ذرا بھی کسی طرح بلبل ہوئی اسیرِ خرابی سہی طرح آوارہ پھر رہی ہے صبا بھی مری طرح روزی رہے جو دینِ گریبان ہی طرح
---	---

<p>پہنچا یہ پشتِ خاک و ہاں تک کسی طرح تو بھی ہو بقرارِ سنگِ مری طرح تم جسے پیش آئے نہایت بُری طرح اے ابرو کے دیکھ لے دم بہ مری طرح مومن کی ہوتی ہے جو نکالی ہوئی طرح دعویٰ ہمہری نہیں مجھ کو کسی طرح لکھ ڈالے چند شعر ملی جب کبھی طرح اوقات کا ٹٹا ہوں بہلی یا بُری طرح عادت نہیں کہ چپٹیر نکالوں کسی طرح شاید نہ صلح کل کوئی ہو گا مری طرح کافر ہوں اس میں ہو جو مجھ کو شک کسی طرح</p>	<p>حسرت بہت ہو کو چہ دلدار کی نسیم جب سے لیا ہو تو نے دل مضطرب مرا ایسا ہی کوئی کرتا ہے اہل وفا کے سقا معلوم ہو تجھے کہ دلِ خون شدہ ہو کیا شاعر کو پیش آتی ہیں کیا کیا نہ قیمتیں استاد کی غزل پہ غزل گو کہی مگر شاعر نہیں کہ زوِ طبیعت دکھا نہیں دنیا سے دور گوشہٴ غربت میں بیٹھ کر دشمن نہ ذوق کا ہوں نہ ناخ کا دوست جھگڑوں سے شاعروں کے ہمیشہ ہاگ غالب کو مانتا ہوں کہ استادِ دہرا</p>
---	--

لیکن اشرِ جو دینِ حق ہیں سے دیکھتے

کوئی غزل سرائے ہوا سیر کی طرح

خاتمہ معجمہ

ہمارے خونِ کعبہ پاسے ہی بیا بان سخن

اگر ہے لالہ و گل سے جنوں گلستانِ سخن

بہار آئی ہو چشمِ خون نشانِ کوش	برنگِ گلِ ہرِ مرا جیبِ سرخِ دامنِ سرخ
خیالِ عارضِ رنگینِ مینِ چشمِ ہرِ خونِ با	برنگِ بچہِ مرجانِ مینِ میریِ مژگانِ سرخ
وہ سرخِ پوشِ پے سیرِ بوستانِ جگیا	ہر ایک نخلِ ہو مثلِ نخلِ مرجانِ سرخ
حنا کی باغِ جہانِ مینِ نہیںِ نہیںِ حنا	برنگِ بچہِ مرجانِ مینِ دستِ جہانِ سرخ
اثر ہے جلوہ نگنِ تیرے جسمِ رنگینِ کا	لباسِ سرخِ تر یا رہے دو چندانِ سرخ

تو اپنے دینِ ترے اثرِ بہا اب غن
بہارِ لالہ و گل سے ہو اگلستانِ سرخ

والِ مہملہ

رور کے سرِ قبر بہت مجھ کو کیا یاد	اللہ کو معلوم کہ آیا نہیں کیا یاد
مر جا بیٹے مرغانِ قفسِ حسرتِ گلِ مین	کیوں فصلِ بہاری کو دلاتی ہو صبا یاد
مجھ سا کوئی پہرِ سور و بیداد نہوگا	آئے گی مرے بعد تجھے میری ڈھانچا
و اعظم کی زبان پر ہی عبتِ کرِ معاصی	رکھتا نہیں خالق کسی شہد کی خطا یاد

اس عمرِ دروزہ میں اثرِ بھول نہ جا
لازم ہے کہ انسان کو رہے اپنی قضایا

مرے گمروہ آئے ہیں کچے بعد	شو کس آرزو اور مسرت کے بعد
---------------------------	----------------------------

<p>مصیبت میں اے دل نہ گہرا ہو جدائی ہے کیا ہی عذاب الیم رہا شمع کے گرد دم بہر تنگ خلش کچھ نہ کچھ آنکھوں میں ہی درا صبر لازم تھا اے کوہ کن ترا عاشق زار اے بے وفا نہ و وصل کے بعد فرصت نصیب</p>	<p>کہ ہوتی ہے راحت مصیبت کے بعد قیامت ہو کیا اس قیامت کے بعد نہ تھا کچھ ہی جز خاک ساعت کے بعد وہ کیا دوست نتر عداوت کے بعد عبث جان دی اتنی محنت کے بعد موا تو مگر کس اذیت کے بعد خدا دے صعوبت راحت کے بعد</p>
<p>وہ غیرون سے آخر کنارے ہوئے مگر اے اشرکس قباحت کے بعد</p>	
<p>اے اب تک نہیں پھرا فاصد شوق کی تازگی نہ کچھ پوچھو جو نہ لکھے جواب نامے کا کوے قاتل سے بچکے آیا تو مینے جو کچھ اُسے لکھا خط میں وجہ آزر وگی بتاؤن کیا</p>	<p>نہیں معلوم کیا ہوا فاصد روز در کار ہے نیا فاصد بیہ جون ایسے کے پاس کیا فاصد مرحبا تم مرجبا فاصد پڑھ کے نکھو سنا دیا فاصد بے سبب وہ ہوا خفا فاصد</p>

اے اثر ہم بھی اُسکے ساتھ چلے اپنا خط لے کے جب چلا قاصد		
تو نے جب میرا خط دیا قاصد بے پڑے پڑے پڑے کر ڈالا گر پڑا پڑھ کے رہ گیا خاموش مگر کہا کچھ تو غیر کیا بولے غیر بولے تو یار کچھ بولا مگر نہیں چپ ہا تو کیا اس سے آخر الامر کیا مجھے کس کرے اے اثر بات بھی ہو کہنے کی	لے کے خط اُس نے کیا کیا قاصد یا ستم گار نے پڑا قاصد یا مرے حق میں کچھ کہا قاصد وہ جو بولے تو بولے کیا قاصد یا وہ خاموش ہی رہا قاصد تو نے کچھ ہوئے سنا قاصد اُس نے رخصت تہجو کیا قاصد تو کرے اپنے منہ کو وقاصد	
ہے یہ سب پوچھ پاچھ لا یعنی کیا کہے وانکا ماجرا قاصد		
وفا اپنی نہ ہے تیری جفا یاد نہیں گلشن کا کوئی ماجرا یاد وہ کافر ہم ہیں اے زاہد کہ جسکو	نہ ہو جو آپ ہی میں اسکی کیا یاد اسیری میں رہی کیا اے صبا یاد بتوں کو دیکھ کر آئے حسد یاد	

<p>عجب در محبت ہی مرض ہر شب متاب میں دورِ محراب کرون کیا عرضِ مطلب انگِ آگے دل لذت طلب خوگر ہے جبکا کٹے آرام سے کیا عمرِ شکی گنگنا محبت پر کرم کر پ ہزاروں سانپ لہراتے ہیں لہر بلا بھیجا ہمیں بزمِ عدو میں</p>	<p>نہیں جسکی سیجا کو دوا یاد وہ راتیں ہیں تجھے اے سہ لقایا کسے ہو بخودی میں مدعا یاد نہیں حورون کو یارب ہادایا جسے ہو نفس اپنی قضا یاد کرمیون کو نہیں رہتی خطایا جب آتی ہے تری زلفِ دوایا کہاں اے فتنہ گر تو نے کیا یا</p>
<p>تجھے ہم جانتے ہیں اہلِ دل سے اثر رکھنا ہمیں وقتِ دعا یاد</p>	
<p>راتِ مہملہ</p>	
<p>اے گل ترے بغیر نہیں کچھ بہارِ عمر فرقت کی زندگی گوئیں کس حساب میں کب نکٹ فاکر گی بہرہ سا ہی سچا نہیں کہ منزلِ ہستی میں لے تو آ</p>	<p>بالغِ خزان رسیدہ ہوا لالہ زاہدِ عمر ہے داخلِ شمسِ ارجل یا شمارِ عمر نادان ہے وہ بشر جو کرے اعتبارِ عمر بگشتِ دانِ ہر دشتِ علم کو سوارِ عمر</p>

<p>تازہ گلِ حیات اگر ہے ابھی تو کیا جائے قرار و امن نہیں صیدِ گاہِ دہر دنیا کو دیکھتے ہیں جو عبرت کی آنکھ سے</p>	<p>تینغِ اجل سے ہوگی قتلِ شاخسارِ عمر صیادِ مرگ کھیل رہا ہے شکارِ عمر انکی نظر میں خاک نہیں ہر وقارِ عمر</p>
<p>لہو و لعب میں ریت بسر کی ہوئی کیونکر رہوں نہ بعدِ فنا شرِ مسارِ عمر</p>	
<p>کھلتی نہیں زبانِ دہن یارِ دیکھ کر موسے نہ لائے تابِ رخ یارِ دیکھ کر سیری نہیں نصیبِ بہن تیری پر سے کیا کیا ہوا نہ گرم گنہبانِ قصرِ یار جنون نے مجھے دشتِ مینِ امن بچایا کہتا ہے کوئی گبرِ مسلمان کوئی بہن کیا آئے مارے خوف کو آشنا نہیں لیتے ہیں اپنی ہاتھ میں جب لفِ یار ہم کیا کیا مجھے سناتے ہیں وہ سن ترانیا جوشِ جنون نے راہ کو ہموار کر دیا</p>	<p>چپ ہو گیا ہوں عالمِ اسرارِ دیکھ کر مازان ہوں اپنی طاقتِ یارِ دیکھ کر پہرچکو دیکھ لیتے ہیں ہر بارِ دیکھ کر شیرے ذرا جو سایہ دیوارِ دیکھ کر تن کو ہمارے خار سے بھی زارِ دیکھ کر گردن میں ساتھ سجدہ کے زارِ دیکھ کر لرزان ہی حشرِ یار کی رفتارِ دیکھ کر کیا بچ و تاب کہاتے ہیں اغیارِ دیکھ کر مثلِ کلیمِ طالبِ دیدارِ دیکھ کر دشتِ تنہی دل کو وادی پر خارِ دیکھ کر</p>

پھر دل کو ذوق لذت ایذا ہوا اتر
اُس لشکن کو درپے آزار دیکھ کر

شبِ فرقت بسر کرین کیونکر آنکی تیغِ نگہ کا مارا ہوں کچھ ہم اپنی خبر نہیں رکھتے عشقِ خوبان کا ترکِ اوصاف دل پہنچی ہے یار کی تصویر جنگو بھیجیں جہان ہو جانِ خوف کچھ گمان اور ہونہ بلبل کو	نکٹے تو سحر کرین کیونکر میری جانب نظر کرین کیونکر آنکو اپنی خبر کرین کیونکر ہے تو اچھا لگ کرین کیونکر اُس پہ ظاہر ہنس کرین کیونکر کام یہ نامہ بر کرین کیونکر آنکھیں گلشن میں تر کرین کیونکر
--	---

گو شکر سہی پہ یار تو ہے
اُس کا شکوہ اتر کرین کیونکر

شورِ یدِ گئی قیس کے عالم پہ نظر کر واقع نہ ہوا کوئی کہ کیا ہوتا ہو کر نادان تجھے دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا دل شکرے ہوا جاتا ہے پستاپی طبع	لیئے کوئی دن وادیِ محنون میں گزر کر جاتا ہے کہاں آدمی دنیا سے گزر کر یہ عمرِ دوروزہ کسی صورت سے بسر کر لشکرِ زبان بند تو لے مرغِ سحر کر
---	--

تا دشت کو خونِ کفِ پا سے کر گلزار
مجنون کو صبا آبدلیئے کی خبر کر

ہم بزمی غمیاں اثرِ خوب نہیں ہے
ہوتی ہے بُری صحبتِ نا جنسِ خذر

پاؤں پہیلائے جنون نے پر سیا بان بیکر
درہم و برہم سے یکسر مرے ہوشِ خرد
دشتِ ہر دامن کشیدہ میری جسمِ زار سے
کشتہ چشمِ حسنان جانتے ہیں سب مجھے
ابر سے آیاتِ گیسوی شگبگوں کا خیال
کچھ لبِ اعجاز سے فرما تو ای رشکِ سج
نقشِ پردِ ازل کو دستِ قدرتِ حق مجھے
وحشتِ دل کا سبب ہو مکرارِ باہنِ جان
بتقراری سے نہیں پاتا کوئی پہلو قرآن
صبر کر تو مصرعین ہونی کو ہی ہزلِ عزیز
بتکدہ ہو کر جو مسجد میں گزر کر تا ہوں
بل بے اپنے دیدہ خونناہ افشان کی ہا
تلوے کجلائے لگے خارِ مغیلاں دیکھ کر
اے پری پکیز تری زلفِ پریشان دیکھ کر
خار کھاتے ہیں مجھے خارِ مغیلاں دیکھ کر
سبز و تربت مرادِ قفِ غزالان دیکھ کر
روئے روشن یاد آیا ماہِ تابان دیکھ کر
چپ ہیں عیسیٰ صورتِ بیارِ سحران دیکھ کر
ایک عالم محو ہے تصویرِ جانان دیکھ کر
منزلوں ہم بہا گتے ہیں شکلِ انسان دیکھ کر
گوہرِ غلطان ہوا میں تیرے زندان دیکھ کر
یوسفِ کنعان گہرا شکلِ زندان دیکھ کر
جاننا ہے گہرِ مجکو ہر سلمان دیکھ کر
پانی پانی ہو گیا ابر بہاران دیکھ کر

کس قدر ہی میرے دل کو لذتِ اندک کا شوق
 ہر صدمہ کا منہ تھکا کرتا ہوں شکلِ آئینہ
 ولولہ شوقِ شہادت کا مری رگ گزرتی
 مایہ بہمردی جان ہے درونِ دل درد
 کیوں نہیں ہوتے تم اپنی زلفت پر سانِ حال
 شامِ فرقت میں نظر آتے ہیں تارِ حشرِ حلال
 زخمِ حسرتِ دل پہ کہا کر بلبلینِ بیدیم تین
 آرزو میں لاکھ ہوں جس میں دہل ہو بحرِ خون
 کیوں نہ اے سروِ روان ہو صیدِ اہمِ نقشِ پایا
 دشت کو بھاگے تھے ہم چشمِ بلا انگیر سے
 ہر روش پر کبک و قمری نے بچار کھو دیں
 کیا سما نیکی نظر میں باغِ رضوان کی ہوا
 آفتابِ حشر داغِ اپنا نہ کچھ چھکا سا
 ہونہ بدظن ہے اے صیادِ آتی ہی بہا

زخمِ منہ کھولے ہیں اے قاتلِ نیکدانِ بیکر
 رہتے ہیں حیران مجھے گبر و مسلمانِ بیکر
 سر جھکا جاتا ہے قاتلِ تیغِ برانِ بیکر
 ہی بجا۔ نے ہو جانا لانِ لکونا لانِ بیکر
 پوچھتے ہو مجھے میرا دل پریشانِ بیکر
 آج دل بیتاب ہو وحشت کے سامانِ بیکر
 خاک میں گل مل گئے قاتل کا دامنِ بیکر
 رو دیا تقدیر نے مجھ کو پرار مانِ بیکر
 تیرا اندازِ روش کبکِ خرامانِ بیکر
 اور بھی وحشت بڑھی چشمِ غزالانِ بیکر
 پاؤں رکھ گلشن میں اوسر و خرامانِ بیکر
 ہم کہاں جائیں اتنی کوئی جانانِ بیکر
 میرے دل میں سیکڑوں داغِ عزیزانِ بیکر
 پھر فتنہ میں آئیے سیرِ گلستانِ بیکر

تاب کیا لاتا کلامِ برق دم کی لے اثر

ہو گیا فی النار حاسد میرا دیوانہ کھیکر

<p>ہے سرو کھان قامت جان کی براب گل پگ نہیں جو لب خندان کی براب اک دن بھی بہن چین سے دنیا میں گزرا اے حور لقامیری زیارت کے لئے ہنس ہنس کے لگائی جو اس شوخ نے تلوار ہے عشق مجھے مصحفِ رخسارِ صنم سے اے آتشِ فرقتِ نفسِ سر جو کینچن درکار ہے شمشیرِ کرمِ قتلِ عدو کو زلفِ آکے جمی ساتھ رخِ یار کے دل میں قاتلِ مرے زخون پہ یہاں تک ہو کر نہ کافر ہوں اگر ملتی ہو کچھ روح کو رحمت منتِ کشتیِ خضر کی حاجت نہیں لگو سر دینے کو حاضر ہیں تری سر کی قسم ہم فرداے قیامت سے ڈرون کس لئے زاہد</p>	<p>فری ہی نہیں جو دلِ نالان کی بڑا سنبھل نہیں گیسو سے پریشان کی بڑا ستے رہے صدے شبِ ہجران کی بڑا روضہ ہے مرادِ روضہ رضوان کی بڑا ہر زخمِ بدنِ گلِ خندان کی برابر زاہد ہے مرا کفر بھی ایمان کی برابر ہو موسمِ گرما بھی رستان کی برابر سینی کا عمل بھی نہیں احسان کی برابر کافر نے جگہ پانی مسلمان کی برابر ہو ہر دہنِ زخمِ مشکدان کی برابر دنیا ہے مرے واسطے زندان کی برابر لبِ یار کے ہیں چشمِ حیوان کی بڑا اے جان بہن سر تیرا ہے قرآن کی برابر کیا روزِ جزا ہے شبِ ہجران کی برابر</p>
--	--

<p>لے گل ہی تری عزت و توقیر و روز کیا ایسے مسلمان کو مسلمان کہو کوئی یار اپنا اگر روزِ دیوار سے جہان کے آرام ملا بعدِ فتنِ افضلِ خدا سے جب داوِ محشر کو دکھانا ہے رحیمی</p>	<p>گلشنِ مینِ سمجھ آپ کو مہمان کی برابر جب تک کہ مسلمان نہو مسلمان کی بڑے ہر ذرہ بنے مہر درخشان کی برابر ہے گورِ سیہ مجھ کو شبستان کی برابر ہے طاعتِ زاہدِ مری عصیان کی برابر</p>
---	---

اگر جان بھی جائیگی تو ایمان کی کہنگی
 ہوتی ہے اثرِ جان بھی ایمان کی بڑے

<p>چاندنی تھی غش میں تا وقتِ سحرِ دیوار پر کبک بھی دیتو ہر جان اس سرِ خوش فدا منہ کی کھائے جو گری اس خنجرِ خونخوار پر بامِ تمک پہنچا میں چکرِ سایہ دیوار پر تارِ سنبل کا ہوا عالمِ نگہ کے تار پر درخِ خون کو کہن ہین دامنِ کھسار پر بہرِ خامہ دے مجھے اپنا جو موسیقار پر طاقِ کعبہ کا ہے عالمِ ابروی خدار پر</p>	<p>پڑ گئی چشمِ قمر شاید رخِ دلدار پر قمری ہی عاشق نہیں ہو قامتِ لدا ہو دلِ نادان نہ مائل ابروی خدار پر ناتوانی کا ہے احسان میرے جسمِ ناز شبِ جو انکسین پڑ گئیں لہِ سیاہِ یار پر فصلِ گل میں یہ ہجومِ لالہ لے شیریں اس فرنگِ ناز کو حالِ دلِ سوزان زاہدون کے سرِ جھکے ہیں بھرِ طاقتِ صنم</p>
---	--

مین جو لکھتا ہوں غزل اوصافِ چشمِ یار
 تیرے کوچے میں جو ہیرا تراحت کے لہو
 ظالموں کو شادمان کہتا ہی جیجِ ظلم و ستم
 اشکِ جنبش میں مژدہ کے ساتھ ہی تیرے حضور
 قیس و یلی کی ہنیں اب اس مادی میں تیز
 چشم کی گردش جو شمشیر نگہ ہے نشان
 کعبہ سجدہ میں ہی گویا روبرو سے میکہ
 ببل شیدا تو اپنے عشق کی تاثیر دیکھ
 رفتہ رفتہ خاکسار کو ہوا کرتا ہی اوج
 خرمن ہستی اعدا کو جلا دیتا ہنہیں
 قدردان ہوتا تو کرتا قدر دانی سے شا
 رات بھر رہتی ہیں عاشقِ چشم کو کب کب طے
 دیکھ لے گل سپر میں کیا کیا جوانِ جاہل
 یان ہوا کرتا ہی سودا نقد جان کا ہر گھڑی
 گردشِ ایام سے لے غافل و ڈرتے رہو

اہل جنبش صادق کرتے ہیں مری شعار پر
 سر سے لے بے ہر سایہ چڑ گیا دیوار پر
 خندہ ہی آیا نظر ہر دم لبِ سوفا پر
 سامنے خوردشید کے لرزان ہی شبنمِ خار پر
 عاشق و معشوق سب مرتے ہیں مری یار پر
 بارہ کی حاجت نہیں قاتل تری تلوار پر
 ابرو سے خمداریوں ہی چشمِ مست یار پر
 گل ہنسا کرتے ہیں تیرے ہاتھ زار پر
 سایہ چڑہ جاتا نہیں اکبار کی دیوار پر
 بے یقین برق میری آہِ تشہار پر
 آسمان عقدِ ثریا کلاک کو ہر بار پر
 آنکھ کھولے اعتبار وعدہ دیدار پر
 ہن گریبان چاک تیری لپٹی دستار پر
 فوق ہی تیری گلی کو مصر کے بازار پر
 اعتماد اصلا نہیں اس گنبد و دار پر

ہوں نواسنج گلستانِ علی مرتضیٰ	فوق ہو محب کو نہ کیوں کر بلبل گلزار پر
پاس اپنے اور کیا ہے مومنو بہرِ شأ	جان و دل قربان ہیں آلِ احمد مختار پر
دامنِ اس ماہِ رسالت کا ہی اپنی تائید	آسمانِ صدقے ہے جسکے گنبدِ دستار پر

ہم فقیرِ دن کا سہارا ہے اثر کوئی نہیں
صرف تکیہ ہی جنابِ حیدرِ کرار پر

اپنی نظروں میں گمپے خود بخیزیا ہو کر	آپ کو دیکھتے ہیں آپ تماشا ہو کر
شوق سے پس تن زار کو میرے اے حنفی	چشمِ عالم میں جگہ پاؤں کا سہرا ہو کر
دیکھ ثابت قدمی اہلِ وفا کی اپنے	تیرے کوچے میں ہی نقشِ کعبہ پا ہو کر
اپنی مطلب کا ہوا کرتا ہے دیوانہ بھی	قیس صحرا کو گیا کوچہ لیلے ہو کر
واہری یاد ترے چہرہ نور افشان کی	دل چمکتا ہے مرا عرش کا تارا ہو کر
طوریہ بھی ہے کوئی انجمنِ آرائی کا	انجمن سے ہونہار انجمنِ آرا ہو کر
پردہ داری محبت کی نزاکت دیکھو	چشمِ یوسف میں پری خواب لیتا ہو کر
آدمی کیا ترے اعجازِ سخن سے شاہ	کلمہ پڑھنے لگے سنگ بھی گویا ہو کر
کھدوا عدا سے کہ ہوں شیرِ خدا کا کتا	شیرِ آنا ہے مرے سامنے کتا ہو کر
کیا ترے ساتھ ازل میں نہ ہوا تھا محکو	میں نہ پہچانوں تجھے تیرا شناسا ہو کر

دشت میں ٹہ ہونڈ ہنے جب قیس کو یلی کی	رہنا شوق ہو احبادہ صحرا ہو کر
ایک جانب سے محبت نہیں پاتی انجام	میں ترا ہو کے رہوں تو رہی میرا ہو کر
سیرِ گلشن کو اگر جائیگا اے غنچہ دہن	گل پکارین گے تجھے بلبلِ شیدا ہو کر
طور ہی طور ہے صحراے طلب میں اپنے	ذره ذره ارنی کتنا ہے موٹی ہو کر
جمع اہل سخن میں جو شرف آئی ہیں ق	ہم ہی اس بزم میں آنکھ تہنا ہو کر
ہم کو انکی کششِ کافِ کرم نے کھینچا	حرفِ مطلب بنی ہم جلوہ معنی کو
خضر و موسیٰ کی حکایت سے عیاں ہوتا ہے ق	جلوہ فرمایاں کہیں آپے کیا کیا ہو کر
آبِ حیوان کے چہار کہنی کو ظلمات نے	طور پر آئے نظر برقِ تحتِ تلا ہو کر

آج کیون صحبتِ احباب پہ مڑتا ہوا اثر
زیرِ مدفن تجھے کل رہنا ہے تنہا ہو کر

زادِ منقوطہ

جوشِ پرہیزِ دیدہ گریاں ہنوز	بھر غم میں ہی بپا طوفان ہنوز
لذتِ غم کا مزاج اتا نہیں	دل ہی تیرے جو رکھا خواہاں ہنوز
دید کے ارمان اگر کھلے تو کیا	دل میں ارمان ہیں بہت ہی جا ہنوز
زادِ واپنی خبر لیتے رہو	ہے وہ کافر مرے ایمان ہنوز

<p>دن کٹینگے ہجر کے کیونکر اثر پڑے ہین جدائی کے وہی سامان ہنوز</p>	<p>وصل کی شب میں ہی یون مرغ سحر کی آواز فصل گل یاد دلاتا ہے خزان کا موسم شام ہی سے تھا شب وصل میں نا آہم اتو پیری میں ہین اسطرح ہمارے نالے باتہ ٹوٹیں ترے گھڑیاں بجانے والے تخانہ یار میں کیا غیر ہین سرگرم کلام کب تک تلو پکارا کروں یاراں صدم</p> <p>جس طرح ہو ملک الموت کی پر کی آواز حسرت انگیز ہے اوراقِ شجر کی آواز آج آتی نہیں کیون مرغ سحر کی آواز جس طرح وقتِ سحر کو سحر کی آواز یار پہلو سے اٹھائے گھر کی آواز آتی ہے خلد سے کیون اہل سفر کی آواز کیا ادھر کو نہیں جاتی ہے ادھر کی آواز</p>
<p>آخری شب میں کہیں گرم فغان تھا کوئی ہو نہوتی وہ شرر بار اثر کی آواز</p>	
<p>سین مہملہ</p>	
<p>جوش پر فیض بہاری ہی چمن میں اس برس کیا ترے دل کو نہیں ہوتی رہائی کی ہوس ہوں گرفتارِ قفس چلتا نہیں کچھ اپنا بس</p>	<p>جب نسیم صبح کہتی ہے کہ اے مرغِ قفس کیا اتنا سیرِ گلشن کی ترے جی میں نہیں اُس سے تب و کر یہ کہتا ہوں کہ ایسا</p>

دستِ حسرت لختہ لختہ مینر غم ہیچون گمیں اشکِ غم از چشم تر جاریست چون روئی سیکڑش کے لئے اتنا نہ اے نادان ترس چون بدامانِ گلِ مطلب نسا شد و سترس فائن فریاد سے کیا جب نہو فریادیں	دور از گلشن فتادہ در ہوائے ویدگل ہر دم و ہر لختہ مگریم ز جوشِ عشق او جب قلق بڑھتا ہی اپنے دلو کھتیا نہیں پا نہاں در رو پڑھا حسرت ابلہی است بے بسی میں جبرِ تحمل اور کچھ چارہ نہیں
--	---

ہے اسیری میں اشرو در زبانِ قیول
دل گرفتہ ہوں مجھے یکساں ہر گلزار و قفس

دی ہی فطرت نے گل ترکو جبکہ خار کو پاس نقطہ خال ہو یا عارضِ دلدار کو پاس عذر کوئی نہ رہا تیرے گھٹکار کو پاس سایہ دیکھنا نہ کہی یار کی دیوار کو پاس پھول صیاد نہ رکھ مرغِ گرفتار کو پاس دیکھ لو سبجہ ہی گردن میں ہی زنا رکھ پاس زلف آتی ہی ہو اسی جو رخ یار کو پاس کبھی زاہد کے قرین ہوں کبھی مسخوار کو پاس	یار کیونکر نہ رہے غیرِ دل آزار کو پاس ہر زحل ماہ کے رخسار کا پہلو دے پاس لو کھیکر مائل بیدا و تجھے اے طفلِ الم ہیں جو غورِ شید قیامت کے نمودِ زور جان دید کیا پھر ک کر ہو سگلشن میں ہم سے آرزو تم اے شیخ و برہمن کیون اڑتی ناگن کا گمان ہوتا ہی ڈر جاتا ہوں ندہبِ عشق میں تخصیص نہیں صحبت کی
--	---

<p>کس خرابی سے اگر ٹہنچے بھی گرتے پڑتے جب مری پاس نہیں میرے لئے ہر پیکان حرکت میں ہر گشت شوق شہادت میری قفل میں دیر نہ کر کہیں کمر سے تلوار</p>	<p>اگر ٹہرے صورتِ یوار دریا کر پاس ساتھ دس سبب کے ہوں آپ کے چکر پاس سر جکائے جو کٹرا ہوں تیری تلوار کر پاس یا مجھے بھیج دے جلا دجھا کار کر پاس</p>
	<p>چشم بہار کی سی جواثر یاد آتی ہے ہم عیادت کو گئے نگر بس بہار کر پاس</p>
<p>لین ہاتھ ترا ہاتھ میں غبارِ صد افسوس تو مجھے رہا ہر سر انکارِ صد افسوس جیسے ہی مداوا کے لئے آنی فلک سے کیا ہوتا اگر غیر کو ہمراہ نہ لاتے کس شوق سے ہم سر کو جکائی رہی تھا جس سے کہ کہیں اہلِ جہان تکو شکر اغیار کی خاطر وہ ستمگار ہمیشہ ٹھوکر کہیں لگ جائے نہ دشمن کی محو</p>	<p>حسرت سے ملین ہاتھ ہم اے یارِ صد افسوس نکلی نہ تمنائے دل زارِ صد افسوس تو بھی نہ جیا ہجر کا ہمیں صد افسوس تم آئے مری دید کو بیکارِ صد افسوس نکلی نہ کمر سے تری تلوارِ صد افسوس تم کام وہی کرتے ہو ہر بارِ صد افسوس رہتا ہے سرخوردہ آزارِ صد افسوس اے یار بُری ہی تری رفتارِ صد افسوس</p>
	<p>روزن سے ذرا دیکھ اثر مر گیا شاید</p>

اک لاش پری ہر پس دیوار آفس

شین معجب

کیونکہ نہ ہوتی دل کو اس دریا کی خواہش
رہتی ہر بجو اسکی زلف و اما کی خواہش
خالم وہ کون ل ہو جسمین نہیں بھری ہے
لا سے تھے نقد دینی ہم اپنے لعل دلو
خون جگر جو کہا کر آسودہ ہو رہا ہو
اے خالق دو عالم یہ کیا معاملہ ہے
باقی ہر روح بیشک فانی نہیں ہر گز
پامال جو ہم ہین باغ جہان میں ورنہ
و کہلا کر روئے رنگین اے غیرت بہار
اے شیخ و برہمن تم کچھ تو ہمیں تباہ
ہی موت ہی سیجا ہی درد ہی مداوا
آغاز عشق تھی اے دل بیان مطلب
منہ دیکھ کر کیا خاموش رہ گیا میں

ناصح ہر سب پہ بالاربا علما کی خواہش
خواہش ہی ایسی خواہش ایدل بلا کی خواہش
تیرے ستم کی حسرت تیری جفا کی خواہش
لیکن نہیں نہیں تھی جنس فاک خواہش
ایسے مریض غم کو کیا ہو غذا کی خواہش
آنکو جفا کی خواہش محبہ و فاک خواہش
و بستہ اس لہو ہر اس سے بقا کی خواہش
تیرے قدم سے نکل کیا کیا خاکی خواہش
کردے نخل چمن کو ہے یہ صبا کی خواہش
کیا ہی بتوں کی خواہش کیا ہی خدا کی خواہش
تیرے مریض غم کو کیا ہو شفا کی خواہش
لایا زبان پہ نادان کس انتہا کی خواہش
پہنچی کہاں بان تک مجھ پر نور کی خواہش

دنیا طلب کا شیوہ ہاتھونکا ہی اٹھانا	دل میں خدا کو رکھ کر کیا ہودعا کی خواہش
ہم نے اثر سنا ہے اہل رضا کو کہتے اپنی وہی ہے خواہش جو ہر خدا کی خواہش	
بتو کچھ غم نہیں تم ہو جو ناخوش خدا آباد رکھے اے شہ حسن فقیری بھیس آخر کام آیا بتو کیا تم رکھو گے خوش کیو نہیں معلوم کچھ مرضی مولے مبارک ہو خوشی اُسکو کہ جس سے رقیب آیا ہے لیکر نامہ یا عدو کے سامنے کی پرستش حال کوئی دم کا ہے مہمان موسم گل	تمہاری ناخوشی میں ہر خدا خوش بہت تو نے فقیروں کو کیا خوش صد اسُنکد بہاری وہ ہوا خوش رہے وہ خوش جسے رکھو خدا خوش خوش کس سے ہر کس سے وہ ناخوش خدا خوش مصطفیٰ خوش مرتضیٰ خوش کوئی ایسی عنایت پر ہو کیا خوش کیا تم نے ہمیں بے انتہا خوش ہنوزنگ چمن پر اے صبا خوش
یہ دنیا اے اثر دور المحن ہے سہی اس میں نظر آتے ہیں ناخوش	
شب منزل کو ہر سحر درویش	اب کوئی دم میں ہر سفر درویش

<p>دشت پر ہول ہی مگر درپیش اُسکی صورت تھی رات بہ رات ہی سفر دور کا سحر درپیش نفع کی جا ہوا ضرر درپیش سخت بیان ہو گئی نامہ بردرپیش ریخ ہوتے ہیں بیشتر درپیش اک لڑائی ہے اُنکے گھر درپیش جلد ہے عالم دگر درپیش</p>	<p>رہروان عدم ہر اسان ہیں دن کو جس شوخ کا قصورتیا رات ہی سے رہو مگر بستہ مفت جاتا رہا مستلعل سید رہ ہر قدم پہ ہونگے غیر عیش دنیا کے ساتھ ساتھ مدام غیر کا کچھ کلام اُنکا کچھ چوٹنے کو ہے عالم ہستی</p>
--	--

بے خدا ہی کرے تو یہ طے ہو
جیسی منزل ہے اے اشر درپیش

صا و مملہ

<p>اپنے سینے میں لگا دل کرنے بیتا باقی قص ہاتہ میں اُسکے نہ کرتی سوجھ صد دانہ قص شمع اے کلر دگر گئی صورت پروانہ قص اے فرنگن زاد مغل میں تراستانہ قص</p>	<p>دیکھ کر اُس شوخ کا مغل میں مشوقانہ قص گر بہان بست کو زائد نہ کرتا دل میں نا دست رنگین سے اگر تو نے لیا گل بزم نا صاحب عقل و خرد کے ہوش کو چکر میں نا</p>
---	---

مستی تو حید اپنی گرد کھائیں ہم تجھے	وجد میں آکر کرے لے برہمن تجا نہ قص
تیری آمد کی خبر ساقی جو پہنچی بزم میں	شیشہ فقہ کراٹھا کرنے لگا پیمائے قص
مستی وحشت جو اسکی جوش پر ہوا یو پری	گرد بادوں کو دکھاتا ہی ترا دیوانہ قص
تو اگر جائے گلستان کو کہ آئے بزم میں	کرتے ہیں تیری خوشی میں بلبل و پڑانہ قص

جنشِ پایار کی کرتی ہے خونِ اہلِ بزم
لے اتر کیونکر نہ کہتے اسکو سفاکانہ قص

صا و معجمہ

عاشقوں کو و غطا کیا باغِ رضوان غرض	روح کو بعد فنا ہے کوئی جانان غرض
دشتِ صحرا چاہے کوہ و بیابان چاہے	کیا مری وحشت نہ دل کو گلستان غرض
پھر مرے دلوں کو ہوا ہی لذتِ اندک کا غرض	پھر میں کہتا ہوں کیسی کی نوکِ مرگان غرض
کیا وطن کی آرزو میرے دل نالان کو غرض	کب سنا ہے کو کہ رستی ہو نیتان غرض
ہیں لبِ جان بخش جانان چشمہ آبِ حیات	ہے مبارک خضر تھو آبِ حیوان غرض
موسمِ گل ہو کہ ہو عیدِ خزان اے مصفیہ	ہم اسیرانِ قفس کو کجا گلستان غرض
تجھ کو ایڑے شکِ سیما چھوڑ کر جاؤں کھانا	میں ہوں بیمارِ محبت تجھ کو دریاں غرض
اہلِ دولت سے ہیں تغنی تری در کے فقیر	مور ہیں لیکن نہیں رکتی سلیمان غرض

زندگی کشتی ہے میدانِ نین درختوں کی تلوار کیون سنے تیری عبت کے تاہو دھڑکنے والی	ہم فقیر و کمزور نہیں ایوانِ بستان سے غرض کافر عشقِ صنم کو دینِ ایساں سے غرض
اسکی چشمِ کفر پرور کو ہو کیا پروا دل زاہدِ حبت طلب کو آدمی سے ہے گریز	ما مسلمان کو نہیں ہوتی مسلمان سے غرض ورنہ انسان کو ہو کرتی ہوا انسان سے غرض
سینہ شانہ کی صورت ہو رہا ہو چاک چاک پاس تیرے عارضِ روشن کے ہو خالِ سیاہ	ہر دل غناک کو گیسوئے جانان سے غرض ہندو کی کفر آشنائے کہتا ہے قرآن سے غرض
اہلِ عصیان سے ہوا ہے رحمتِ حق کا طہور پاکے ثروت گہر نہ ہو لے آدمی پر دین	رحمتِ حق کیوں رکھی اہلِ عصیان سے غرض مصر میں باقی رہی یوسف کو کنعان سے غرض
کھدو میری چشمِ تر لیجائے اپنی کشتین پھر کہاں عاشق فروغِ حسن جب ملے ہوا	مردم و ہقان عبت کہتا ہے باران سے غرض ہوتی ہے پروانے کو شمعِ فروزان سے غرض

سر جبکہ شوقِ شہادت میں کیونکر لے اتر

گردنِ خم گشتہ کو ہر تیغِ جانان سے غرض

طاہرے مہملہ

ایک ہی ہکونہ بھیجے یا رخط

لکھتے ہیں ہم یار کو بیکار خط

ہم تو لکھیں شوق میں سو بار خط

کب پہنچنے دیتے ہیں اغیار خط

<p> ہو گیا بس زار پڑ بکریا خط نکلا آخر برسر رخسار خط جائے لیکر مرغ آتشوار خط ڈر ہی ہے پڑھ نہ لین اغیار خط روز لکھتے ہیں اُسے دو چار خط لپٹا رکھ کر تیر دستار خط لکھ نہیں سکتا تراہیں خط لائے یارب قاصد دلدار خط لے اگر اُس پر تری تلوار خط جس طرح لکھے کوئی میخوار خط جائے قاصد لیکے جائیاد خط کیا لکھیں تیرے جگر افکار خط بیہیج ہم نے کتنے نامور تار خط رنگ لایا ہے سر رخسار خط </p>	<p> پہنے کیا لکھا بحال خط صحن گلشن میں ہر کانٹوں کی نو سوزش دل کے مضامین ہیں راز دل کیونکر لکھیں ہم یار کو ایک کا ہی تو کبھی دیکھا جواب ہی برابر سر کے قاصد کو عزت تار مسطر ہو گئی ہیں انگلیاں یہ دغا رہتی ہے ہر دم مجھ میں پہر نہ دکھلائے کبھی گردن عدد لکھتے ہیں یوں خط اُسے ہم شوق غیر کو لکھے ہیں زہیلے کلام تو نہیں لکھتا کلام ہستیام ایک قلم پایا نہیں کوئی جواب بڑھ گئی سبزے سے گلشن کی بہا </p>
--	--

شرح غم سے مثل ناسخ لے اثر

ہو گیا ہے نامہ بر پر بار خط

طاے مجھ

تیرے بچنے نے کیا مج کو تھی سرو غلط	اثر و غلط ہوا خاک نہ دل پر و غلط
دیکھ ہشیا رہو غصہ میں کریں نہ نصیحت	رند تجھے نظر آتے ہیں مکر و غلط
ذکر حوران ہستی کا ذرا چھوڑ دے	ابھی سجانے سے ہم آئے ہیں پیکر و غلط
اس توقع پہ کہ جنت میں ہیں مگر کی نہیں	تارکِ بادہ کشتی کوئی ہو کیونکر و غلط
مے کا کیا ذکر کرے آب بھی تو اچھا چلے	رند شامت سی جو مہمان ہوں مگر و غلط
کس قدر پیر میں حوروں کو پڑا ہی تو بھی	مے جنت سے ترے سر میں ہی چکر و غلط

نہ ڈر آتش دوزخ سے اثر کو نادان

وہ تو ہے سید و مداحِ پیمبر و غلط

عین محلہ

ہر تیرے آنے جانے کی دشمن کو اطلاع	جس طرح راہ رو کی ہو رہزن کو اطلاع
تن میں ہر جان اور نہیں تن کو اطلاع	راکب کی در نہ ہوتی ہی تو سن کو اطلاع
اصنام دیر کلمہ توحید پڑھتے ہیں	اب تک نہیں ہے اسکی پر ہمیں کو اطلاع
لیتا کبھی نہ نام مسیزہ کی چاہ کا	ہوتی جو قید چاہ کی بیزن کو اطلاع

<p>واقف نہیں ہیں آہ شرر بار سے قریب دو چار دن میں فصل بہاری کا کوچ ہے سرشار کو ہے طوق نہ زنجیر کی خبر رسی ملی ہے بال سنوارے ہیں باریے کیا فتنے اٹھ رہے ہیں مافیہ میں ہر طرف روتا ہمارے واسطو وہ دوست کھیلے</p>	<p>پہنچی نہیں ہی برق کی خرمن کو اطلاع اسکی نہیں ہی بیل گلشن کو اطلاع دونوں کی ہے نہ پاؤں نہ گردن کو اطلاع سنبل کو ہے خبر نہ ہی سو کوئی اطلاع اسکی نہیں ہی بار کے جو بن کو اطلاع ہوتی جو اپنے حال سے دشمن کو اطلاع</p>
---	--

سینے کو چاک کر کے اُتر کیا دکھائے
ہے داغ دل کی اس میں روشن کو اطلاع

<p>صبح دم روتی جو تیری بزم سے جاتی ہے جس طرح کالی کے من کے رو برو گل چوچ صرف پروانہ ادب سے دم بخود رہتا ہے گمیر لیتے ہیں تجھے پروانے اسکو چوڑ کر کار بند عدل ہوتی ہیں جو ہیں روشن داغ پروہ فانوس سے باہر نہیں کہتی قدم</p>	<p>صاف میری سوز غم کا رنگ کھلاتی ہے دیکھ کر تعویذِ رعب یا رنج جاتی ہے شمع تیرے رعب حسن سے مغل میں تہرتی ہے جسمین تو ہو کب فروغ اس زم میں پاتی ہے بزم میں ہر سمت یکساں نور پہنچاتی ہے رو برو تیرے رخ روشن کے شرما تی ہے</p>
---	---

جائے گریہ صحبت اہل تماشا ہے اُتر

ہر یکا روتی ہوئی جو بزم میں آتی ہر شمع		
رہتے تھے جس میں یہ انسان جمع	۱	لے فلک اب بان میں حیوان جمع
کیون نہو خاطر پریشان جمع	۲	آج بہن سیکشی کے سامان جمع
شبِ سہ میں بہن ماہتابی پر	۳	ساقی و مطرب خوش الحان جمع
جام و میناے مریہ جو بن ہے	۴	میخوری کو ہوئے بہن خوبان جمع
نہیں حلقہ کئے بہن تجکو حسین		تارے بہن گرد ماہ تابان جمع
کیا خدائی تبون نے دکھلائی		بہن صنم خانے میں مسلمان جمع
زخمِ دل کی خبر جو لپسنا ہو		پہلے کر لیجئے منکدان جمع
ہے کیا پوچھتے ہو اوی حساب		دلِ بلبین ہر طرح کے ارمان جمع
چشمِ بد و زبزم میں خوش چشم		آج بہن صورتِ غزالان جمع
جسے سوداے زلفِ یار ہوا		نہوئی حنا طر پریشان جمع
لے اتر گورہی پریشانی		
ہو گیا تو بھی اپنا دیوان جمع		
عینِ معجمہ		
عمر بہرِ قدر اٹھائے داغ		دل بناتا مگر براے داغ

<p>اے فلک تجھے اتنے پائے داغ مرہم وصل ہو دے داغ اب نہیں دل میں اور جا داغ واہ کیا دل کے کام آئے داغ تیری فرقت میں اتنے کہا داغ</p>	<p>داغ دل کم نہیں ہیں انجم سے اے طبیعت تمہیں نہیں معلوم داغ تان کسان جگہ پائیں سیر کلشن سمجھ کے وہ آیا دل پر داغ لالہ زار بنا</p>
<p>ہر اثر کی دعا یہی کہ خدا نہ کسی دوست کا دکھائے داغ</p>	
<p>کنج بحد میں ہیں مرے داغ جگر چراغ وہ گل جلائے ہاتھ سے اپنے اگر چراغ بے نور جیسے ہوتا ہی وقتِ سحر چراغ بیل کی طرح رکنا اگر بالِ چہر چراغ رہتا ہے غمگسارِ مرآت بہر چراغ بیوجہ رات بہر نہیں دہتا ہی سحر چراغ شب کی طرح جلائی نہ کیوں اپنی گھر چراغ نادان جلاتے ہیں درو دیوار پر چراغ</p>	<p>روشن کوئی کرے نہ کرے قبر پر چراغ بیل کا ہو هجوم ہمارے مزار پر یون تیرے روبرو نظر آتا ہی آفتاب اڑ کر پہنچتا اس گل خندان کے روبرو جلتا ہے دل کے ساتھ شب بھر پائیا شاید لگی ہے کو کسی شعلہ غدار سے ہے میرے روز وصل سے روزِ جدو پائیا جنگِ احد کی رات عبادت میں کسیر</p>

ہم اپنے داغ دل کی طرف کرتوہیں نگاہ	جس دم کی گوریہ آیا نظر چہراغ
بادِ سموں مرگ سے جان کو نہیں پناہ	دست ہوا سے پانہیں سکتا منہ چرخ

مومن کی طرح سوزِ جدائی سے لے اتر
جلتے ہیں تابہ صبح اور ہم ادھر چرخ

رویتِ فا

کیون دیکھئے نہ حسنِ خدا واد کی طرف	لازم نظر ہو گلشنِ ایجاد کی طرف
پائے جو تیرے گوشہ دستار کی ہوا	قمری اڑے نہ طرہ شمشاد کی طرف
بے اصل اے فلک نظر آتا ہو تو مجھے	کرتا ہوں غور جب تری بنیاد کی طرف
گلشنِ مین کون بلبلِ نالان کو دی پناہ	گلیچین باغبان ہی ہیں صیاد کی طرف
مظلوم ہوں مگر نہیں ملتا کوئی گواہ	ہیں اہلِ حشر اس ستمِ ایجاد کی طرف
نادان کہیں پناہ نہیں موت سے بچے	کیا دیکھتا ہو قطعہ فولاد کی طرف
ہمجنس کو ضرور ہے ہمجنس کا خیال	رغبتِ نبو بشہ کو پر نیا د کی طرف
مضمونِ کمر کا ماتہ نہ آیا جو دہر میں	جانا پڑا مجھے عدم آباد کی طرف
تکلیف جو شیر کی دیکر جو تہی خجل	شیرین نہ دیکھ سکتی تھی فریاد کی طرف
دیوانگی کا زور تماشا ہی لے پری	فساد کی نگاہ ہے حداد کی طرف

گر دن جبکائے شوق شہادت پور امید وار چشم عنایت کا ہر عریب ناصح اگر ستم نہ سہین ہم تو کیا کریں بلبل سجدہ رہی ہو کہ گھمبائے خندہ فضل خدا سے اپنی طبیعت بی نیا وا غلط سے سکے قامت طوبی کی خوبیا ہوئے ہوئے ہن ساری زمان کی نعمتیں	دل لے چلا ہو کوچہ حسد کی طرف دیکھو تو اک نظر دل ناساد کی طرف دل دوڑتا ہے یار کو بیدار کی طرف رکتے ہیں کان نالہ و فریاد کی طرف روئے طلب کہی نہ ہوا داد کی طرف دوڑا خیال اک قد آزاد کی طرف میلان لجنہیں ہر تری یاد کی طرف
--	---

یا شاہ جن و انس اثر پہی اک نظر
رکتا ہے آنکھ آپ کی امداد کی طرف

منظر ذات خدا ہے شہ و الا بخت ہو رضا اسکی وہی جو ہو رضا خالق ہم نصیری تو نہیں ہیں کہ کہیں اسکو خدا وہ نہوتا تو فنا روح کو لاحق ہوتی اسکی تلوار ہوئی حاجی کفر و بدعت خدمت عقدہ کشائی اسے حق بخشی	نہیں معلوم کہ کیا ہر شہ و الا بخت مالک ملک رضا ہر شہ و الا بخت پر نہیں حق سے جدا ہر شہ و الا بخت سبب شکل بقا ہے شہ و الا بخت حامی دین خدا ہے شہ و الا بخت دافع رنج و بلا ہے شہ و الا بخت
---	---

<p>کر دیا حق نے اُسے نائِبِ دُارین درگزر کرتی ہے اعدا سے کریمی اُسکی لافقی روزِ اُحد جن ملک بول سٹھے اُسکے در سے کہی محروم نگزاسل عیب پوشی سے بلاخرقہ معراج اُسے جو ہر پاک بنایا ہے خدا نے اُسکو</p>	<p>مالکِ ہر دوسرا ہے شہِ والا بخت عافی جرم و خطا ہی شہِ والا بخت مردِ میدانِ غا ہی شہِ والا بخت مخزنِ جود و عطا ہی شہِ والا بخت منجِ شرم و حیا ہی شہِ والا بخت معدنِ صدق و صفا ہی شہِ والا بخت</p>
<p>عرض کر حالِ دل زار اثر اُسکے حضور دردِ عالم کی دوا ہی شہِ والا بخت</p>	
<p>نہ دل کی طرف ہیں نہ تیری طرف ہمیں کیا ہی شیخ و برہمن سو کام خطا ہے ہماری کہ ہو آپ کی مرا سر ہی صاحبِ عدو کا قصور</p>	<p>شکر نہیں ہم کسی کی طرف نہ اسکی طرف ہم نہ اُسکی طرف ذرا دیکھئے اپنوں کی طرف غضب کی نظر کیوں ہی تیری طرف</p>
<p>کینوں پہ غصہ نہ فرمائے اثر دیکھئے آپ اپنی طرف</p>	
<p>پہر چلے ہم جوشِ دشت میں باکِ کھنکھ</p>	<p>پاؤں پہر بڑھنے لگے غامِ غیلانِ کھنکھ</p>

پھر جنوں نے سر اٹھایا پھر ہی جھٹکی	ہاتھ پر ٹپسنے لگے جیب گریبان کیٹ
پھر تصور میں کی کی ابرو و خد کے	اپنا سر جھکنے لگا شمشیر تریبان کیٹ
پھر وہی سودا ہوا گیسوی جانا نکاہیں	سیر کو جانے لگے پہر ہلستان کیٹ
یاد پھر آئی کسی کی نوکِ مژگانِ از	خونِ دل بہنے لگا پہر جیبِ دامان کیٹ
پھر کسی کی چشمِ شہلا آفتین ڈھان لگیں	باس سے تھنے لگے پہر گرستان کیٹ
پانی پانی پہر لگی کرنے کسی یوسف کی چا	پہر چلا کرنے کو دل چاہِ زرخیزان کیٹ

ذوقِ ایذا پہر لگا کرنے جگہ دل میں اثر
دیکھتے ہیں پہر کسی کی نوکِ مژگان کیٹ

روایتِ قاف

کیا بتائے کوئی کہ کیا ہے عشق	درد ہے رنج ہی بلا ہے عشق
وہ دونوں عالم کی بقیہ اری کا	نام لوگوں نے رکھ دیا عشق
دشمنِ عصمتِ زلیخا ہے	چاکِ پیرا ہن حیا ہے عشق
اسکا عالم سمجھ سے باہر ہے	سارے عالم ہی سہی عدا عشق
کون دیکھوین کا ہوا ہی سبب	ہر دو عالم کا مدعا ہی عشق
جانگزا ہے کبھی کبھی جان سُو	کبھی جان بخشِ جانفزا ہی عشق

<p> ہے کبھی شکل صد مہر و جی کبھی شکر و عطا و صبر و رضا کبھی مرگ و قصا و درد و الم کبھی شکل فنا و معدومی مادی و رہبر و تمہید ہے اسکا رتبہ کوئی بنا ہے کیا ڈوبتوں کو نجات کی صورت </p>	<p> دردِ دل کی کبھی دوا ہے عشق کبھی شکوہ کبھی گلا ہے عشق کبھی درمان کبھی شفا ہے عشق کبھی صورت و بقا ہے عشق دو دنوں عالم کا رہنا ہے عشق حق تو یہ ہے کہ خود خدا ہے عشق کشتی دین کا نا خدا ہے عشق </p>
<p> مرضِ جانِ گلِ اسے کہئے اسے اثرِ دردِ لا دوا ہے عشق </p>	
<p> عبرت آگین ہے ماجرا ہے فراق اپنے ہمد بنے غم و حرمان لذتِ غم بنا کہ کسبِ کما میں وعن وصلِ حشر ہی پسی انتہا وصل کی فراق ہے جب نقدِ جان تک نہیں دریغ میں </p>	<p> ہونہ دشمن ہی مبتلا ہے فراق مین ہوا جیسے آشنا ہے فراق خونِ دل ہو گیا خدا ہے فراق خیر اک دن ہی منتہا ہے فراق کیون نہیں وصل انتہا ہے فراق مول لا دے کوئی دوا ہے فراق </p>

جب دعا کی ہو خدا شکر کے ساتھ
کیون نہ مانگا کرے دعا و فراق

<p>جب کہی آئے پئے سیرگستانِ عشق صرف رنگت پہ نہیں بلبلِ نالانِ عشق جوش پر لائے اگر دیدہ گریبانِ عشق عمر بہ مردہ ہندو کی طرح جلتا ہی استخوانِ جسم کو وقت میں بنا کر گھا عزتِ تربہ معشوق سے محروم ہی تو جو فرماے ابھی سر تہِ خنجر رکھ دینا تیرے ہر ظلم کے پہلو کو سمجھ جاتا ہی کیون تری قدر نہو ساری پر پڑاؤ نہیں تم وہ معشوق کہ دشمن ہی تمہارا معشوق میں کہیں جاؤں نہیں چوڑنی محکومت دیکھ کر معینِ چمن میں تری رفتار کی سیر بلبلِ گل ہی نہیں تیرے فدائی نکلے</p>	<p>کر گئے گل کی طرح چاک گریبانِ عشق تیری آواز پہ ہین مچ خوش الحانِ عشق کر دے عالم میں بیابانِ نوح کا طوفانِ عشق بتاؤ نہ کوئی مسلمانِ عشق سب جانان تجھ کرنے کو ہی مہمانِ عشق انے لیف انہوایوسف کنگانِ عشق ہیں شہِ حسن تری تابع فرمانِ عشق تو سمجھتا ہی ستگر کہ ہونا دانِ عشق وہ پری تو ہی کہ تجھ پر ہے سلیمانِ عشق میں وہ عاشق کہ ہی تجھ پر ہے ہجرانِ عشق میں وہ معنوں ہوں کہ تجھ ہی سیانِ عشق کبک کیونکر نہو لے سرو خرامانِ عشق ہو گیا تجھ پہ گلستان کا گلستانِ عشق</p>
--	---

بزم میں دیکھ کر اے مہ تری رخسار کو	شکل پروانہ ہوئی شمع فروزان عاشق
روئے معشوق میں کیا اسکو نظر آتا ہے	شکل آئینہ رہا کرتا ہی حیران عاشق
عشق میں حالت انسان سو گزر جاتا ہے	تو بھی انسان نہ ہوا کرتا ہی انسان عاشق
نہ بیابان میں اُسو چین گلشن میں قرار	چوڑ کر جائے کسان کو چہ جانان عاشق
مدتوں تک جو اٹھتا تو رہی فرق کے مزے	وصل کے نام سے رہتی ہیں گزیر عاشق
کھیل ہی اُنکے لئے دارِ فنا سے جانا	زیست جانتے ہیں مرگ کو آسان عاشق
مثل فریادِ فدا کرتے ہیں جان شیریں	سر پہ لیتے نہیں جلا دکا احسان عاشق
عرصہ حشر میں اب اپنی جھاکار سی	تو پشیمان ہو ستگر کہ پشیمان عاشق

دلبری تیرے سخن میں ہے کچھ ایسی کہ اثر
تیرے اندازِ سخن کے ہیں سمجھنا عاشق

کافِ عربی

بہو ساتھ اشک کو سخت جگر تک	نہ کی اُنسنے مری جانبِ نظر تک
عبثِ صیاد کو ہو بدگمانی	نہیں بازو میں اپنی ایک پر تک
خبر آئی مریض درِ عیش کی	کہیں پہنچے خبر اس بخت تک
نزدِ اکت سے لگی بل کر ڈی کیا	ابھی کیونہ پہنچے تھے کمر تک

<p>جلے جاتے ہیں شکل شمع سوزا اگر میں یاد ہوتا تو نہ آتے دہم گر یہ تھی غالب ناتوانی</p>	<p>نہ کچھ باقی رہینگے ہم سحر تک مگر ہولے سے آئے میری گھر تک پہنچتے بختِ دل کیا چشمِ تر تک</p>
<p>خدا جانے اثر کو کیا ہوا ہے رہا کرتا ہی چپ دود و دہر تک</p>	
<p>بت رہیں برسرِ جفا کب تک عمر رکھتی ہے یار کا انداز پیشِ حال روز کرتے ہو بے نیازی کی حد نہیں ملتی امتحانِ جفا تم کام کرو ہجر کی ہر گزری قیامت ہر</p>	<p>انکھایہ زور اے خدا کب تک دیکھتے کرتی ہے وفا کب تک کرم صبر آزا کب تک کوئی مانگا کرے دعا کب تک ستم صبر آزا کب تک دیکھتے آتی ہے قضا کب تک</p>
<p>شکر کا کام لے زبان سے اثر شکوہ بختِ نارسا کب تک</p>	
<p>بندہ صفت ہو وقتِ عاسری پاؤں تک اے شاہ مجہ فقیر یہ بھی رحم کی نظر</p>	<p>ہو جانیا ز پیش خدا سر سے پاؤں تک آشفہ حال ہی یہ گدا سر سے پاؤں تک</p>

<p> تن ہی ہیر بندِ بلا سر سے پاؤں تک طرفہ وہ بت ہو نامِ خدا سر سے پاؤں تک پہنچی جو تیری زلفِ ساسر سے پاؤں تک پر نور جسمِ یار بنا سر سے پاؤں تک ایسا جلا کہ خاک ہو اسر سے پاؤں تک کیا کیا جلی حد سے خاسر سے پاؤں تک پھولوں سے ہر شجر ہی لدا سر سے پاؤں تک نامِ خدا وہ بت ہو حیا سر سے پاؤں تک دو لہنِ خون کو تیز کیا سر سے پاؤں تک ہی مبتلائے حرص ہو اسر سے پاؤں تک </p>	<p> رگِ گم میں زلفِ یار کی اُلفت سما گئی حسنِ ادا و ناز کو شمس میں ایک ہی سنبھل حد سے خاک پہ غلطان چمن میں کیا قدرتِ خدا ہو کہ مانندِ آفتاب محفل میں سوزِ شمع کو پروانہ دیکھ کر دیکھا جو تیرے پنجہ رنگین کو باغ میں صحرائیں چلکے دیکھے آتشِ بہا پوشاک سے حجاب میں ہوتا ہو سکان تیری نگاہِ مست کے بادہ نے ساقیا تراہ کو حسرتوں سے نہ آزاد جانے </p>
--	---

دل مانگنا یار نے تو دیا کس لئے اثر
 ہی اس میں آپ ہی کی خطا سر سے پاؤں تک

کاف فارسی

<p> اچا نہیں ہی بلبلِ رنگین نوا کا رنگ لے شوخ اُسکے سامنی کیا ہے خا کا رنگ </p>	<p> بلا ہوا ہی جسے چمن کی ہوا کا رنگ خوشتر کہیں ہی گل سے تری دستِ پاک </p>
--	---

ہم جانتے ہیں آپ کی ناز و ادا کا رنگ بدلانہ آسمان نے اپنی قبا کا رنگ پایا ہی زلفِ یار نے کیا ہی بلا کا رنگ کچھ اندون ہوا وہی بادِ صبا کا رنگ ملا ہے زعفران سے تے بتلا کا رنگ بگڑا شبِ صال مرے مدعا کا رنگ گل غرق خون ہو دیکھ کے تیری قبا کا رنگ	رنگین مزاج رکھتے ہیں ہر بات کی تیز پہینی ہزار رنگ کی پوشاک دہرنے رنگت میں میرے بخت سے کتنی ہی ہیرا جیسے بہا آئی ہو اترا نی پھرتی ہی کیونکہ نہ غیر لے گل خندان ہنسائے نستے ہی میری عرض ہوا لال انگائے لاہ شہید ہی تری دستاِ سنج کا
--	---

بیشک کوئی دلی تھا اثر میر نکتہ سنج

سب شاعر دے خاص ہو اس با خدا کا

ردیف لام

دشمن کو بھی اللہ ندے ایسا مراد ل آرام مری روح کو ہی جسے گیا دل تیرے ستم ناز کے قابل نہ رہا دل پہر تو ہی تبا چاہے کسے تیری سوا ل دنیا کی کسی چیز سے نامان نہ لگا دل	اک آفتِ جانکاہ مرے حق میں ہا دل اچھا ہوا تم لے گئے اس آفتِ جان کو جس دل پہ ہین ناز تھا ظالم وہ کہاں ل اے جانِ جہان اور کوئی جب نہیں تجھ ل اک روز ہی جانا تجھے اس دار فنا سے
--	---

<p>بیدار تو کرتا ہے مگر اے بتِ ظالم جز عشقِ تباہِ زمین نہ پایا کسی شے کو وہ آؤر ہی کچھ آگ تھی اے حضرت ہوئے دل توڑ نہ میخوار کا اے واعظِ نادان جاتی نہیں دم بھر ترے کوچہ کی تمنا ہم عقل کی کہتے ہیں وہ کہتا ہی جنوں کی</p>	<p>کچھ اسکی خبر بھی ہے کہ اللہ ہی عادل شہورِ جہان میں ہو گزرا گاہِ خدا دل پروانہ صفت جسکی تجلی پہ جلا دل لازم ہے تجھے پاس بُرا یا سو بہلا دل جنت میں پس مرگ لگے خاک مڑل ہم دل سون آؤر وہ تو ہی جسے خدا دل</p>
---	---

دنیا کے بکھیرے ہیں اشرجان کی خجال

پھر چوٹا معلوم اگر زمین ہنسا دل

<p>سببِ عشقِ زلفِ یار ہو دل غیمِ فرقت سے داغدار ہو دل کیون نہ رکھو صفایِ حیرتِ خیر کھکے عکسِ غدارِ رنگین سے اُسکے پھلو میں غیرِ مہیشا ہو جیسا جی چاہتا ہے کرتا ہے اُنکی تیغِ مرزا کو مست پو چو</p>	<p>تیر و بخت و سیاہ کار ہو دل اے گلِ اندامِ لالہ دار ہو دل آئندہ دارِ روئے یار ہو دل غیرتِ عارضِ ہبسا ہو دل ور نہ کیون آج بتیوار ہو دل سخت کبخت و نابکار ہو دل سینہ مجروح ہے نکار ہو دل</p>
--	---

آج سرگرم تھنسا رہی دل	ہے خبر گرم کسی آہ کی
غم سے پاتے نہیں فراغ اثر	اک نہ اک رنج سے دو چار ہو دل
شعلہ روح صورت سیما ہے دل گردکش لالہ شاداب ہو دل عالم صحبت احباب ہو دل خون کا حلقہ گرداب ہو دل	گر می ہجر سے بقیاب ہو دل کثرت داغ سے لے رشکِ چین مضطرب ہو غم تنہائی سے اویں بکھڑوق تیوی گردن میں
جسے اس بحرِ ملاحیت سے چٹا	لے اثر ماہی بے آب ہو دل
روایتِ میم	
ایک مدت سے نہیں ہیں واقف آرام ہم روزنِ مدفن سے تکتے ہیں کسب کا نام ہم برہن ہم بہت شکن ہم کفر ہم اسلام ہم زاہد از مزم یہ وہولین جامہ احرام ہم ابتدا میں جانتے گر عشق کا انجام ہم	ہو رہے ہیں مبتلا گر دش ایام ہم نگئے ہیں خاک میں اسپر ہی عالی نظر ویر و مسجد میں یہی کہتا ہے جلو و پاک ملوف کعبہ میں نکر عجب خدا کی واسطے ناصرع مشفق وہی کرتے جو فرماتے ہیں آ

وہ میں ہو جاتی ہیں آسان اپنی ساری مشکلیوں
 اے اثر لیتے ہیں جب مشکلات کا نام ہم

<p>کر و تم نہ اتنا ستم پر ستم نہیں اُنکے وعدے کا کچھ اعتبار ہمارا بیابان ہے کچھ اور قریب ہوا مٹی ہوئی آہ و نالے کی فوج کریں آپ اختیار پر ہر گھڑی قطعہ جواہل و فاہم ہیں ہمہر مدارم</p>	<p>میں کہیں چون کہاں تک الم پر الم اگر لاکھ کہا میں قسم پر قسم نہ رکھنا ہمارے قدم پر قدم نشان پر نشان ہیں علم پر علم نوارش عنایت کرم پر کرم جفا پہ جفا ہو ستم پر ستم</p>
--	---

علیٰ نے نکالا انہیں اے اثر
 تھے کعبہ میں ورنہ صنم پر صنم

<p>بسر کر تے تھے کس فراغت سی ہم ترے فتنہ قامت ناز کو نہ راحت چمن میں نہ صحرا میں چمن یہ کیا جانتے تھے کہ ہر غیر شوم بٹاتے رہو وہ عدد کو قریب</p>	<p>پر اب تنگ ہیں دل کی حالت ہم فزون دیکھتے ہیں قیامت ہم بہت تنگ ہیں دل کی وحشت سی ہم تری بزم میں آئے شامت سی ہم رہو دور اکیلی عنایت سی ہم</p>
--	---

<p>جھائے عدد کو نہ خاطر میں لائیں کیا عشق نے ہکو خانہ خراب ترے بارِ فرقت کو لے ناؤں میں بہنیں کسکی رحمت کے اُسید و آ عدد کی طرف محفل یار میں بہت چین سے ہیں گیا جبے دل وہ کیونکر ملاتے ہیں دشمن آکھ</p>	<p>اگر کام لیں صبر و ہمت سے ہم گزر ہی گئے آدمیت سے ہم فروں پاتے ہیں اپنی طاقت سے ہم جو مایوس ہوں تیری رحمت سے ہم نظر کرتے ہیں چشمِ حسرت سے ہم سبک جان ہوئی اسکی رحلت سے ہم نہیں دیکھتے انکو غیرت سے ہم</p>
	<p>اثرِ بقدر ہے تخیق کی : ہوئے کچھ نہ واقفِ حقیقت سے ہم</p>
<p>آنا ہے کون خستہ درِ جگر کہ ہم بے جوہر دن کا دعویٰ تو قیرِ عجب بالائے بام آپکے سونے سے ہکو کیا جادوے چشم سے ہمیں دیوانہ کر دیا تیرے گھلی میں لے رہا تابانِ شبِ فراق انکو نہیں جائے اشکِ لہو میں بہری جو</p>	<p>بلبل بھی ناکہ کش ہو کر اسقدر کہ ہم دنیا میں قدر پاتے ہیں اہلِ ہنر کہ ہم اس سے فروغِ یاب ہی چشمِ فکر کہ ہم اس میں قصور وار ہے توفت نہ کر کہ ہم سرگرم نالہ غیرِ ہارات مہر کہ ہم رکھتا نہیں ہی ابر بھی وہ چشمِ تر کہ ہم</p>

اُس گل کی کوئے زلف میں تیرا گز بنیں	پہرتی ہر اے نسیم تو آشفہ سرکہ ہم
حال شبِ فراق ذرا باغبان سے چھوچھو	بلبل رہی ہے ناکہ کستان تا سحر کہ ہم
آئے کرم سے پیش ستم کے جواتین	کرتا ہے یوں عدوسی کوئی درگزر کہ ہم
مرگان و چشمِ دابر و وگیسو کے عشق سے	اسے دل بلبائیں لایا ہی تو جان پر کہ ہم
رو سخن کا ہے گلا کیوں ہی غیر کو	رکتے ہو بات چیت میں تم منہ ادا ہر کہ ہم
دشمن کی موت کا ہمیں الزام دیتے ہو	رکتے ہیں آہیں دخل قضا و قدر کہ ہم
اُسکے مزے سے ہے رگِ مجنون کی خبر	کہاتے ہیں اُسکے زخم پہ جو فیشتر کہ ہم
کوئی گل دمیدہ ہے گلزار میں کہ تو	فریاد کشش ہی بلبل شوریدہ سرکہ ہم
حال دل شکستہ جو مینے بیان کیا	بولے کہ اس کے واسطی ہی شیشہ گر کہ ہم
کیا اُن نگاہ شوخ سے اے یار پوچھئے	دشمن رہا ہی آپکا مد نظر کہ ہم
دل غیر کے سپرد نہ کرتا تھا حسان من	تم سر جھکائے رہتے ہو دود و پھر کہ ہم

کہتے نہ تھے کہ دل کا لگانا عذاب ہی

اب بقرارِ ہجر میں تم ہوا اثر کہ ہم

روایتِ نون

عدو کا رشک ہی ہنگامہِ محشر کے سانپا	قیامت ہو نہاں اُنکے تبسم ہاؤ نہاں
-------------------------------------	-----------------------------------

جودل قیاب ہوتا ہی خیالِ ردی جانا مری راہ طلبِ شوارہی دشوار ہی ہو ایسی جادو نے اربابِ نظر کو مار رکھا ہی خدا یا مرگ دشمن کی خبر پا کر نہ رو یا ہو بہی گل زربکعت گلشنِ مینِ ہن انصاف کرنا کیا کیوں ذکر اُسکے دشمنِ خونی مرغان کا خزانِ رسیا و پچھیں باغبان ہی کا کٹکا وہی سے پانی ہر شیرازہ کو نہیں لے بند ہوئی جاتی ہے یارب پا کر کیونکر سینہ دے	جگر تھامے نکل آتے ہیں ہم صحنِ گلستان ہر اک ذرہ پہ حکمِ طور ہے اپنے بیابان کہ شوخی ہی حیا کے ساتھ اسکی چشمِ فغان نمی سی دیکھتا ہوں آج اُس ظالم کو مگر گنا غضب ہے ہر نہ خالی ہاتھ ہوں فصلِ ہزاران چہو یا تو نے نشتر چاہہ کر میری رگِ جان عبثِ بلبیلِ طرحِ آشیانِ الی گلستان دو عالم کی ہر جمعیت تری زلفِ پشیمان درازی یوں تو کچھ ایسی نہیں ہے بے گنا
---	--

ہوا ہی راہِ کعبہ میں اشر کا ہمسفر ہی
وہ کافر جس سے سو زخیرِ پینِ مسلمان

نوا سخی اشر کی دیکھ کر بزمِ مخندان میں نہیں قیر پاتا آدمی چشمِ عزیزان میں عدو کیا سامنا میرا کر ہی بزمِ مخندان میں حقیقتِ شمعِ روشن کی نہیں شہاوتِ حیران	طبیعتِ اربول اٹھے کہ بلبیل ہر گناہ میں برادرِ لستینِ تیرے یوسف کو کنعان میں کہیں نامرد وہی لڑیا ہی سنگم ہو کر سیدان کہ وہ اک سوزنِ گم گشتہ ہی اپنی شبستان
---	--

طبیعت تہی جو برہم خیال زلف جانان
مرے حسن بانیے اک جہان تصویرِ حیرت
مزاج آسمان میں اعتدال آتا تو کیا آتا
نظر میں بہرتے ہیں آہویہ دشت کی ترقی
جنون میں بھی مری زکین مزاجی گل کھلاتی
لبِ تعلین چشمِ سرمہ سا کاہی جو یہ عالم
کوئی دیکھو تو اضع پیشگی ہم خاکِ رو کی
نہیں اک رنگِ رہتی طبیعتِ دشتِ لب
میں چون آزار کش اک شعلہ رو کی سرد مہر کا
دل صد چاک سا شانہ میسر بہرہ آئیگا
زراعتِ جلگہ ساری ہوا ہو قحطِ آبِ سیا
نمک ریزی نہیں گی فی ہر قاتل دگر زخموں پہ

پہر کر تا ہوں سودا کی صورتِ سہلستان
مرقعِ یار کا ہی جو غزل ہے اپنی دیوان میں
مرے خورشیدِ طالع نے نہ پایا دخلِ زیرین
تماشا دشت کا ہم دیکھتی ہیں کنجِ زنداں
بجائے سنگِ گسل بہرتے ہیں لڑکھنویں واپان
چلے گی ایک دن تیغِ صفا ہانی بدخشان
جڑیں نکلتیں درِ غر شکرہ پر شوقِ مہمان
کبھی ہم ہیں گلستان میں کبھی ہم ہیں میان
تپِ غم سے بدن پاتا ہی آسائشِ رستان
پڑ گئیے بیچ کیا کیا بعدِ میرِ زلفِ جانان
کہ سوزِ غم سے آنسو تک نہیں اب چشمِ ہفتان
لگا کر سودہ الماس ہی بہرہ و نمکدان میں

دیا دل تو نے کس کو اسے اثرِ حیرت پہ حیرت
کوئی دیتا ہی آئینہ بھی نادان دستِ نادان

اتنی عمر گزری ہو ہوا سے کوئی جہانِ ناب
رہی گی روح کیونکر بعدِ مردن باغِ صنوبر

حریصوں کو نہیں آرام دم بہر باغ و بہار
 گرا تھا خوب فی قسمت سے یوسف چاہ کنگار
 ترا مجنون رہی محبوس کیونکر کنج زندان
 عدد کو ہمیں میں داخل ہوئی ایوان جان
 تمہاری عارضہ کیسوں کیوں داخل ہو جائیں
 نہاد ہو کر بکھرنا ہی وہ بدرخس و سیاہی
 خدا پر چوڑی ہر کام کے انجام کو انسان
 ہوا ہی ناموافق موج زن بحر حوادث ہی
 ہمیں تو چوڑ کر گریبان کمان ایو یار جاتا ہی
 تماشا ہی بیابان کی نکالی راہ وحشت نے
 گرم قتل عدد کو واسطے اک تیز آگ ہے
 رفو کوئی کرے کیا جائے صد چاک کو سیر
 برا ہو بقراری کالے پہرئی ہو عاشق کو
 طلانی ہو گئی زنجیر آہن تیرے مجنون کی
 گوارا کر رہا ہی تو ابھی تک رست کی تلخی

ملزیر شجر راحت قناعت ہو جوان میں
 نکلتا ہی نہیں گرتا اگر چاہ زرخندان میں
 وہ لاغر ہے سماتا ہی نہیں چشم نگہبان
 عجب صورت کے ڈالی خاک ہنر چشم رہبان
 خدا کہتا ہی قسمیں آفتاب شب کی قرآن میں
 کہ جیسے ماہ کامل بعد بارش فصل باران
 وہی جب میر سامان ہی رہی کیوں فخر سامان
 پڑی ہی یا آلتی میری کشتی خوش باران میں
 نکلتا ہی کوئی گھر سے ہی باہر خوش باران میں
 مرے نالوں سے رخنے پڑ گئے دیوار زندان میں
 کہ سیفی سے زیادہ کاٹ ہی شیر احسان میں
 جنون اک تار تک ثابت نہیں جیت گریبان میں
 گلستان ہی بیابان میں بیابان گلستان میں
 کوئی پارس کا ٹکڑا تھا مقرر نگہ طفلان میں
 مگر لے خضر تھا دہر آب شامل آجیوان میں

ارادہ ماخت کا کرتی ہیں آنکھیں کشور دل پر	کھینچی ہیں تیغیں ابرو کی صفت آرائی ہو کر گان
جو ہیں عاشق طبیعت اصل کی توقیر کرتے ہیں	نہ باندھو آشیان قمری کہی سرو چرخا نہیں
سیاہی تیری بالون کی نہیں ابر سے کہتا	درخشان تر سے رخ کی نہیں مہر درخشان
قبائے آسمانی کی رعایت یار لازم تھی	لگانا تھا تجھے کنشامہ نوکا گریبان میں
کھین نام و نشان پر اہل جو ہر ناز کرتے ہیں	کہ نوابی و خانی ہوا ضافی امر انسان میں
سڑک بجلی کی بادل کی گرج موو کی چنگھاڑ میں	اندھیری رات بہادو کی قیام پناہ میں
برسنا مینہ کا جہم جہم ہو اکی تیریاں ہم	آئی یہ سمان ہی کچھ سمان ہی ہجر جانا میں

دل مردہ مدد کا پاک ہو کیونکر کثافت سے
اشر جو سیدگی ہوتی ہی پیدا جسم بیجان

آہ سے شکرِ جفا ہم تو ادا کرتے ہیں	اے شکر نہ سمجھنا کہ کھلا کرتے ہیں
خاک ہو کر درِ جانان پہ رہا کرتی ہیں	مر گئے پر ہی وفا اہل وفا کرتے ہیں
کیون دیم فوج وہ منہ پہیر لیا کرتی ہیں	ہائے عشاق سے کس وقت حیا کرتی ہیں
جان ایمان لے دین سب کو فدا کرتی ہیں	بیوفا کیا نہیں ارباب فدا کرتے ہیں
زورِ روحی سے نہیں طالبِ زور کو بہرہ	نفس کو زیرِ حکومت فقرا کرتی ہیں
حشر کا نام نہ لو انکی گلی کے آگے	ایسے نفعی تو وہاں روزاٹھا کرتی ہیں

اے بتو تم مری تربت پہ نہ آنو نہ سہی
 کچھ مقدر سے بھی اعمال بلا لیتے ہیں
 آپ رندوں کو برا کہتے ہیں یادِ عظیم
 ابنِ مریم جو ملیں مجھ کو تو اتنا پوچھوں
 اے شکر نہ بُرا مان مرے نالوں کا
 کوئی پنہان ہی پس پردہ سامان بہا
 ہجر قسمت میں لکھا ہی تو برنگِ سایہ
 رو برو انکے فرشتوں کی زبان کتنی ہی
 خوب رویوں کی بُری بات بھی ہوتی پہلی
 دستِ پاکل سے بھی خوش رنگ ملو ہرنگو
 انکی مغل میں نہیں جلتی ہی تو ہی اشمع
 بار آور شجرِ عشق جو ہوتا ہے ولا
 ہم فقیر و نئے نہ ای خسر و خوبانِ مہینہ
 ایسے نقشوں کو بنانے کی ضرورت کیا ہم
 نیک و بد انکو جانے سے مجھ کی مطلب

با خدا طوفِ فرازِ شہد کرتے ہیں
 یہ فرشتے جو سرِ دوش لکھا کرتے ہیں
 کہیں آلودہ زبان بھی صلیحا کرتے ہیں
 مرضِ عشق کی بھی آپ دوا کرتے ہیں
 یہ تو در پردہ تقاضائے جفا کرتے ہیں
 گل چمن میں نہیں بیوجہ ہنسا کرتے ہیں
 ساتھ رہتی یہ الگ اُن سے رہا کرتے ہیں
 ہی بشر کیا جو کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں
 آپ بجا بھی جو کرتے ہیں بجا کرتے ہیں
 کیا غضب ہی کہ تنائے خفا کرتے ہیں
 ہم ہی بیٹھے ہوئی اک سمت چلا کرتے ہیں
 نا اُمیدی کے ثمرِ اُسین لگا کرتے ہیں
 ایک مدت سے تری حق میں دعا کرتے ہیں
 جب بگڑنے کو اتنی یہ بسا کرتے ہیں
 کیا وہ سُنتے ہیں مری میرا کہا کرتے ہیں

کیا خبر ہے تجھے طالبِ نیاؤں دنی
کام کیا کیا نہیں مردانِ خدا کرتے ہیں

خو برو یوں سے محبت نہیں کرتے قفل
اے اثر آپ جو کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں

اپنی در سے جو اٹھاتے ہیں ہمیں	خاک میں آپ ملاتے ہیں ہمیں
ہی جو منگور جفا اور پردہ	منہ وہ غیروں میں کہاتے ہیں
غیر کو پاس بٹھا رکھتے ہیں	جب کبھی آپ بلاتے ہیں ہمیں
گرمیاں غیر کو دکھلا دیکھلا	بزم میں آپ جلاتے ہیں ہمیں
شبِ فرقت میں فلک کے تارے	داغِ دل یاد دلاتے ہیں ہمیں
انکے اندازِ سخن ہیں معلوم	غیر کو کھکے سناتے ہیں ہمیں
پھر کسی گل پہ ہوا دل مائل	داغِ تانِ نظر آتے ہیں ہمیں
چوڑ دین آپ کی ہمراہی ہم	واہ کیا راہ بتاتے ہیں ہمیں
تو ہمیں راہ بتائے جس سے	غیر وہ راہ بتاتے ہیں ہمیں
عطر گل سے نہیں جب لہتا	اپنا رومال سنگھاتی ہیں ہمیں

شب کو افسانہ دل کھکے اثر

آپ روتے ہیں رلاتے ہیں ہمیں

<p> دیا تو نے وہ دل خدایا ہمیں موئے پر کسی نے نہ پایا ہمیں رخ گور دل نے دکھایا ہمیں یہاں تک بتوں نے ستایا ہمیں نہیں دل کو پروا مرے درد کی موئے پر اگر ساتھ دل بھی گیا بہت اسکے ہاتھوں سے تینگ یہ بتیا بیان غیر کے واسطے خدایا دآیا جسے دیکھ کر ابھی فیند آئی تھی مرغِ سحر مسلمان کا مردہ جلاتے نہیں </p>	<p> لہو جسے ہر دم ر لایا ہمیں یہاں تک ترے غم نے کھایا ہمیں اسی نے ٹھکانے لگایا ہمیں کہ آخر خدا یاد آیا ہمیں یہ اپنا ہوا ہے پرایا ہمیں تو پہر گور میں چین آیا ہمیں کوئی اور دل دے خدایا ہمیں تجھے دیکھ کر صبر آیا ہمیں وہ جلوہ بتوں نے دکھایا ہمیں کہ نالوں سے تو نے بچھایا ہمیں مگر تو نے زندہ جلایا ہمیں </p>
	<p> اثرِ شکل اپنی ہوئی میر کی رہا دیکھ اپنا پرایا ہمیں </p>
<p> پوچھے کوئی ہزار مگر بولتے نہیں زاغ و زغن ہیں طیر جو گھر بولتے نہیں </p>	<p> ہو جنکو رازِ حق کی خبر بولتے نہیں بے دردِ دل محال ہو آتشِ کلام </p>

<p>جاتا ہے مرغِ فکر کمان سے کمان مگر طولِ شبِ فراق نے سرمہ کھلا دیا ممکن نہیں جواب کلامِ مجید کا صبر و رضا طریقتِ اہل طریق ہے کیا سبز باغِ غیر نے انکود کھایا ہی ساتی سے بے زری میں تقاضا کیا باز عشق میں ہی عجب عاشقوں کی بات کرتے صفتِ تریخِ روشن کی شوق سے کیا عازمانِ شہرِ خموشان سے چوہتری دل میں جو آج دہن ہو نہیں میری فکر کی</p>	<p>پرواز وہ سبک ہی کہ پر بولتے نہیں کیا آج ہے کہ مرغِ سحر بولتے نہیں یہ وہ زبان ہے کہ بشر بولتے نہیں راہِ خدا میں دیتی ہیں سر بولتے نہیں بدلا ہوا ہے رنگِ نظر بولتے نہیں بزمِ جہان میں دستِ نگر بولتے نہیں پہنچے ہزار طرح ضرر بولتے نہیں پر کیا کریں کہ شمس و قمر بولتے نہیں باندھے ہوئی ہیں رختِ سفر بولتے نہیں باندھے ہوئی ہیں چست کمر بولتے نہیں</p>
---	--

وہ حضرت اشتر ہیں جو بزمِ بخار میں
 بیٹھے ہوئے ہیں تمامی جگر بولتے نہیں

<p>طوبائے تنہا میں ٹمرا آئے تو جانیں کھینچا ہوا وہ شوخ اگر آئے تو جانیں اسمن سے اگر ایک ہی برائی تو جانیں</p>	<p>وہ سروِ خرامان جواد ہر آئے تو جانیں اے جذبہ دل اسکو بلاتے تو ہیں لیکن یوں تو دل شیدا میں تنہا میں ہیں لاکھوں</p>
---	---

<p>وہ یوسف گم گشتہ جو کہ آئے توجا نہیں دل اسکا اگر دوسے بہر آئے توجا نہیں لیکن وہ کمر نکو نظر آئے توجا نہیں ہاتھ اُنکے جو مضمون کمر آئے توجا نہیں گلشن کی صبا لیکے خبر آئے توجا نہیں آنسو کے عوض تم سے شر آئے توجا نہیں آغوش میں وہ رشک قمر آئی توجا نہیں</p>	<p>یعقوب صفت منتظر مارہن لاکھون ہم آہ تو کرتے ہیں مگر اے اثر آہ اے اہل نظر دیر سے ہوا کلمہ لکھائے اد صاف کمر کھنے میں کہ ہر شعر کو مرغانِ قفس گوش بر آواز ہیں لیکن اے دیدہ ترسوزشِ فرقت میں مژپڑ گرماہ ہوا ہالہ نشین کیا ہر تھک</p>
---	---

آئے ہیں مداوا کے لئے عیسیٰ مریم
راس مکنی دوا دل کو اثر آئے توجا نہیں

<p>تیری ہوا میں گلچین دامن پسارتی ہیں غیرت کے تازیانے سبیل کو مارتی ہیں انبارِ گل سے گلچین صد امارتِ ہیں جنگو بکاڑتے ہیں انکو سنوارتے ہیں پروہ نہیں کہیں کے ہمت جو ہارتی ہیں گھر بیٹھے شیخ صاحبِ شیخی بھارتی ہیں</p>	<p>دہو کے مین گل کے بلبل بجو بکارتی ہیں صحنِ چمن میں جب وہ گیو سنوارتی ہیں تجہ چمن میں بلبل صیاد دھارتے ہیں کیا کار سازیاں ہیں کیا شانِ بختی ہیں مشکل کا سامنا کر اے دل نہ ہار ہمت اکُن بھی بزمِ میمنہ بھی نہ وال گلتی</p>
---	---

کرتے ہیں وصفِ خوبان میر بیانِ ناکبر	کھیا کیا رقیب بدگو آنکو ابھارتے ہیں
نمکِ عدم میں کیا ہی جکی طرفِ خدایا	لاکھوں ہی تیرے بند ہی ہر دم سد ہن

بزمِ سخن میں اعدا رو باہِ خوف سے ہیں
مضمونِ اثر نہیں ہیں ضیغِ دکار تو ہیں

راحت و غم ہجر میں لے یارِ دونوں ایک ہیں	صحنِ گلشنِ ادی پُر خارِ دونوں ایک ہیں
کھٹکیِ دونوں کی کیساں کوچہ دلبر میں ہے	چشمِ عاشقِ وزنِ دیوارِ دونوں ایک ہیں
جب حقیقت میں نہیں اہلِ نظر کی آنکھ میں	دینِ خوابیدہ و بیدارِ دونوں ایک ہیں
ہر خراباتِ جہان میں کیفیتِ بکی خراب	میکدے میں غافل و ہشیارِ دونوں ایک ہیں
الحذر لے خرمنِ ہستی اعداِ الحذر	برقِ سوزان آہِ تشبارِ دونوں ایک ہیں
حضرتِ اعظا اگر اچھے کسی میخوار سے	اُسکا ہاتھ اور آپکی دستارِ دونوں ایک ہیں
یہ ہے جنت کا طالبِ ہر دنیا کا ست	پیشِ حق ہیں زائد و منجوارِ دونوں ایک ہیں
فرقِ ہزار ہر نقطہ ہموار و ناہموار کا	و حقیقتِ سجدہ و زنا رِ دونوں ایک ہیں
ایک پل میں ہر طرفِ جلِ تہل نظر آنی لگی	چشمِ عاشقِ ابروِ دریا بارِ دونوں ایک ہیں
کام کیا انسان کا بھٹی ہو نہ جب تک اتھا	لب ہیں دو لیکن دمِ گفتارِ دونوں ایک ہیں

نمکِ بھی سے اپنا یہ عقیدہ ہے اثر

مصطفیٰ وحید کرار دونوں ایک ہیں

اے یار دل میں آئیں نہ کیوں بد خیالیاں	انجمن ہوئی ہیں زلفونہیں کا نون کی بایاں
آنکھیں نہیں ہیں خونِ جگر کی ہین بایاں	ہر دم غمِ فراق میں ہم روتے ہیں لہو
رکتی ہیں جکے سامنے پھولوں کی ڈالیاں	وہ رشک گل ہر یار کے گلشن میں بلبلین
غنجے چٹکتے ہیں کہ بجاتے ہیں بایاں	بلبل کے چہچہے ہیں کہ تائیں بہار کی ق
مستی میں جوم جوم کر پھولوں کی ڈالیاں	وہ کھلا رہی ہیں لطفِ مجر جو شش بہا
بوسہ جو مانگتا ہوں تو دیتا ہے گالیاں	اس بے رنجی کا یار کے کوئی بھی ہر جواب
رو ضنون میں اہل زر کے فراروں کی جالیاں	چشمِ خرد میں دینِ عبرت سے کم نہیں
شیریں بھی کھائے شوق سے اس گل کی گالیاں	لاریب گل شکر سے سوا ہیں مٹھاس میں

کعبے کو میفرودش سد بارے اثر کے بعد

وہ مر گیا خراب پڑی ہیں کلا لسیاں

مری جانِ حزین کو واسطے دشمن بھی پہنوں	دل اپنا ایک مدت سے نہیں ہے اپنے قابو
ثر لاتی نہیں فصلِ بہاری شاخِ آمون	نصیبِ قسمتِ فیضِ ہر دنیا میں محرومی
بجائے مشک انکار سے بہری ہیں نافِ آمون	دلایہ وشتِ ہر تفتیکانِ سوزِ الفت کا
نہ وہ طاقت ہی بچے ہیں نہ وہ قوت ہی بازو	جو رستم تھے جوانی میں وہ ہیں اب بالِ بزدلی

انکھی ہو گئی شمشیر جہدم اسہین بال آیا	اگر موجدوہر عاشق کشتی ہیں تیغ ابرو میں
برنگ شانہ دست غم سے دل حدیچا کہوتا ہے	اثر شانے کو جب میں دیکھتا ہوں اُسکی گتیاں ہیں
زبانِ حال سے ہم شکوہ بیدا کرتے ہیں سمجھ کر کیا اسیرانِ قفس فریاد کرتے ہیں غدا بے قبر سے پاتے ہیں راحتِ عشق کو محرم نہ کہ بھر خدا تو بندگانِ عشق کو کافر زرا صیاد چل کر دیکھ تو کیا حال ہر اُنکا بتانِ سنگدل کو مانتے ہیں ہی نہیں بناتے ہیں ہزاروں زخمِ خندانِ خنجرِ عجم مے لذت جو ایذا سے تو باز آتے ہیں ایذا سے	دیاں زخمِ قاتل و مہدم فریاد کرتے ہیں توجہ بھی کہیں فریاد پر صیاد کرتے ہیں پس مردن جنائین یار کی جب یاد کرتے ہیں بتوں کی یاد میں زارِ خدا کی یاد کرتے ہیں اسیرانِ قفس فریاد پر فریاد کرتے ہیں برابر دیر میں ناقوس بھی فریاد کرتے ہیں دلِ ناشاد کو ہم اس طرح پر شاد کرتے ہیں ستم ایجاد ہیں طرزِ ستم ایجاد کرتے ہیں
اثر کو دیکھ کر کیا روح کو صدمہ پہنچتا ہے	خدا سمجھے بتوں سے کس قدر بیدا کرتے ہیں
گل تمہارے غدا رہیں دونوں	رنگ روئے بہار ہیں دونوں
آنکھیں اُس آفتِ زمانہ کی	فستہ روزگار ہیں دونوں

<p>ہجرین ناگوار ہیں دونوں لالہ رودا غدار ہیں دونوں دل کے ڈسنے کو مار ہیں دونوں جگر و دل فگار ہیں دونوں اے جنون تار تار ہیں دونوں لعل و گوہر نثار ہیں دونوں ورنہ آپس میں یار ہیں دونوں</p>	<p>نغمہ و سے کا ذکر مت چھیڑو جگر و دل تری جدائی سے دونوں زلفیں نہیں ہیں سینو پہ اسکی تیغ نگہ کو کیا کہئے تیرے ہاتھوں سے جامہ و دستا لب و دندان پہ تیرے اے لبر دیدہ و دل ہیں جان کے دشمن</p>	
	<p>دے کے دل ہم تو وہ اثر لیکر اے اثر بیتار ہیں دونوں</p>	
<p>گوش و لہا سے بتان مود و الزام نہیں در خور قمر و غضب یہ دل ناکام نہیں لائق طوف حرم جامہ احرام نہیں طلب رنج و الم رسم و رسم عام نہیں کوچہ زلف بتان رگبزر عام نہیں بے سے جور و جفا جان کو آرام نہیں</p>	<p>اثر آہ الم جب دل ناکام نہیں جسکے کام آؤ اسی پر یہ ستم ڈھاؤ تم داغ سے دہونے کے زمزم پہ بھجوائے زائے ہو تقاضائے جفا اہل محبت کے لئے رہرہ راہ الم ہے دل خاصان خدا عادت لذت آزار برا ہوتا سیرا</p>	

اثر آہ کی ہر چند حقیقت معلوم دے ندے ہر کوئی مختار ہی مجبور نہیں دیکھ گزشتگی چرخ بچشم حق بین طلبِ عشو نہیں اہل ستم سے شایان	پھر ہی محزون کو ترے اسکے سوا کام نہیں دل طلب کرنے سے بت قابلِ الزام نہیں عادتِ رنج وہی صورتِ آرام نہیں عذرِ قصیر بجز خجلتِ الزام نہیں
---	--

وہ ظرافت سے اثر ہے کہا کرتے ہیں
لذتِ بوسہ بہ از لذتِ دشنام نہیں

کیا تجھے کام بجز نالہ و سہرا نہیں کوہِ غم بر سرِ جانبِ دستارِ رفعت مدتِ عمرِ جنونِ عمر سے کچھ توڑی ہی حکمتِ آموز نہیں اہلِ جفا کی تسلیم طوقِ آہن ہی بنے کچھ تو ہو تذویرِ جن طلبِ درد سے غافل نہو ایدل دم بہر آتشین آہ سے جلتی ہی زبانِ سوزان کیونِ اُجھتا ہی تری زلفِ سیا کو سرواں ہر گلِ اندام سے نفرت ہی تجھے کیونِ ناہ	شغلہ اور کوئی او دلِ ناشاد نہیں مارشِ عشق سبکدوشی فرما د نہیں دشتِ سیہر کے کمان جائیں گے گمراہ نہیں لطمہ جو رعد و سیلی اُستاد نہیں کوئی حداد سہی جب کوئی فساد نہیں واقفِ لذتِ غم وہ ستم ایجا د نہیں شعلہ شمع سرِ رگبذرِ باد نہیں دلِ صد چاک مرا شانہ شمشاد نہیں قابلِ سیرِ مگر گلشنِ احباب نہیں
---	---

<p>سیر نہ یاد نہ خنجر جلا نہین یاد آجائے ستم تجھ کو اگر یاد نہین اس سے مقصود دلی شکوہ بید نہین نغمہ سنجی سے خیال طلب نہین</p>	<p>دستگیری دگر تیشہ بحق عاشق یہی فریاد سے مطلب ہے کہ انہی ظلم سرت نالہ کرتا ہے تقاضائے جفا تو بازہ ہی نہ پروا کی تسلیش نہ غم نفرین ہے</p>
<p>شکوہ غربت کا اثر کرتے ہو غالب کی طرح انکو بے مہری یاران وطن یاد نہین</p>	
<p>مرض ہجر کا ہے اسے کیا کریں ترے روی روشن کو دیکھا کریں کہا تک ترے غم میں بویا کریں عبث ہے جو تم پر بہر وسا کریں وہ کیونکر ہم ایسوں کی پروا کریں قیامت قیامت میں برپا کریں جو دل ہی نہیں کیا مت کرین انہیں ساری محفل میں سوا کریں</p>	<p>کوئی روگ جو تو مداوا کریں یہ دل چاہتا ہے کہ اے حبیبین لو کہا اپنی صورت خدا کے لئے نہین خو برویوں کا کچھ استبا شکایت فقیروں کو زیبا نہین عجب کیا وہ قامت سے محشر کے دن ہوس عیش کی دل پہ موقوف ہے بحسرت کریں سوئے دشمن نظر</p>
<p>اثر ضبط گریہ کو کہتے ہیں آپ</p>	

مگر دل کی تکلیف کو کبیا کرین

ہو عکس زلف یا رجو طرف شراب میں	بال آئے رشک سحر قہج آفتاب میں
افسوس رو برو میری آنکھوں کے وہ نہیں	پوشیدہ جبکا چہرہ ہر دے لکے نقاب میں
لے نور سیدگان جوانی زرا سنو	ماتا تھا لطف رست ہمیں بھی شباب میں
اک دن وہ تھا کہ ساتی موش تھا اپنی پک	پیتے تھے ہم شراب شب بابتاب میں
وہ جام زرخار و مطلا صراحیان	زردی ہو جھنے رنگ رخ آفتاب میں
وہ بت کہ دلو حلقہ دام بلا میں لائیں	زلفین تھیں جنگی تابا کمر چچ و تاب میں
آنکھوں کے سامنے سے آہی کہ ہر گئے	اب تو نظر ہی آتے نہیں ہر کو خواب میں
احباب بزم جھنے تھے سب ہو گئی ہوا	گو یا شراب پیتی تھے جام حباب میں

ہر خطہ انکی یاد میں روئیں نہ کیوں اثر

تصویریں انکی بھرتی ہیں چشم پر آب میں

سنا حال دل پر کہا کچہ نہیں	مگر کان دہر کر سنا کچہ نہیں
مقدر میں جو تھا وہ تمنے کیا	تبو تم سے ہر کو گلا کچہ نہیں
شب بھر ہوتا چلا میں فنا	سحر ہوتے ہوتے رہا کچہ نہیں
حسینو کہیں گل سے خوش رو ہوں	مگر تم میں بوئے وفا کچہ نہیں

<p>نہ گل پر ہے جو بن دہلیل کو جو ش عبادت خدا کی بہ اُسیدِ حر خدا اُن سے بند و نکو اپنے بچائے حسینوں کے انداز مت پوچھو</p>	<p>چمن کی وہ اگلی ہوا کچ نہین مگر تخب کو زارِ حبِ کچ نہین کہ نزدیک جنکے خدا کچ نہین جفا ہی جفا ہے وفا کچ نہین</p>
<p>بتوں کی پرستش کھان تک اثر مگر تخب کو خوفِ خدا کچ نہین</p>	
<p>اور کیا ہوگی جفا جسکو جفا کہتے ہیں وہ اگر طعن سے دشمن کو بُرا کہتے ہیں بدر سے بندگی شوق میں ہوتا ہے ہل حسن کی شان ہی ہے کہ پُراہن اسپہ و ہم دورنگی زمانے سے جو کہتے ہیں خبر ہم ہیں عاشق نہیں معلوم ہیں اُی صبح</p>	<p>وہ مری عرض تمنا کو گلا کہتے ہیں ہم ہی کیا سادہ درون ہیں کہ بجا کہتے ہیں ماہ کو درکار ترے ناصیہ سا کہتے ہیں جو تجھے دیکھتے ہیں صل علی کہتے ہیں رخ و گیسو کو ترے صبح و ساک کہتے ہیں اکسو کہتے ہیں جفا اکسو وفا کہتے ہیں</p>
<p>رندِ میکش ہے مگر ستِ لاہی ہے اثر آپ اے حضرتِ واعظ اُسکی کیا کہتے ہیں</p>	
<p>شام کو جب چراغ جلتے ہیں</p>	<p>دل جلے سیر کو نکلتے ہیں</p>

<p>تیری باتوں نے ہم بہلتے ہیں کچھ تو ٹھہر دکھ ہم بھی چلتے ہیں ہر گھڑی اپنے ہاتھ ملتے ہیں یوں ہی چشمے کہیں اُبلتے ہیں سنگِ سینہ ہیں کب بٹلتے ہیں آہن و سنگ تک پگھلتے ہیں کہیں ایسے درخت پھلتے ہیں وہ قدم بھی جو ہم ٹپکتے ہیں گھر سے بھی ہم نہیں نکلتے ہیں</p>	<p>ذکرِ حور و قصور کر دے اعظ مضطرب کیوں ہو رہو اعلیٰ کہو کے دل اب بھی ہو کام میں بل بے جوش سرشکِ طوفانِ خیر کچھ نہیں کم پہاڑ سے غبار دل بتوں کو ہیں کیا خدا جانے شجرِ عشق کیا ثمر لائے بیٹھ جاتے ہیں ضعف کے مارے کوچہ گردی کا ذکر کیا ناصح</p>
	<p>اُسکی مغل میں اے اشرجبار حضرتِ دل بہت مچلتے ہیں</p>
<p>ہم کلیجے کو تھام لیتے ہیں خضر کا دل سے کام لیتے ہیں جس ادا سے وہ جام لیتے ہیں آپ مالِ حرام لیتے ہیں</p>	<p>لوگ جب تیرا نام لیتے ہیں راہبر کی نہیں ہمیں حاجت بادہ بھی مستِ ناز ہوتا ہی شیخ صاحبِ بہت مریدوں نے</p>

<p>دل جو لیتے ہیں دام لیتے ہیں نام خرید لا نام لیتے ہیں کب وہ نام قیام لیتے ہیں گھر نیا صبح و شام لیتے ہیں جب گریون میں وہ تمام لیتے ہیں</p>	<p>سفت بورہ حسین نہیں دیتے آدمی کیا ملک درود کے ساتھ آنکو ڈھونڈ ہے کہاں کہاں کوئی فتنہ روزگار بن بسکر ضعف بھی کیف سے نہیں خالی</p>
<p>جانکر سیر کا کلام اثر لوگ سیر کا کلام لیتے ہیں</p>	
<p>پڑے تھے شیر کے ناخن مری طفلی کی پہل میں مری آنکھوں کی نگینی نہیں ساون کجاو میں عجب لذت ہے اے قاتل نر شی شیر کے پھل میں اب اس پر پیمان باقی نہیں اک گنوٹ بون میں بتوں کو کیوں نہ کہیں برہمن و مہر قفل میں صفاد بخواہ ہو سکتی نہیں محتاج صیقل میں نہ تھا معلوم ہر کوہ و گران تنکے کے اوچل میں نکلنے کا نہیں جو نہیں گیا دنیا کی دہل میں</p>	<p>مقدر تھا جو رہنا و حیثیت کو سائے خجل میں بجگہ کے بخت آتے ہیں نظر اشکِ سلسل میں شمر باغِ جنان کے بھی نہ ایسے خوش مزہ ہونگے سوا تیرے خبر لے کون مجھے ندبے زر کی گمانِ بیوفائی انکی جانب سے نہیں جاتا ترے چہرے سے آئینہ مقابل ہو کیونکر ہو عدو کو جو حقیقت اپنی نادانی سے سمجھے تھو قدم باہر نکالے کیا ہوا جاتا ہی گل گل</p>

ہر اک جان باز کی جان جامہ تن ہی ہوئی
 نہ سمجھو آدمی ہوتا ہے پیوند زمین مگر
 قیامت کی خوشی مجھ دل شکستہ کو نہ ہو
 گھنٹی کے پیر ہن میں ہلکودہ راحت میسر
 دل اہل ہوس کبشال سی آرام پاتا ہے
 برابر طالبِ مٹنے کے ہو کیا طالبِ دنیا
 درازی زلف کی المختصر باہر بیان ہے
 گوارا ہوتی ہو تلخی بھی انسان کو ضرورت
 شکوہ ظاہری کیا اہل معنی کو پسند آئے
 نظر سے نور ہو جانا ہی غائب وقتِ نظر
 چلا ہون میں پر آب لیکر کوئے جانان کو
 ہوا آخر کو زاد بھی مرید پیرِ حسینانہ
 جو بیوقوف ہو کالک ہو جو باسوق ہو کالک
 جوانی سے جدا انداز ہو اٹھتی جوانی کا
 ہو میں جب عالمِ وحشت میں باطل شجاری

وہ جسم پہنچے شمشیرِ برہنہ لیکے مقتل میں
 امان پانا ہی غم سے مادرِ گیتی کے تخیل میں
 تجھے ہی ایک دن اے آسمان پر ناہر پل میں
 کہ اربابِ دل پاتے نہیں کنجواں و مغل میں
 تن درویشِ آسودہ کو آسائش ہو کل میں
 زمین آسمان کا فرق ہو اعلیٰ و اسفل میں
 یہ مضمون ہو کہ گنجائش نہیں کو مطلق میں
 نہیں ہو انگبین کی کوئی لذت و غفلت میں
 نمائش کے سوا مطلب نہیں کچھ خطِ جد میں
 بلا کی ہو سیاہی یا کی آنکھوں کا جل میں
 مسافر بانی بھر لیتے ہیں چلتی وقت چھاگل میں
 نہایت پارسائی کی لیا کرتا تھا اول میں
 سیاہی کا نہیں کچھ فرق کالک اور کاجل میں
 نزاکت و نہین ہون میں جج ہوتی ہو کل میں
 مری آنکھوں نے صحر کو سمندر کرد باطل میں

<p>کدورت سے بری ہوتی ہے طہنیت پاکبازوں کی سوا تیرے کوئی ہو دوسرا تب تو نظر آئے</p>	<p>دھواؤں یکساں نہیں خس کی برابر سے کی شعل میں دوئی کا دخل ہوتا ہے نگاہ چشم احوال میں</p>
<p>گلستان بھی ہے خارستان اثر روزِ جدائی میں اگر ہو یا جنگل میں تو پھر جنگل ہے جنگل میں</p>	
<p>کیا کیا نہ کہتے پھرتے ہیں اغیار کیا کہیں تجسس ہم اپنا حال دل زار کیا کہیں ہر بات پر وہ کرتے ہیں تکرار کیا کہیں ہر دم وہ دل کو دیتی ہیں آزار کیا کہیں وہ دل کا مول کرتے ہیں چپ شرم میں ہم دیتے نہیں سوال کا حقے کوئی جواب جیتے ہیں تانہ غیر کو وہ لائین لاشن پر ہم اُن سے عرض حال کریں بھی تو ہمدرد</p>	<p>کھنے میں شرم آتی ہے اے یار کیا کہیں کیا جی پہ آہنی ہے ستم کار کیا کہیں جھگڑا بڑھاتے رہتی ہیں بیکار کیا کہیں ہم زندگی سے رہتی ہیں بیزار کیا کہیں کھوٹا ہے مال پیش خریدار کیا کہیں اچھی نہیں ہے حالتِ بیکار کیا کہیں آسان تھی موت ہو گئی دشوار کیا کہیں خیر غیر کی سنتے ہیں بیکار کیا کہیں</p>
<p>میری بھلی بھی آنکھوں میں لگتی ہے اثر جب سے ہیں وہ عدد کے طرفدار کیا کہیں</p>	
<p>کیوں نہ ٹوٹیں خود بخود میری نفس کی تیلیں</p>	<p>ہوں گرفتار کمن ہیں سو برس کی تیلیں</p>

برقِ حسنِ یار کا جلوہ ہر اک پتھر میں ہی
اے اثر ہرگز نہ کرنا قصد کو ہر طور کا

جو لطف لبون سے ترے ساغرِ آٹھایا غلِ پڑ گیا سرفتنہ محشر نے اٹھایا کیون با گر ان سر پہ سکھانے اٹھایا اے گل جسے میرے دل مضطر نے اٹھایا مردون کو ترے پاؤں کی ٹھوکر نے اٹھایا الزامِ کمرِ زلفِ معبر نے اٹھایا جو بیخِ برادر سے برادر نے اٹھایا چہرے سے نقاب اُس مہِ انور نے اٹھایا برجھا میرے سفاک کے تیور نے اٹھایا دانہ کوئی اب تک نہ کہو تر نے اٹھایا	شیشے سے کمان بادۂ احمر نے اٹھایا عشاق کے آگے جو ہوا یا رتِ آرا رہنا بٹھا اُسے عمر و روز میں بسکدو اُس داغ کی صورت بھی نہیں لالنے کی قم کہنی کی حاجت نہوئی اہلِ حد سے آگشتِ نمائی سے بھی انکی نزاکت پوچھے کوئی یوسف سے ذرا سلی حقیقت کیا چاندنی چشکی مرے گہر میں جو شبِ صیل اب دیکھئے کیا تانِ بلا آتی ہے سپر کیا محو ترے خالِ دہن کا ہوا جا کر
--	---

مومن کے سوا اور اثر کون اٹھائے

جو بیخِ علی کے لئے بوڑھے نے اٹھایا

کسے یہ اثرِ دلِ آتشِ نفسِ نخل نہ سکا

دہن سے مرگ کے بچکر کوئی نخل نہ سکا

فضا کے آگے طیبون کا زور چل نہ سکا
 چمن کی سیر کا کچھ حوصلہ نکل نہ سکا
 ابھی شباب کا غصہ فلک میں باقی ہے
 جو سو مہی تھا دل اُسکا تو کس لہو جہم
 کوئی ثمر نہ ملا اپنے دِلکے داغوں سے
 اگرچہ راہ محبت ڈگانے والی ہے
 وہ کوہِ ہر کہ الم میں بھی ضبطِ گریہ رہا
 ہزار دشتِ نور دی میں ایک تھا مجنون
 کیا مشیتِ خالق نے نار کو گلزار
 وہ ضبطِ گریہ کا پابند تھا ترا عاشق
 دل اپنا رکھ تو دیا مجھے اُسکے زیرِ قدم
 بڑا ہی مایہ ستم آگین ہی نفسِ امارہ
 گرا جو شوقِ شہادت میں پا قاتل پر
 کترا ہی رہ گیا دعویٰ قدشی کر کے
 زمانہ وہ دہن مار ہے جو میرے لئے

جو وقت موت کا تھا مالنو سے مل نہ سکا
 اسیرِ غم تھا بہت دل ذرا سنبھل نہ سکا
 مزاج اُسکا بڑا پے سے ہی بدل نہ سکا
 ہماری آؤ شرِ بار سے پگھل نہ سکا
 ہزار پہولنے پر بھی یہ باغ پہل نہ سکا
 وہ رستوارِ قدم ہوں کہ میں پہل نہ سکا
 ہماری آنکھ کا چشمہ کبھی اُبل نہ سکا
 ہمارے ساتھ مگر دو قدم بھی چل نہ سکا
 تنِ خلیل ذرا بھی کہیں سے چل نہ سکا
 کہ وقتِ مرگ بھی آنکھوں سے نیل نہ سکا
 مگر وہ فرطِ نزاکت سے اُسکے دل نہ سکا
 ہزارِ حیف کہ سر اُسکا میں کھل نہ سکا
 وہ بالِ دوش تھا گردن پہ سر پہل نہ سکا
 چمن میں سر و ترے ہم قدمِ مثل نہ سکا
 علاوہ زہر کے مہر کوئی اُگل نہ سکا

بدن ڈھلا ہر صفائی سے شمع محفل کا مگر تمہارے بدن کا جواب ڈھل نہ سکا

بہت سنبھالا دل متغیر کو ہم نے

مگر وہ میرے سنبھالے اثر سہل نہ سکا

نہ اندیشہ ہر گلچین کا نہ ہر صیاد کا ڈھرکا

مگر جب سے جگر بنے لگا نقشہ ہے کیچڑ کا

کہ ہر تار یک شب میں ہی نمایاں رہتا رہتا

تماشا ہر بھانے سے یہ شعلہ اور بھی بڑکا

دکھایا عارض جانان نے شب بھر نور کا ترکا

جنون زنجیر پامیری نہ اتنی زور سے کھڑکا

ترا تو سن جوئے قاتل بہاری قبر سے بڑکا

وہ دیوانہ ہر جو ہو معتقد مجذوب کی بڑکا

مسافر ملک دنیا کا ہی بار ہر دہریہ بڑکا

تو وہ صیاد ہی مرغ صبا کا جب دم پہڑ کا

شکستہ پیر ہن میں جو رہا ہوں لعل گوڑ کا

درختوں کو گرا دیتا ہے جڑ سے کھودنا جڑ کا

تمہیں اے بلبلو وقت امان ہم چپٹا

تری کی شکل پیدا ہو چکی تھی چشم گریانے

کسی خورشید طلعت سے گہرا پیا ایا روشن

نیا کچر رنگ سکھارو و آتش ناک دھوکے

ہمیشہ صبح کا دھوکا ر بادل کو نہ چین آیا

میں کیا جاؤ نچا صحر اکورہا ہی مجھ میں کیا

ہم اپنی زندگی میں شیر میدانِ محبت تھے

زبان ہی ہر خدا نے آدمی کو نطق کی خاطر

بلندی اور پستی ہر قدم پر ملتی جاتی ہر

مقید طائر رنگ چمن ہی تیری مٹھی میں

مری جو ہر شناسی کیا کرین شامی قباؤ

محقق کن کو اہل دانش کب سمجھیں

آئے وہ دن قریب آئی کہ شوق میں تا خاکِ پائے یا رسائی محال ہو مدفن میں ہی ہر دشتِ دل اپنے حال حلقہ تمہاری گیسوی مشکین کے ہیں وہ دم پاپوش سے جو قدر نہیں پیش بے ہنر نا پاک اختیار کرین راہِ پاک کیا صحرا میں جستِ خیز کا عالم نہ پوچھئے کیونکر مزانہ قندِ مکر کا دے کلام لجا کر تری گلی سے پھر آنا محال ہے پانی لگن کا چشمہ خورشید ہو گیا کیا جلد چل گئی ہو چلا چلاؤ کی	آنکھوں سے ہم لگائیں امامِ زمن کے پانو جب تک نہ سر چلے رو اُلفت میں بنو پانو ہیں اشتیاقِ دشت میں باہر کھن کے پانو جنسے نہ نکلیں آہوے دشتِ ختن کے پانو جو ہر شناس چوتی ہیں اہلِ فن کے پانو آلودگی میں رہتے ہیں زراغ و زعفران کے پانو دشت نے میرے پانو بنائے ہر کج پانو دھوکہ پٹے ہیں غالبِ شیریں سخن کے پانو بوجہل بنے ہیں ایسے کہ ہیں لاکھ سن کے پانو رکھا جو اُسے دھونے کو اند لگن کے پانو کوئی برس جو نہ بسا چمن کے پانو
--	---

ہر کچھ نہ کچھ بتوں سے غرض لے اتر تھیں

یوں دیر میں جو دابتے ہو برہمن کے پانو

رات کیا کیا نہ بڑا دردِ جگر مت پوچھو کچھ نہیں جانتی کب اُن سے ہوئی خصیت	کس خرابی سے کٹے چار پہر مت پوچھو اپنی حالت جو ہوئی وقتِ سفر مت پوچھو
--	---

چوڑ دینگے مرے کوچے سے وہ آنا جانا	غیر کے سامنے یا رومرا گھر مت پوچھو
کیا خبر پوچھتے ہو آہی چلی اسکی خبر	اپنے بیما محبت کی خبر مت پوچھو
ہمدومو کہہ تو چکے حال دل خون گشتہ	اب ہمیں تاب نہیں بارِ دگر مت پوچھو
محلِ غیر میں مری سے کئے چہرہ گلنگ	رات جس رنگ سودہ آئے نظر مت پوچھو
جان لو اہل ہنر کے لئے قسمت ہی شرط	مجھے اے اہلِ جان میری ہنر مت پوچھو
منزلِ عشق سے کوئی نہ سلامت نکلا	کتنے عشاق گنو جان سگرز مت پوچھو
چہرہ غیر ہے آئینہ ہمارے غم کا	ہمپہ جیسی ہی غایت کی نظر مت پوچھو
جانِ جان دیر نہیں میری گزر جانے میں	میرا کیا حال ہے تم وقتِ سفر مت پوچھو
کیون نہ تلخ مری زبست غمِ فرقت سے	جیسے وہ غیر سے ہیں شیر و شکر مت پوچھو
ہر شب ہجر نے سودا غ دے ہیں لہر	دغِ دل میرے تم اے رشکِ قرمت پوچھو
حضرتِ نوح جو ہوتے تو بلا میں پرتے	جیسے طوفان ہیں مری دینِ ترست پوچھو
دل ہی سوکڑے تو مڑگان ہیں ہیں ڈوبے	عمر کس رنگ سی ہوتی ہی ہرست پوچھو

کچھ خدا جانتا ہی جیسی بسر ہوتی ہے

زندگی ہے کہ مصیبت ہی اثر مت پوچھو

شامِ غربت سے تبرِ صبحِ وطن ہی ہمو

وضعِ احبابِ جان وجہِ محن ہی ہمو

غَمِ فِراغِ نَفْسِ مُرغانِ چمنِ ہر ہمسکو	سیرِ گلِ باعثِ اندوہ و محنِ ہر ہمسکو
تنگیِ حلفتِ دَمِ بندِ رسنِ ہر ہمسکو	دستِ خمِ گشتہ یارانِ مانِ گر و گلو
خصیمِ دیرینہ بہرِ چرخِ کمنِ ہر ہمسکو	کیون نہ دے داغِ کسی ماہِ جبینِ کا لہر
زخمِ ورنہ پئے فریادِ دہنِ ہر ہمسکو	بستہ کرتے ہیں بہ اخلاؤِ جفاؤِ قتل
لطفِ دیدِ طلبِ سیرِ ختنِ ہر ہمسکو	پر تو کیسے شکین سے یہ آئینہ دل
پیرِ ہنِ نن پہ جنونِ مِشلِ کفنِ ہر ہمسکو	شوقِ عریانی و چپا رگی صنعتِ آہ
صورتِ شمعِ کمانِ تابِ سخنِ ہر ہمسکو	اشکِ ریزی سوتری بزمِ مینِ او غیرِ شاہ
اکرمِ معجبہ تو بہ شکنِ ہر ہمسکو	دشمنِ تو بہ بہرِ فصلِ بہاری و غلط

جو را حباب و تمنائے سیاحت سے اثر
فخرِ ترکِ وطن و سیرِ دکن ہر ہمسکو

وہ جنسِ وفا ہم ملے یار کو	کہ ہونا ز جہرِ خریدار کو
بہلا اہتِ دول میں نظر آئے آپ	بہت ہم ترستے تھے دیدار کو
جو برعکس ہو آپ کا قول و فعل	ہم استدار سمجھ گئے اسرار کو
دوا کیا پلاتے ہو ای ہمدرد	اذیت نہ دو دل کے بیمار کو
بہت ابرو تا پھر ملک ملک	نہ پہنچا مری چشمِ خونبار کو

<p>غش آنے لگا بلبل زار کو جگہ دیتے ہیں پانو میں خار کو خدا بخشتا ہے گنگار کو</p>	<p>چمن میں جو نالے ہمارے سنے بری ہیں عداوت سے اہل طلق ڈرانے سے واعظ کے ہم کیا ڈرنا</p>
<p>اثر بے زری میں کرور ہیں تم اپنی فضیلت کی دستار کو</p>	
<p>ہے یہ یقین کہ پھر کسی تدبیر سے نہو باہر صد ابھی خانہ زنجیر سے نہو جو ہو تری نگاہ سے شمشیر سے نہو خوشتر صدا میں یار کی تقریر سے نہو بنش کا کام دین تصویر سے نہو</p>	<p>جو کام دل کا آہ کی تاثیر سے نہو لازم ہی راز عشق جنون میں نہاں ہی چاہی تو اک جہان کو کرے پل میں غول مطرب کہاے لطف فرا میر جس قدر چشم محباز وید حقیقت نکر سکے</p>
<p>پُر پیچ بک عقدہ تقدیر ہے اثر وایہ کسی کے ناخن تدبیر سے نہو</p>	
<p>دل کی بھن بڑھتی ہی جب لفظ کو سبھانی ہو کیسی ہی یہ بات کہو تو کیونکر مٹے کہلاتی ہو حضرت دل تم اپنے کئی پر آخر کو چھاتی ہو</p>	<p>یون ہی ابھی رہی دو کیون آفت سر لاتی ہو چپ چپ کے تم رات کو صبا غیر کو گھراتی ہو سنے ہو کب بات کی اپنی ہٹ پڑتی ہو</p>

<p>مدت پر تو آئے ہو ہم کچھ لین تکو جی بھر کے کیسا آنا کیسا جانا میرے گھر کیا آؤ گے انہیں چسکی جاتی ہیں ستوار کی سی صورتیں</p>	<p>آئے ہو تو شیر و حصار و زبان کیا آتی ہو غیر ان کے گھر جانے سے تم فرصت نہ پائی ہو جاگے کسی صحبت میں جو بنیذ کو اترا ماتی ہو</p>
<p>۴</p>	<p>دل سے اثر کیا کتنی ہو ہر جان کا سودا عشق بنا تم بھی تو دیوانے ہو دیوانے کو سمجھاتی ہو</p>
<p>تیرے شیر خفا شوق سے سر رکھتے تو کیا اسیرانِ قفس سیر کے خواہاں ہوئے تو ڈراتا ہی ہین تیغِ ستم سے قاتل مجرمِ عشق سہی دل تھا مگر مایہ ناز نہ</p>	<p>لیکن اغیار ہمارا سا جگر رکھتے تو آمدِ فصلِ بہاری کی خبر رکھتے تو عشق کرتے ہی نہیں موت کا ڈر رکھتے تو آبرو کی تم لے دینے تر رکھتے تو</p>
<p>دیکھے دل ہو گئے بیدل یہ کیا کیا تھے مال کوٹا ہی سہی تو بھی اثر رکھتے تو</p>	<p>کیا دل لگی سمجھتے ہو عاشق کی جان کو نیچی نظر سے دیکھتے ہیں آسمان کو ہم دیکھتے ہیں صانعِ مطلق کی نیچائی کو زمین نہو بغیر مکین کے مکان کو</p>
<p>ہر دم جو تیغ کینچنے ہو امتحان کو اشرار ساکنانِ درد و دستِ داغ زاہد بتوں کی دیدی تو بدگمان نہو وہ لہر بے فروغ جو ہو عشق سوتلی</p>	<p>کیا دل لگی سمجھتے ہو عاشق کی جان کو نیچی نظر سے دیکھتے ہیں آسمان کو ہم دیکھتے ہیں صانعِ مطلق کی نیچائی کو زمین نہو بغیر مکین کے مکان کو</p>

مضمون کو اوج ہر مری فکر بلند سے
پہنچی زمین غزل کی اثر آسمان کو

<p>دل خبردار کہ ہے کالی بھلا آنے کو کوئی کہنے کو گیا ہے کوئی تجا نے کو ایک دن بھی نہ گئے غیر کے سمجھانے کو کوئی ہشیار ہو ہشیار کو سمجھانے کو ہم تو تجھ سے سمجھتے نہیں تجا نے کو دور سے شمع جلاتی نہیں پروانے کو سیر پام آئے جو تم بالونکے سکھانے کو دونوں عالم نہیں کافی ترے بیجانے کو تو نے دیکھا بھی ہوا جس حور کو کاشانے کو روح اک روز ہر قالب سے نکھانے کو بھر پاپے کے گل رنگ سی پھانے کو محرم راز کوئی کرنا ہے بیگانے کو رنگ رخسار سے بلبل کرے پروانے کو</p>	<p>تجو بہن گیسو کا قصور ہے جگہ پانے کو دست چاہو ہر دے کے پہنچ جانے کو دستہم آتے ہیں ناصح مرا سر کمانے کو نماک سمجھانے ناصح ترے دیوانے کو جلوہ گر تو ہو جان کیوں اسے کتبہ پہن قریب مشرق ہو کر ماری ایندھ کا سبب ایک عالم کو ہوا مہر قیامت کا گمان تجھے یوسف کو کوئی مول کی کیونکر آیا صفت جنت مری آگے نہ بیان کر غلط قید خانے میں رہی یوسف کنعان کی تک دھوم سے آئی ہر گلشن میں بہار اوساتی گل کا احوال کہا تو نے صبا سے بلبل جلوہ فرما ہو اگر نرم بین وہ غیرت گل</p>
---	---

کثرتِ بادۂ گلرنگ مبارک رندو
 دلِ صد چاک کی تقدیر پہ رو دیتا ہوں
 مجھے بے زرنی بھی دو جامِ پئے اساقی
 سوزِ عاشق کے ہوا کرتے ہیں معشوقِ شیک
 مہربان تمکو کیا غیر نے کسِ معرفت سے
 ور کا شغل تو اچھا ہے مگر اے زاہد
 اہلِ دنیا مجھے سرشارِ نظر آتے ہیں
 غیر کی لاش پہ تیرے زبانِ بند رہی
 شکوہِ رزقِ زبان پر نہیں لاتے شفق
 حورینِ نا جنس ہیں کیا آنسے مزا آئے گا
 عاجزِ کشتِ تنہا کو ہر کرتی ہے
 بزمِ میں آئے جو تیرے رخِ روشن کو تیرے

اشرفی بوتل ابھی بکھتی ہے دو آنے کو
 گیسوِ یار میں جب دیکھتا ہوں شانے کو
 رکھے آباد اتنی ترے میخانے کو
 ساتھ پروانے کے ہی شمع بھی جل جانے کو
 اپنا افسانہ بنایا میرے افسانے کو
 کون گننا رہی تیسرے کے ہر دانے کو
 خلقِ دیوانہ عبت کہتی ہے دیوانے کو
 لبِ جان بخش سے کیا آپ ہیں فرمانے کو
 دل دیا ہے انہیں اسد نے غم کھانے کو
 اپنے اعمال کی زاہد ہی سزا پانے کو
 خاک سے نشوونما ہوتی ہے پروانے کو
 شمع پروانگی قتل دے پروانے کو

جس سے کل نیند نہ آئی تھی اشرفی رت

آج آغا دیکھا پر اسی افسانے کو

ہے خدا سے وصال کا پھلو

اُس بتِ بیشال کا پھلو

سوچ کر آدمی کرے وہ کام	جس میں ہو آہستہ سال کا پھلو
خال و ابرو میں یوں جل جھڑج	ہو دباے ہلال کا پھلو
دیکھ کر رخ کسی کا اے موئے	ہمنے بد لا سوال کا پھلو
کیون نہ اُسکے دہن پہ حجت ہو	اس میں ہر قبیل و قال کا پھلو
ماہ کو تیس دن کی گردش میں	ایک شب ہر کمال کا پھلو
دشمن بد خیال کیا جانے	ہو جو اپنے خیال کا پھلو
مرد دنیا سے دور رہتی ہیں	خوش نہیں پیر زال کا پھلو
عشق اک بوفاسے کر بیٹھے	کچھ نہ سوچے مال کا پھلو
ماہِ کامل کو صبح ہوتی ہی	نظر آیا زوال کا پھلو
دل دیا اُسکو اک نگاہ کے ساتھ	نہ بلا دیکھ بھال کا پھلو
ہفت کی مے مے لگی اے قاضی	ڈھونڈھا اسکے حلال کا پھلو
غیر کے گھر بجا سکے وہ رات	نہ بلا اُنکو چال کا پھلو
ہو بجے غیر سے نہ گرم سخن	اس میں ہوا اشتعال کا پھلو

تو جگہ پائے اُسکے پہلو میں

ہے اثر یہ محال کا پھلو

ہائے ہوز

موسیٰ کی طرح کرتی ہے ہر دم سوال آنکھ	اگر کہنتی ہو بس کہ حسرت دید جاں آنکھ
لاے کھانے طاقت دید جاں آنکھ	کب تک جو دیکھ سکتی ہو اے ذوالجلال آنکھ
بیوجہ عند لیب نہ مجھ پر نکال آنکھ	سیرِ حسن کو آیا ہوں گلیچین نہیں ہو نہیں
صنیم کے رنگ رکتی ہر خونی شہنشاہ آنکھ	تو نے جنون وہ دشت دکھایا مجھو جان
بے اختیار مہشتی ہو سوے ہلال آنکھ	مشاق کیوں نہ خلق ہوا بروے یار کی

لب ہی سے اے اشر نہیں اظہارِ غم کی شکل
چہرہ ہے عرضِ رنج بیانِ ملال آنکھ

قدرتِ حق دیکھتا ہوا اپنے گھر میں آنے	کیوں رہی حیران نہ دستِ میر میں آنے
بنگیا آنسو کا قطرہ چشمِ تر میں آنے	محو حیرت کس قدر اپنا دل محزون ہوا
آگیا ہر سو نظر دیوار و در میں آنے	روئی جانان جس مکان میں ہو گیا پر تو گز
جس طرح رہتا ہی حیران اپنے گھر میں آنے	اُسکے گھر میں ویسی ہی حیران پڑی تیرے ہر دم
عکسِ تن سے بنگیا خنجرِ کمر میں آنے	دیکھ اے قاتلِ صفائی حسن کی تاثیر کو
سنگِ خاک آلود ہوا اپنی نظر میں آنے	جیسے دیکھا ہی ترے رویِ صفا کو صنم

پھوٹ نکلا ہی کہاں اُسکی سیہ بختی کا رنگ

بنگیا اٹا تو دستِ اثر میں آئے

<p> بلبِل رہی قفس میں بلا و محن کے ساتھ ہو دل کو ربطِ اک بت شیریں ہر کچھ ساتھ ہم کعبہ و گنشت کو جھکڑے سے پاک نہیں ہو آتش بیان ہی صورت آبادی چمن قاتل نہ آیا باز ترا خنجر مرثہ وا غطا نہ میرے سامنے سرگرم و غطا ہو اک دن ضرور آہ کا عالم دکھائیگا جب تک چکٹ جائے خطا ہی خطا ہو یا صحرا ہی میں قمیص کے ہدم بنو ہے اعلیٰ سے ربط رہتا ہو اسفل کو کبٹام کچھ چون جو گرم نالے ترے قد کی یاد میں درکار تیر و تیغ نہیں قتلِ حلق کو کرتا ہو اجتنابِ زلیون سے ہر شریف منصور تنگ کو اپنے کلامِ فنون سے نکل آئے بھی گئے بھی بہارِ چمن کے ساتھ کیونکر نہ آئے ذکر مرا کو کہن کے ساتھ تیری طرف ہیں شیخ نہ ہیں برہن کچھ ساتھ کیون لاگ باغبان کو ہو مرغِ چمن کچھ ساتھ دل پر ہیں زخم تازہ بھی زخمِ کہن کچھ ساتھ نسبت نہیں مجھ کو دل کی جلن کے ساتھ چشمک پُرانی دل کو ہو چرخِ کہن کے ساتھ تشبیہ تیری زلف کی مشکِ ختن کے ساتھ صحبت نہا ہی کوہِ مین بھی کو کہن کے ساتھ ہو روح کو دور و زہ تعلق بدن کے ساتھ قمری بھی جھکے خاک ہو سرِ چمن کے ساتھ ہو بانک پن کیسیکا عجب سادی پن کے ساتھ رہتا نہیں ہما کہسی زارغ و زغن کے ساتھ آخر پڑا معالہ دار و رسن کے ساتھ </p>	<p> بلبِل رہی قفس میں بلا و محن کے ساتھ ہو دل کو ربطِ اک بت شیریں ہر کچھ ساتھ ہم کعبہ و گنشت کو جھکڑے سے پاک نہیں ہو آتش بیان ہی صورت آبادی چمن قاتل نہ آیا باز ترا خنجر مرثہ وا غطا نہ میرے سامنے سرگرم و غطا ہو اک دن ضرور آہ کا عالم دکھائیگا جب تک چکٹ جائے خطا ہی خطا ہو یا صحرا ہی میں قمیص کے ہدم بنو ہے اعلیٰ سے ربط رہتا ہو اسفل کو کبٹام کچھ چون جو گرم نالے ترے قد کی یاد میں درکار تیر و تیغ نہیں قتلِ حلق کو کرتا ہو اجتنابِ زلیون سے ہر شریف منصور تنگ کو اپنے کلامِ فنون سے </p>
---	--

<p>اللہ خیر کچھو نازک بہت ہے دل گلگشت میں ہی چین نہیں اہل در کو اہل وطن میں جب نہو مہر و وفا کا نام از بسکہ محبو خاک میں ملو کا شوق ہی</p>	<p>رہنا ہوا سکو ایک بت لشکر کے ساتھ ہم نالہ کش جس میں مین مین مرغ چین کے ساتھ کیونکر ہو آدمی کو محبت وطن کے ساتھ انہو کی طرح رہتا ہوں گورو کفن کے ساتھ</p>
	<p>دست جنون کو شغل پس مرگ لے اثر ہوگا کفن کر ساتھ جو ہے پیرہن کے ساتھ</p>
<p>دل سے کیا پوچھتا ہی زلف گرہ گیر ہو چھ میری جانبازی کی جو ہر نہیں دشت چھیر پسٹر حال کو جاتی ہو کہاں لے لیلی واقف راز نہیں پیر مغان سا کوئی واقف لذت آزار نہیں ہر کوئی گر می شوق نہیں ہی تو دہن میں ایو شمع الہی کیون پرتی ہی تدبیر یہ ہم کیا جانیں مجھے لے داو و محشر ہی یہ پیش کسی</p>	<p>اپنے دیوانے کا احوال تو زنجیر سے پوچھ کچھ کھیلے ہیں تری شمشیر یہ شمشیر سے پوچھ قیس کی شکل ہی کیا قیس کی تصویر سے پوچھ ہی دلا پوچھنا جو کچھ تجھے اس پر سے پوچھ کیا مرا غم میں ہی یہ عاشق دگر سے پوچھ کس لئے تیری زبان لیتا ہی کلگیر سے پوچھ کون الٹ دیتا ہی اس راز کو تدبیر سے پوچھ پوچھنا ہی تجھے جو کچھ مری تقدیر سے پوچھ</p>
	<p>یون تو استاد فن شعر بہت سی گرزے</p>

اسکو کہتے ہیں غزل گوئی اثر میر سے پوچھ

<p>بے چین ہیں مرغانِ قفس اور زیادہ گرتی ہیں نجاست پہ گس اور زیادہ جب دے چکے دس دیخو دس اور زیادہ آنے لگی آوازِ جرس اور زیادہ ارشاد کی حاجت نہیں بس اور زیادہ عمر اپنی ہوئی چند نفس اور زیادہ سعد تو لے ابر برس اور زیادہ تو اپنی کمرِ مجہپہ نہ کس اور زیادہ کہتے ہیں وہ ہنکر کہ برس اور زیادہ لازم ہو کرے گشتِ عس اور زیادہ مہینے سے ہو تیز فرس اور زیادہ دنیا میں رہیں چند نفس اور زیادہ</p>	<p>ہر چو شہس بہار اب کے برس اور زیادہ نہ ہونے پہ ہوتی ہر ہوس اور زیادہ کر دیجئے ہوسوں کے عدد بس میر جان ہشیار ہو مجنون کہ قریب آگئی لبیب کیا ذکر عدو سے متی غرض جان گئے ہم کیا جائے مسرت ہو اگر عمرِ عدو سے جانے کو جو چاہی تو وہ بت جانے سکا آج میں تیری نزاکت سو ڈرا جاتا ہوں قاتل جب اپنی ترسنے کو بیان کرتے ہیں اُنہ ہر کانِ حسین دزدی ل کرتے ہیں گھر بڑھتی ہی سو غم سے طبیعت کی روانی ہر پیر و جوان کو یہی ہوتی ہے تمنا</p>
---	--

پیری میں اثرِ شامتِ اعمال سے کثیر

ہوتی ہر جوانی کی ہوس اور زیادہ

یائے تختانی

اداولون کی یہ بھی اک ادا ہے	جفاکاری کے پردے میں فاجر
اسی مرنے میں جینے کا مزا ہے	کسی محبوب پر مرننا بجا ہے
خدا سے حشرِ ناہند و سدا ہے	قیامت سے عبث تو ڈر رہا ہے
کمالِ حسنِ اُس مہ کا جو تھا ہم	ریگناؤج پر جبار رہا ہے
مگر بے مدعا ذاتِ خدا ہے	خدائی جلوہ گاہِ مدعا ہے
جسے ہم درد سمجھے ہیں دوا ہے	نپاؤ اہلِ رنج و غم قضا ہے
فنا ہو جافنا ہی میں بقا ہے	دوامی زندگی ہے ترکِ ہستی
خدا جانے کہ یہ ہنگامہ کیا ہے	جسے کہتے ہیں عالمِ اہلِ دنیا
زبانِ حال کہتی ہے خدا ہے	جہان ہی جلوہ گاہِ ذوالارادہ
نہ ہم اُس سر نہ وہ ہمیں جدا ہے	سمجھ کے پیر سے لاتی ہے دوری
عجب پر زور نقشِ بویا ہے	مراغرتکدہ ہے مرجعِ خلق
شکستِ شیشہ دل کی صدا ہے	نفان کہتے ہیں جب کوئے شکر
یہ تاخیر نگاہِ سرمہ سا ہے	افلاک کو پیکرِ سرمہ بنا دے
زمین اسکی زمین کر بلا ہے	مقامِ امتحان ہے کوچہ عشق

<p> جفا سے باز آنا بھی جفا ہے ہماری خاکساری کی کیا ہے خدا جس بادبان کا ناخدا ہے نظر میں خار ہی جو گل کہلا ہے شکستِ دل کی خاطر موسیا ہے آگس جو یائے خوانِ غنیا ہے مگر دل اور ہی کچھ ڈھونڈتا ہے عجب ترکیب سے انسان بننا ہے خدا بندوں کو اپنے چاہتا ہے جو بیگانہ ہی وہ بھی آشنا ہے خدا سے ہر گھڑی کا سامنا ہے رضا میری ہی جو تیری رہنا ہے قدم وابستہ ذاتِ خدا ہے بتاتا ہوں محبت چیز کیا ہے محبت ہر طرف جلوہ نما ہے </p>	<p> طلبکارِ جفا کو لے جفا دوست قدم لیتے ہیں اپنا صاحبِ زر اُسے بادِ مخالفت کی ہی کیا ڈر کسٹھنا ہی چمن آنکھوں میں بویا ترا اک حرفِ اُلفت کی سنگمر قناعت ہی مجھے نانِ جوین پر کرو روغنِ نعمتیں ہیں اس جان میں بہم ہیں عالمِ اعلیٰ و اسفل اُسی کے ہیں۔ پہلے ہیں یا بڑے ہیں جہان کو دیکھتا ہوں اک نظر سے نہیں موقوف مرنے پر حضوری خدا سے قول ہی اہلِ رضا کا بری ہی ابتدا و انتہا سے سنو لے اہلِ معنی اس بیان کو جو دیکھے دیدہ حق میں سی کوئی </p>
--	---

محبت ہی بنائے ہر دو عالم	۳	محبت سے ظہورِ ماسوا ہے
محبت سے بنی ہیں عرش و کرسی	۴	محبت باعثِ ارض و سما ہے
محبت کا بہت برتر ہے پایہ	۵	محبت کا بڑا ہی مرتبہ ہے
محبت ہی صفاتِ کبریا سے	۶	محبت عین ذاتِ کبریا سے
محبت شانِ ہر مردانِ حق کی	۷	محبت شیوہِ اہل و فاسے
وہ کافر ہی نہیں جس میں محبت	۸	دل اسکا موردِ قہر خدا ہے
اگر بالفرض زاہد ہی خدا دوست	۹	محبت جب نہیں انسان کیا ہے
خدا فی میں جو ہے انسانِ شرف	۱۰	محبت کا شرف اسکو ملا ہے
نہ پوچھو حال کچھ اہلِ ہوس کا	۱	ہوس سرمایہ رنج و بلا ہے
قیامت کی تسائیں ہیں لسن	۲	درونِ سینہ اک محشرِ بیا ہے
جب اپنی فعل کا بندہ ہو مختار	۳	پھر اس پر فہم ہی اسکو ملا ہے
اگر حکمِ خدا کو میں نہ مانوں	۴	خطا اسکی نہیں اپنی خطا ہے
دل بے غم اثر ہے مضغہ گوشت		
وہی دل ہے جو غم کا مہلا ہے		
دولت نہیں ملتی ہرگز نہیں ملتی		جس چیز کی طالب ہے طبیعتِ ہستی

زاہد کو کہا کس نے کہ جنت نہیں ملتی
 پھر یہ تم سے چاند کی بصورت نہیں ملتی
 بدست چوڑی ہو تری بیداد کا خوگر
 آتی ہو مگر اس گل رعنا کی گلی سے
 ہو دارِ پیالے جو تری تیغ جفا کا
 کیا غیر ہوا طالبِ آزارِ سنگد
 ایذا کا طلبگار رہا کرتا ہو ایدل
 رند و گمراہ کتنی ہو چپ بھی ہو غلط
 کیا ظلم ہو صیاد اسیرانِ قفسِ ر
 ثابت ہوا فریاد تری کو کہنی سے
 سینہ تو مرارا نہ محبت سے بہا ہو
 گلزارِ جہان سیر کے قابل تو ہو لیکن
 کیا کوئی ترانے کہ میں آخر کو ہو کیا
 اب بسترِ غم پر ترے بیمارِ جفا کو
 دل کو نسی ساعت میں یا نہا تجھ کو

ہی کو فسادہ کام کہ اجرت نہیں ملتی
 زلفوں نے شبِ تار کی رنگت نہیں ملتی
 بے رنج سے جان کو راحت نہیں ملتی
 لے باو صبا تیری طبیعت نہیں ملتی
 ظالم مجھے دم لینے کی فرصت نہیں ملتی
 اب تیری جہاں میں بہن لذت نہیں ملتی
 کیا تنہو اذیت میں اذیت نہیں ملتی
 اس سخت کلامی سے توجہ نہیں ملتی
 فریاد کی بھی انکوا اجازت نہیں ملتی
 کچھ کیجئے مزدوری اُلفت نہیں ملتی
 اغیار سے خالی تری صحبت نہیں ملتی
 کیا سیرِ کربین سیر کی فرصت نہیں ملتی
 جب گم شدگی کو مری تربت نہیں ملتی
 پہلو کے بدلنے کی بھی طاقت نہیں ملتی
 افسوس کہ اب مجھ کو وہ ساعت نہیں ملتی

<p>دنگو کہی ہوتا ہی نہیں دل سے تعلق اکبر سمجھ خاک در شاہِ نجف کو اے فلسفی تو عقلِ ترا ساتھ ہمارے تشبیہ تو دین چاند کو چہرے تمہارے صحرائے محبت میں دلِ گم شدگان کو</p>	<p>جہت کہ طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی بے عشق علی فقر کی دولت نہیں ملتی اثباتِ دہن پر بہنِ حجت نہیں ملتی دعواہ مگر کوئی بھی نسبت نہیں ملتی کچھ آپسے اے خضر ہدایت نہیں ملتی</p>
<p>کیا حالِ دلِ زار اثرِ منجھو سنائے بیچارے کو گفثار کی فرصت نہیں ملتی</p>	
<p>سمجھایا بہت دنگو سمجھانے کو کیا کہئے آتے ہی چلے جانا کیا آنا ہی کیا جانا ہر شمعِ ستم آرا جو کہئے اُسے کہئے بتخانہ و کعبہ میں یکساں ہے ترا جلوہ</p>	<p>دیوانہ ہی دیوانہ دیوانے کو کیا کہئے اس آنے کو کیا کہئے اس جانے کو کیا کہئے پردانہ ہی پردانہ پردانے کو کیا کہئے کعبہ تو ہوا کعبہ بتخانے کو کیا کہئے</p>
<p>کیا کیا نہ کمالِ انسان کرتا ہے اثرِ پیدا صدِ حیف مگر اُسکے مرجانے کو کیا کہئے</p>	
<p>سمجھ کے دل نے مزی یار کی جفا کو لئے اتری ہر شست ہر اسے یارِ بیوفائی کی</p>	<p>دیوانِ زخم کھلے شورِ مرجا کے لئے وفانہ تیرے لئے ہے نہ تو وفا کے لئے</p>

<p>جہان کی خیرین حال عاقبت معلوم جیم کیا ہے گھٹکا ر عشق کو دوا عطر نخل کے سینے سے جائے تو پہر کمان جائے رقیب آیا ہے لیکر پیام دبر کا گئی نہ عشق حسینان میں اپنی خود داری خبر جو بیگئی گلشن میں تیری آمد کی مری طرف سے وعدہ کی طرف پر ایام نہ طپان ہو محبس سینہ میں اپنا دل قاتل انہیں خبر نہیں کسی خاکساری کی مدار عالم اعلیٰ نہیں ہے اسفل پر نہ اپنے در سے اٹھا مجھ کو لے شہِ خوبان</p>	<p>بتو نے عشق کرے کیوں کوئی خدا کو کٹر خدب اور کوئی گھر مری سزا کے لئے یہ وسعت اور کمان نالہ رسا کو لئے بہانہ چاہے کچھ آمدِ قضا کے لئے ہلی زبان نہ کہی عرض مدعا کو لئے تو بڑھ کے شوق میں گلِ ناز قدم صبا کو نکالا آپ نے یہ رخ نیا حیا کے لئے بنادے تیرے روزن کوئی ہوا کو لئے جو خاک چھانتے پرتے ہیں کمیا کو لئے ضرور جسم نہیں روح کی بقا کے لئے ستم روا نہیں رکھتا کوئی گدا کے لئے</p>
--	--

زبان کھلی ہی نہیں اضطرابِ لہو اثر
 اٹھائے رکھو باتوں کو ہم دعا کے لئے

یہی نہیں ہو کہ دلکی دھڑکن رہی گی جب تک کہ جان رہے گی
 یقین ہو سکا کہ بعدِ مردن حسد بھی اپنی تپان رہی گی

بہارِ عیش و نشاط کیسی شگفتہ کیا ہوں گلِ تمنا

تر و گلستان میں بلبلِ دل خزان رہی ہر خزان رہی گی

شبابِ شاعر ہی عہدِ پیری کلام کا زور کم نہوگا :

رہی گی جب تک کہ جان بدن میں طبیعت اپنی جوان رہی گی

وہ نعمتیں ہیں تری حُسنِ ایا کہ وجد ہوتا رہی جس سے دلکو

رہی گی فرطِ طرب سے رقصانِ ہن میں جب تک نہ بان رہی گی

چہاؤن میں لاکھ سوزِ غم کو فغان کا شعلہ بھڑک اٹھے گا

دل دگر جب اشرِ جلیں گے : آگ کیونکر مہمان رہی گی

کشتیِ مریِ نجات کے ساحلِ سو جا

چلائے ہم کہ ہم کو دلِ مبتلائے

خوگر ہے جسکے ناز کا وہ ایخدائے

جنت میں دل دکھانے کو وہ بیوقائے

وہ غیر کی گلی میں بے ہی تو کیائے

آنسو میں بخت ہائے دل زار آئے

کیا اے جنونِ اسی کے لئے دستِ پا

یا رب ترے کرم کی موافق ہوائے

روزِ ازل جو پوچھا گیا کس کو کیائے

حوروں سے دل کو لطف پس مرگ کیائے

یا رب یہی سزا ہمیں روزِ جزائے

انہا اسی کو کہتے ہیں اے بختِ نارِ سا

آیا خیال میں جو ترا خنجرِ مرثہ

چائے کوتاہِ تارِ کروں دشت میں پہرہ

<p>ایسی کوئی شراب مجھے ساقیا ملے حضرت مجھے تو آپ بڑے با خدا ملے آنکھوں پہ رکھ لیں خارا گر زیر پا ملے خجکویہ عذر کیا ہے کہ عذرِ جفا ملے</p>	<p>بدست جاؤں داور محشر کے سامنے اس اتفاق پہ شیخ جی حوروں کا اشتیاق دشمن کے دل کو بھی نکرین پائمال ہم ظالم تری جفا میں نہیں عذر کچھ ہمیں</p>
<p>عجلت سے رفتگانِ عدم کی ہم لے اثر پیچھے تو رہ گئے تھے مگر اُن سے جا ملے</p>	
<p>یہ سچ ہے کہ بادل جو گرے نہ برے مگر لاشِ دشمن گئی ہے ادھر سے انہیں دیکھنے کو مری آنکھ تر سے لہو کیوں نہ ٹپکے مری چشم تر سے کہ جیسے شجر کو ہے زینت ثمر سے لگانا ہوں آنکھوں سے دل سے جگر سے بچی جان تیری بڑے دردِ دوسر سے فسانہ مرا لکھتے ہیں آبِ زر سے بڑا کام نکلا دعائے سحر سے</p>	<p>جتا تا ہے اُلفتِ عدو شور و شر سے وہ آتے ہیں روتے ہوئے اپنے گھر سے نظروہ ملائینِ عدو کی نظر سے دکھاتے ہو غیروں کو دوستِ خنائی جہان میں ہنر آدمی کا ہے زیور ترانہ شوقِ پاکِ مری حبان سبکدوشِ غم سے ہوا کو کہن تو میں عاشقِ تہا رنگِ طلائی کا آنکے شب وصلِ دشمن کی جگڑے میں گری</p>

اگر موت لکھی ہے دستِ عدو پر	نہیں کوئی چارہ قصہ و قدر سے
اثر کی دھارنگ تاثیر لائی ہے وہ گل کہنچ ہی آیا دعا کے اثر سے	
وا حسرتا وہ بزم وہ صحبت نہیں ہی جب دوستوں کو ہم سے محبت نہیں ہی کس کا ریسح شدت آزار نے کیا واعظ کا ہر بیان کہ آئینگی ایک وز دل احتیاط وضع سے لے آہ تنگ تھا وہ دل نہیں ہا وہ طبیعت نہیں ہی ہم کو بھی اُن سے جائے شکایت نہیں ہی اچھا ہوا علاج کی حاجت نہیں ہی کس دن تری گلی میں قیامت نہیں ہی اب شاد ہے کہ ضبط کی طاقت نہیں ہی	
دل کو غنی طلب سے کیا یا س نے اثر ملنے کی چاہ وصل کی حسرت نہیں ہی	
دل ہر ترے ستم کا طلبکار اور ہی تیرا قد کشیدہ ہر شمشادِ باغِ حسن جاتا ہے تیکڑے کو جو وہ طفلِ مہین اہلِ دل کو گنجِ قناعت کیا نصیب پہر اسکی تیغِ ناز کے اگر جھکاؤں میں اک ہاتھ کہنچ مرے دلدار اور ہی طرہ ہر اُسپ طرہ دستار اور ہی کافر کو زیب دیتا ہر زنا اور ہی رز کے حریف ہوتے ہیں زنا اور ہی یار ب مجھ حیات دی اکبار اور ہی	

دانا فریب حسن سے پاتے نہیں بان	پہنتے ہیں دام زلف میں ہشیار اذہی
دارالشفاسمجہ کے گئے کوئے یار کو	مٹی میں مل گیا دل سمیسا اور بھی
لے دل نہ پوچہ کشمکش بندگی عشق	ہے وصل یار حیر سے دشوار اذہی

جائے اشرکہاں تری سرکار چہرہ کر
ہے او مرے خدا کوئی سرکار اور بھی

آوازِ صورت کون سے نگا خار سے	میکش تو اٹھنے والے نہیں ہن مزار سے
پٹایا اُسے غیر کو اپنی کنار سے	یہ کم نہیں ہر محب کو عذابِ رخسار سے
امسال ڈر ہی جوشِ فصل بہار سے	شاخیں نہ پھٹ پڑیں کہیں ہو پونہاں سے
لائی شمیم گیوے مشکین یار سے	یا اے نسیم آتی ہر دشتِ تار سے
گلشن میں آمد آمدِ فصل بہار سے	دل بلبون کے جانے لگے اختیار سے
پیری میں دکور بڑا ہر اک گل عذار سے	اپنی خزان ہی کم نہیں فصل بہار سے
ہر وہ سیح دم مری لیلیٰ جو قم کے	مجنون کفن کو پہاڑ کے نکلے فرار سے
کیا ہی کیا ہے خشک محبت توئی ارجو	ڈرتے ہیں خارِ دشت مر جیسم زار سے
پہیلا کے پانچپن سے لیٹے جہاں شہر	اے دل کوئی مکان نہیں بہتر مزار سے
ہم خاک ہو کے کوچہ جانان میں گہری	مرنے کے بعد بھی نہ ٹلے کوئی یار سے

<p>شتر سب دگی جرم دلیلِ نجات ہے آزاد باغِ دہر میں رہ سہرو کی طرح اے دل تری مراد بڑائیگی ایک روز</p>	<p>ہوتا ہے شتر سار خدا شتر سار سے مطلب نہ کچھ خزان سے نہ جہت بہار سے مایوس ہو نہ رحمت پروردگار سے</p>
<p>اگر تا ہوں ضبط آہ و گرنہ ابھی اثر جلنے لگے جہانِ نفسِ شعلہ بار سے</p>	
<p>خونِ دل جاری جو ہر دم اپنی چشم تر سے ہے سارے عالم کو نگلے چرخِ ستم پرور سے ہے</p>	<p>اُن نگاہوں کا تصور تیر تر نشتر سے ہے مجھ کو بے مہری کا شکوہ اک مدیہ نور سے ہے</p>
<p>بکھیر و نئے اے موت فرصتِ بھٹی بنا ماسوا کی محبت ہوئی یہ آئینہ روئی یہ تہر کا دل چلا بے خطر راہِ حق پر جو حر پلا ہی دیا شیخ کو جامِ مے خدا کی طرف سے ہی عظیم دمِ مرگ جب مشکلیں آ پڑیں قدر آرا ہوا وہ جو معشر کے دن</p>	<p>عجب روح کو تجھے راحت ہوئی اسی سے جدائی کی صورت ہوئی تجھے دیکھ کر سخت حیرت ہوئی خدا کی طرف سے ہدایت ہوئی بڑی تھے رند و کرامت ہوئی نبوت ہوئی یا امامت ہوئی مددگارِ حیدر کی الفت ہوئی قیامت میں برپا قیامت ہوئی</p>

مے کیا دلِ گم شدہ کا سرخ مرا حالِ جانسوز جہدمِ شنا ترے کشتہ ناز کو دیکھ کر	کہ کہوئے ہوئے مسکودتِ یوی عجب شمعِ محفل کی حالتِ یوی سچا کو مرنے کی حسرتِ یوی
خدا کے تصرف میں ہرے اثر محبت ہوئی یا عداوت ہوئی	
راہ پر کب تو اے صبا آئی تیرے مجورِ غمزہ کے لئے موت کا اشتیاق جب کو تھا سخت جانی سے جی بجا ورنہ نکمتِ زلفِ عنبرین پہیلی یوں ہی آنا جو تھا طبیعت کا صحبتِ حور میں کرنیکے کیا	بلبلِ وگل میں جا لگا آئی رات آئی کہ اک بلا آئی غنیمتِ آئی اُسے تو کیا آئی جان ہونٹھون پہ بار ہا آئی کسکے کوچے سے اے صبا آئی ہائے کیوں اُس پہ ایخدا آئی یادِ جہدمِ تری ادا آئی
اُسکی چتون پہ تہی اثر کی نظر کہ اسی حال میں نصرتِ آئی	
محبت میں جگر ٹکڑے ہو آنکھوں سے ٹپکے	مگر منہ سے نہ نکلی بات جس سے آرزو ٹپکے

کسی گیسو کو سو دین جمر و دُن بزم میں ساقی
 اگر نظارہ گلشنِ گردن اُس گل کی وقت میں
 دل انداز سان کیونکر قرار آئے مجھے دم بہر
 تارے کی چاک ہو آشکارا قطرِ قطر سے
 ترا خنجرِ ثجا بے پیاس اپنی شوق سے قاتل
 وہ ہی بے قید رستی میں ہو جس سے راز فاش لے
 تماشا ہم جو دکھلا میں بہارِ غم کا اگلا رو
 مری احوال پر سی کر کے دو آنسو گرا دینا
 بتوں کے عشق میں ہم بے غرض آنسو بہا کر
 مری جانب سے گو بہر تار ہا دم دوستدار کیا
 تیری شمشیر ابرو نے گراے تیغِ زن کتنے
 پشیمانی ہمیشہ ہی نتیجہِ سخت گوئی کا
 سو روتے نہ دیکھا بوند بھر ہی ابرِ گریبان کو
 نہیں افشان گری تیری جبینِ نور افشاں سے
 صبا دھولین جڑے گردہ تری رخ سو ملا کر

بجائے اشک آنکھوں سے شرابِ مشکبوٹیکے
 چہبے وہ خارِ غم دل میں کہ آنکھوں سے لہوٹیکے
 سراپا خون ہو کر میری آنکھوں سے جو توٹیکے
 جو تیرے رویِ روشن سے عرقِ ای ماہر ٹیکے
 یہ کیا ممکن کہ اک قطرہ لہو ز یگر ٹیکے
 نہیں مینا نے میں رکھنے کے قابل جو سوٹیکے
 لہو چشمِ عنادل سے چمن میں چار سوٹیکے
 لگا دٹ ایسی باتوں سے نہ کیوں کی حیلہ جوٹیکے
 وہ آنکھیں ہو پٹ جائیں جنبہ ز اہر زوٹیکے
 مگر ہر بات سے ناصح کی اندازِ عدوٹیکے
 بہت ناوک فگن تیر مرثہ سے جنگجوٹیکے
 نہ امت تیری باتوں سے نہ کیوں کی تند خوٹیکے
 مری مرگنا سے ہر دم خون کو قطرے سوٹیکے
 فلک سے یہ تارے وصل کی شب ہر ٹیکے
 پسینا نکلے روے گل سے رنگِ آبروٹیکے

<p>اثر یوں تو رہو خاموش ہم آنکھیں کئے نیچے مگر آنسو کے قطرے سنکے آنکھی گفتگو شے کے</p>	
<p>بیدلی سو گور کا پہلو نظر آیا مجھے اپنے دل پر جب نہ کچھ قابو نظر آیا مجھے یا فرنگستان میں ہندو نظر آیا مجھے</p>	<p>غیر کے پہلو میں جدم تو نظر آیا مجھے یار کو قابو میں نہ کر اُس کو قابو کیا گورے گور کو کال پر آیا نظر خال سیا</p>
دیگر	
<p>تم اپنا کام دیدہ ناکام کر چکے ہم بقیہ ارنہ بر میں آرام کر چکے</p>	<p>رسوا جہان میں خلق میں بدنام کر چکے مرنے پر بھی رہا جو یہی اضطراب</p>
<p>بدنامیوں کا خوف جو یوں ہی لگا رہا ہے تب آپ عاشقی میں اثر نام کر چکے</p>	
<p>یوں نہ بیکار ہم جئے ہوتے ہم خطا اور بھی کئے ہوتے کس توقع پر ہم جئے ہوتے جیب و داماں مری سئے ہوتے چند بوسے ہی دے دئے ہوتے</p>	<p>دل کی کو اگر دیے ہوتے کاش اے رحم داور محشر جب نہیں آس زندگی کیسی سوزنِ خار کو لازم تھا دل گدا کا نہ مفت لیتے آپ</p>

کھٹے کیونکر اشرہ بار کے دن
مے سے توبہ اگر کئے ہوتے

<p>دعا ین مانگتے ہیں بادہ خاراون کی فضا ہے رنج فرا لے نکھار ساون کی فلک کے سر پہ گمشا ہے سوار ساون کی غزل ہی اپنی عجب آبدار ساون کی گلو نئے ہے جو ہوا ہمکنار ساون کی بہار رخ پہ ہو ترے شارساون کی خا جلے گی برنگ چنار ساون کی ہوا ہوئی نہ مجھے ساز وارساون کی بنی ہے کالی گمشا زلف یارساون کی بہار دیکھتے ہیں گلعدارساون کی خزان اپنی نظریں بہار ساون کی گمشا کرے نہ تجھے سنگسار ساون کی ہر ایک بوند مجھے ہے کٹھارساون کی</p>	<p>انشاط خیر ہے ساقی بہار ساون کی ترے بغیر نہیں کچھ بہار ساون کی ہوا کے گھوڑے پہ ساقی چڑھی سستی شارجن پہ ہوں گوہر وہ میری مضمون ہیں مہاک ہی تیری گریبان کے بو کی اگل تر جو زلف کہو ہو میکشی کو باغ میں جا چمن کو پنچہ رنگن جو تو دکھائیگا بغیر بادہ گلگون جسکے باب رہا یہ وقت ہر کہ سیہ ست ہم ہی ساقی چمن میں ہر تے ہیں دریا کی سیر کرتے ہیں جو روبرو نہیں آنکھوں کے ساقی گلو ہمارے شبیشہ دل کو نہ توڑے غلط ترے فراق میں ساقی سو میں فنا ہوں</p>
---	--

خزانِ عمر میں کچھ ہی فراہنشین دیتی
 جو زند کرتے ہیں غم مجھے بادِ سپاہ کا
 ترے فراق کی ساقی اگر خبہ کہتا
 بغیر بادِ گلگون فراہنشین اُٹھتا
 جو اشکبار ہوا میں فراق ساقی میں
 ہوا کے رخ پہ جو گیسو کھیلے ہیں جھونک
 کہیں ہیں سیلے کہیں نچ رنگ کر چلے
 نہ سبزہ زار ادھر ہے نہ آب کی کثرت
 غم فراق میں آنکھیں جو اشکبار ہوں
 بغیر بادِ کہانِ چین دلوے ساقی
 عجب نہیں کہ سرانجامِ عیش ہو پورا
 نہ سیرِ گل کی تمنا نہ بادِ نوشی کی
 فراق میں ہر قسم عیش باغ کا بنگلہ
 وہ اشکبار ہوں ساقی کہ میری آنکھوں سے
 ہوا یہ کہتی ہے امن و امان سے موزین

بہارِ حیات کی ہو یا بہارِ سادون کی
 حد پہ بھی ہے گمشا اشکبار سادون کی
 نہ ہوتی دل کو ہو س نہینا سادون کی
 نشاط خیز ہوا ہو ہزار سادون کی
 گمشائیں رونے لگیں زار زار سادون کی
 تو منزلوں ہے گمشا اشکبار سادون کی
 خوشی مناتے ہیں شہر و دیار سادون کی
 بہار دیکھئے گنگا کے پار سادون کی
 جڑی لگا یں گئی اے گلغزار سادون کی
 ہوا ہے دشمنِ صبر و قرار سادون کی
 بنی ہے بنتِ عبا ہل کار سادون کی
 کھلائے غنچہ دل کیا بہار سادون کی
 ہے ایک بنتِ عبا غمگسار سادون کی
 گمشا مدام رہی شمسار سادون کی
 گمشا کرے بطرے کا شکار سادون کی

اثر فراق میں ابرو چمن کھٹکتے ہیں :
 بہار انگنوں میں ہے خار خار ساون کی

ہوا لطیف فنا خوشگوار ساون کی
 ہے بوند بوند درِ شاہوار ساون کی
 مسائیں خیر تدرو و ہزار ساون کی
 بہار لائے ہیں پہولون کی ہار ساون کی
 ہماری روح تھی ہمدرد ہار ساون کی
 گمشدہ مٹی ہے سر کو ہار ساون کی
 بلائے جان ہر شب انتظار ساون کی
 خبر ملیگی جزیرِ مزار ساون کی
 بہار کرتی ہے کیا بہت ہار ساون کی
 خاک ہے رشک فرائے نگار ساون کی
 عذاب ہو گئیں شبہائے تار ساون کی
 گمشدہ بھاتی ہے بے اختیار ساون کی
 عجب بہار ہی بالاختصار ساون کی

بہائے دل کو نہ کیونکر بہار ساون کی
 بجا ہے قدر کرے کاشتکار ساون کی
 نہال طائر رنگ چمن اسی سے ہے
 گلے میں کوئی پہنتا ہے کوئی جوڑ میں
 ترے کرم سے برائی مراد اب ساقی
 بجائے آبِ جواہر چمن میں برسین گے
 جڑی میں راہ کسی ماہوش کی گتتا ہوں
 بزمِ سبزہ گردِ گمانود بعد فنا
 بغیر بادہ و مطرب نہیں متار آتا
 چمن میں خچہ رنگین سے گل نہ چلجائیں
 ترے فراق میں لے ساقی قمر صورت
 کھنچا ہی جاتا ہر دل سے کی سمتِ عزائم
 بیانِ سبزہ و ابرو ہوا ہی طولانی

نہ کشت زار نہ گلشن پہ ایک بوند پری	ق	گشت محیط ہوئی بار بار ساون کی
کہان کا مینہ جہان ہو رہا ہی خاک سیاہ	۲	زمین ہی خشک ہو پر غبار ساون کی
وہ رند تو بہ شکن ہوں کہ تو بہ ہی تو بہ	ق	خزان ہے میرے عمل سے بہار ساون کی
فزون نہ پائین فرشتے مرے گناہوں		جو بوند بوند کرین بھی شمسار ساون کی
پہاڑ سبز ہوئے دشت لہلہا آتھے	ق	جہان میں شان ہوئی آشکار ساون کی
گٹھائیں شور سپہیوں کا مور کی جنگھٹ		غضب مچاتی ہے آنکی پکار ساون کی
وہ سبزہ زار و گلشن وہ آبجوے حین		وہ سرد سرد ہوا وہ پہار ساون کی
شکست تو بہ نہ کرتے تو کرتے کیا زاہد		بہارِ خلد سے کم متی بہار ساون کی
نہیں ہوا بر سے بارش ہے زلف کا سودا		قبا جنوں سے ہوئی تار تار ساون کی
پلا شراب کہ جوینگے سا قیام مست		گٹھائیں جو متی آتی ہیں یار ساون کی
گٹھایا ہر مرے گریہ ہائے پیہم سے		کہ جیت ہی مرے دیدون کی بار ساون کی
میرے صیام ہوا آ کے قفلِ میخانہ		گٹھائیں آتی ہیں کیون بار بار ساون کی

جو ایک دن بھی اشرابِ آتشین نہ ملا

ہوئے سرد رہی ناگوار ساون کی

یہ نجی آنکھیں ہیں اوپر کجی سے

تمہیں شرمِ ستم ہی کب کسی سے

کسی پر جب نہیں مرتے ہوا تمہاری کیا نہیں لے وا غلطی اور م فردوسِ جنت نام کے ہیں	تو حاصل کیا ہے ایسی زندگی نہیں رندوں کو فرصتِ یکیشی کوئی جائے کمان تیری گلی سے
--	--

خدا کی یاد سے غفلت کمان تک
اثر باز آبتون کی بسندگی سے

کہنچی ہے تیغِ دو دم میرے امتحان کے لئے ہمیں تو عمرِ دور و درونِ عذاب ہو لے خضر فروغِ پائے نہ کیوں دلِ غِشِ عشقِ سوسینہ نہیں میں شیخ کہ کعبے کے در پہ سرِ گزرون نکا و نمازِ بستان کا خدا سے طالبِ ہون طریقِ عشقِ مینِ مالانِ ننو دلِ تیباب زبانِ ہلاؤ خدا کے لئے پے لشکین ہمارے حق میں تری دوستی مفید پل دلیر بھی کہیں ڈرتے ہیں موت سے قاتل تمہارے دستِ جفا نے بتو معاذ اللہ	عدو پناہ طلب کیوں ہو اپنی جان کے لئے بلا میں تم سے نہیں عمرِ جاودا ان کے لئے کہ آفتاب سو ہے روشنی جہان کے لئے صنمِ جبین ہے ترے سنگِ آستان کے لئے دعا میں مانگتا ہوں مرگِ ناگمان کے لئے جرس ضرور نہیں غم کے کاروان کے لئے تمہاری بات دوا ہو دلِ تپان کے لئے نہ اس جہان کو لئے ہے نہ اُس جہان کے لئے سنانِ جگر کے لئے ہے جگر سنان کے لئے ستم اُٹھانہ رکھا کوئی آسمان کے لئے
--	--

<p>شب وصال ہی بے چین ہوا ذرا کئے یہ ہر تمام جفا مجھے نیجان کے لئے نشان قبر میں باقی نہیں نشان کئے سبق ہے نیک معاشی کا آسمان کئے شرف جو دل کے لئے ہے نہیں زبان کئے</p>	<p>کریم زاد ہر سید و کیون نہیں مرتا گھٹا کے تیغ و سپر تم عدد کو لائے ہو کہیں ہی اہل نشان کا نشان نہیں ملتا تری بدی سے سنگمر می بہ آموزی زبان پہ نام ہر دل میں تری جگہ ہے یار</p>
<p>اشرف فلک سے وہیں کو نکد کر گئے بجلی جولائین ڈھونڈھ کے تنکا ہم آشیان کئے</p>	
<p>دین کو رکھو گویا آئے نظر کیا دیکھے پھر نگلشن کی طرف بے ل شیدا دیکھے جزیرین کل آئے نظر قطرین دریا دیکھے دور سے نہر کو جیسے کوئی پیاسا دیکھے دُوب میں عاشق و معشوق جواک جا دیکھے اپنے دل ہی میں جبالِ رخ لیلے دیکھے کہ نہیں دشتِ محبت کا وہ رستا دیکھے پہاڑ کہ پر وہ محل مجھے لیلے دیکھے</p>	<p>آنکھ والا ترے جو بن کا تماشا دیکھے روئے رنگین جو ترا دو گل رعنا دیکھے دل اگر دیدہ وحدت سے تماشا دیکھے چشم لب کو ترے دیکھتے ہیں یوں عاشق چشمیانِ رشکِ فیضِ دل میں ہمارے قاتل چشمِ مخنوں سے اگر پردہ غفلت اٹھ جائے کیا کہیں خضر سے ہم چشمِ ہدایت ابدل میں ہوں یو قیس وہ مخنوں کہ چشمِ حیرت</p>

تجسے اے ناصح نادان یہ سمجھنے کا نہیں کوئی فردا ہی نہ فردا سے قیامت نکلا انجکو ہنگامہ محشر کا یقین ہے وا عظ انتظار اسکا نہ دیدن کو کہیں لے ڈوبے	اور کوئی دل بیاب کو سمجھا دیکھے آتے جاتے بہت ان انگوٹوں فردا دیکھے اُسکے کوچے میں یہ ہنگامہ کوئی جادیکھے کب تک اے یار کسی کا کوئی رتا دیکھے
---	--

شہسوارِ سخن کا جسے دعویٰ ہوا اثر
تو سن طبعِ مری سا منے چمکا دیکھے

نہ صرف گل کی بدولت چمن میں آگ لگی فروغِ لالہ و گل سے چمن میں آگ لگی پس فنا ہی رہی جسم میں حرارتِ عشق بلند ہو جو مرانا لہ شررا فشان : بتوں کے شعلہ رخسار کی حرارت سے نہیں یہ رنگِ فروزان جو آتشِ غیرت ہر اہلِ انبوہ کیون خسلِ عشرتِ خسرو جو بوئے زلف کی گرمی صبا نے پہنچائی	پلاس پہولتے ہی بن کے بن میں آگ لگی خبر لے بلبلِ نادان وطن میں آگ لگی پہنتے ہی مرے سارے کفن میں آگ لگی ملکِ پکار بن کہ چرخِ کفن میں آگ لگی روانِ شیخ و دلِ برہمن میں آگ لگی ترے لبوئے عقیق میں میں آگ لگی نہالِ آرزوئے کوہکن میں آگ لگی دماغِ آہو دشتِ خن میں آگ لگی
---	--

مرے کلامِ شرر بار کے اثر سے اثر

عدد کے دعویٰ شعر و سخن میں آگ لگی

عبادت بھر فردوس برین ہے	جناب شیخ پر صد آفرین ہے
خبر کیا کون یہ زیر زمین ہے	حند یو مصر یا خاقان چین ہے
فلک ہر سمت بالائے زمین ہے	کوئی جائے کہاں راحت کہیں ہے
اسی باعث تو دل خلوت گزین ہے	کہ اُس بت کا تصور ہم نشین ہے
دل سنگین مقام بغض و کین ہے	جبل جائے پلنگ خشکیں ہے
زبان سرگرم آہ آتشین ہے	کہون کیونکر کہ دل جلتا نہیں ہے
گرزا ہدیٰ دیکھی حور عین ہے	جوا سکے حسن کا عین الیقین ہے
جنون میں حاجت پوشش نہیں ہے	بدن کا پوست محکو پوشتین ہے
جو تسلیم سخن زیر نگین ہے	مرے آگے سلیمان کچہ نہیں ہے
بیان حشر کو داغ نہ دی طول	خدا جانے کہ کیا ہے کیا نہیں ہے
لگا دیتا ہوں انبار مضا میں	عدد و غرمن کا میرے خوش چین ہے
لکھا کرتا ہوں نعت سرورین	قلم میرا پر روح الا میں ہے
پناہ انس و جان ہی ہر بلا سے	علی کی دوستی حصن حصین ہے
امام اولین جسکا لقب ہے	امام اولین و آخرین ہے

نظر آتا ہوں چوٹا دشمنوں کو عدو کی پرورش کرتا ہی ظالم تعجب ہو کہ اس افراطِ غم پر خدا و بت جنوں میں ایک ہی ہیں نپائی قیس نے جس دشت میں راہ نہیں کچھ کام خوانِ اغنیا سے خدائی کو وہ بت کیونکر نہ بہائے مزے کیا کیا اٹھاتا ہے مراول شبِ تاریک میں وہ ماہِ کامل توحیرت سے خلایق کھرہی ہے	نگاہِ اہلِ کین کیا خوردین ہے ارے نادان یہ مارِ آستین ہے ابھی تک جسم میں جانِ حزن ہے ہمیں زاہد تیز کفر دین ہے دل وحشی وہاں سکُن گزین ہے غذائے اہلِ دین نانِ جوین ہے حسین ہر نوجوان ہی نازنین ہے تصور اُن لبوں کا انگبین ہے جو اپنے بامِ پر سنزل گزین ہے اتنی چاند کی کسبِ اچود ہوین ہے
--	--

اشتر کیون کر کمون حالِ دل زار
مجھے کفار کی طاقت نہیں ہے

بیدار کر رہا ہے کوئی داد گرہی ہے سامانِ عیش آج مہیا ہے میکٹو گلشن میں آمدِ آفصل بہار کی	روزِ خزاہی ہے تجھے اسکی خبر ہی ہے گلشن بھی ہر شراب بھی ہوا بر تر ہی ہے اے ببل اسیر تجھے کچھ خبر ہی ہے
---	---

<p>راحت بغیر رنج میسر نہو کہی ۛ لگو کہوں کہ ٹانگے لگا پہلے لے سچ منوں سنگ ریزہ اطفال ہی نہیں</p>	<p>دارو سے درد سر کہیں بے درد نہ رہی زخمی کسیکے تیر کا دل ہی جگر ہی ہے سر زیر بارِ منت دیوار و در ہی ہے</p>
<p>مقتل میں میری لاش کو سفاک دیکھ کر کہنے لگا کہ کشتون میں ہی ہوا شہر ہی ہے</p>	
<p>کب بعدِ مرگ حاجتِ شمع فرار ہے برقِ فروغِ حسن ہے ناکامیِ نگاہ کمزوریِ بدن سے ہے بیکاریِ خون کہنچا ستم سے ہاتھ جو اسے تو غم نہیں کسبِ دلِ خیرین نہیں بیکار بعدِ مرگ خارِ خزان نے پانی جگہ رو بروے گل اے یار تجھے خوب ملی جھکو داؤدِ مرگ بے ہے ہر کیا آتشِ حسرت کو التہاب کس بجسی میں لے مرو مالکِ پٹی ہو جان</p>	<p>دل پر ہمارے داغِ شبِ انتظار ہے نطفِ ارہ سوزِ عارضِ تابانِ یار ہے ورنہ قریب سر کے تو دیوارِ یار ہے اے دل یہ کم نہیں کہ وہ غفلتِ شعار ہے داغِ شبِ فراقِ چہ داغِ مزار ہے وندانِ نمایہ خندِ صبحِ بہار ہے تو پوچھتا ہے غیر سے کس کا مزار ہے خورشیدِ حشر سایہ ابر بہار ہے دل پر ہے اختِ یار نہ قابو میں یار ہے</p>
<p>اگر می مرے کلام میں کو نہ کر نہوا اثر</p>	

سوزِ غم ورون سے نفس شعلہ بار ہے

زلف کا جب خیال آتا ہے	دل کے شیشے میں بال آتا ہے
غیر کا جب خیال آتا ہے	تم سے دل میں ملال آتا ہے
بوالہوس کی تیز ہوتی ہے	حسن پر جب زوال آتا ہے
دل کی وسعت اگر نہیں جید	کیونکر اس کا خیال آتا ہے
ظلم کرتا ہے اے صنم لیکن	کچھ خیالِ مال آتا ہے
عشق کی بدگمانیاں ہی ہر	دل میں کیا کیا خیال آتا ہے
تو وہ زہرہ ہے رقص سے جکے	شیخ صاحب کو حال آتا ہے
دل سے جاتی نہیں کسی کی یاد	خواب میں بھی خیال آتا ہے
آئندہ دل کا صاف کرنا دان	اس میں وہ ہمیشہ حال آتا ہے
کیون ہوشاکی مری شکایت کے	بے سبب بھی ملال آتا ہے

گل چمن میں چمن باغ اثر
آج وہ نونہال آتا ہے :

شرمندہ لبوں سے جو عقیق مینی ہے	ہر دانت بھی غیرت وہ درِ عدنی ہے
شیرین جو تری قدر کرے ناشدنی ہے	فرہادیہ بیکار تری کو کہنی ہے

ہے نوکِ مژہ یا کوئی برچی کی آنی ہے
 لے رشکِ چمن کیا تری نازکِ بدنی ہے
 دل غنچے کا پر خون ہے وہ غنچہ دہنی ہے
 پامال تری چال کا سرو چمنی ہے
 ہر وقت مجھے مشغلہ سینہ زنی ہے
 بے ترے مری جان پہ ای جانِ نبی ہے
 اک آفتِ جانگاہ وہ گردن زدنی ہے
 ہوگا وہی جو نامِ صبحِ نادانِ شدنی ہے
 مرنے پہ کفن ہوگی جو تن پر کفنی ہے
 دل تیرے گدایانِ محبت کا غنی ہے
 اے اہلِ وطن ہوکو وطن بی وطنی ہے
 وہ بت جسے تو چاہتا ہی رام جنی ہے

زخمی ہو جگر خستہ ہو دل جی پہ بنی ہے
 کانا ساسی چسپی ہر گنگلِ بسترِ گل پر
 ہے غرقِ خجالتِ گل ترکانوں کے آگے
 وارفتہ تری ناز کی رفتار کا ہو کبک
 کیا دیکھ لیا ہے کہ جسے دیکھکے اے شوخ
 لے جلد خبرا تو بڑا حال ہے دل کا
 پہرتا ہے اُہارے جو تجھے غیر سید رو
 ہم ترک کرین یا نہ کرین یار سے ملنا
 کام آئیگی اک روز غریب الوطنی میں
 اے بادِ شہِ حسن تقاضا و طلب سے
 دم بہر ہی نہ آرام سے رہنے دیا تنے
 اللہ کرے رحم ترے حال پہ اے دل

باتون میں لگتا لیتے ہیں شیریں ہونو کو

صے میں اثر آپ کے شیریں سخن ہے

تو سر پر ہے ظالم جد ہر جا کوئی

فلک تجھے بچکد ہر جائے کوئی

<p>پہر اُٹھے نہ اشکِ چکیدہ کی صورت قیامت تراقدِ صفا تیری بکھین ہر خاک ہو کر اُسی سر زمین کی کرم کا خدا کی یقین جب ہو و اعظ گلی میں تو اغیار کرتے ہیں جگڑے اگر کوئے قاتل کا ہو شوقِ دل میں یہ کہہ دو کہ ہکو بھی ہمراہ لے لے آزین اُسکے پرزے وہیں خطا کی صورت خدا دیکھتا ہے خدا دیکھتا ہے</p>	<p>تری آنکھ سے جو اُتر جائے کوئی بجا ہے اگر تجسپہ مر جائے کوئی تمہاری گلی میں اگر جائے کوئی تمہارے ڈرائے سے ڈر جائے کوئی غضب ہو اگر اُنکے گھر جائے کوئی دہرے ہاتھ پر اپنا سر جائے کوئی عدم کی جولانے خبر جائے کوئی اگر اُنکے گھر نامہ ہو جائے کوئی ستم زیر دستوں پہ کر جائے کوئی</p>
<p>جسے کچھ نسلِ نہ ہو مال و زر سے سانے اُسے کیون اُتر جائے کوئی</p>	
<p>یا دکر اُنکو جو تیرے عشق کے مار و نہیں تھے محل اغیار میں شے تھے جو وہ رونقِ فروز مکمل چڑھائے بلبلِ شیدا ہماری قبر پر جرمِ الفت پر کیا قاتل ہمیں تو نے ہلاک</p>	<p>ذکر کیا فرما دو مجنون کا کہ آوار و نہیں تھے تاسحر ہم تہشِ غیرت سے انکار و نہیں تھے ہم بھی اک رشکِ چمن کے ناز بردار و نہیں تھے کیا ہمیں تعزیر کے قابل گنہگار و نہیں تھے</p>

تو چمن میں بھی ترے دامِ محبت کو اسیر غیر کے کہنے سے ہوں اے بانی بیدار بند	وان ہی اے صیاد ہم تیرے گرفتار نہیں تھے ہائے وہ روزن جو تیرے گھر کی دیواروں میں تھے
--	---

صوفی صافی بنے ہیں اے اثر کچھ خیر ہے
بات کل کی ہے کہ حضرت آپ منجوار نہیں تھے

کھیا کہیں بہم کہ کیا نقشہ دل پہل کا ہے خون کا دعویٰ کروں مجھے یہ ہو سکتا نہیں خواجہ دہر میں کیسی ہیں یہ سرستیان ہن قرین یاس اربابِ فنا تو کیا عجب تشنہ کا مانِ ازل اے خضر کیا سیراب ہوں رحم کما کر یار کے در سے شہادتیں نہیں آج وہ خورشیدِ رد کیا جلوہ گر ہو باہم	آہنی ہے جان پر عالم بڑی مشکل کا ہے سر پہ احسانِ داوِ محشر مرے قاتل کا ہے کچھ خیال اے اہلِ غفلت گور کی منزل کا ہے اب قرینہ اور ہی اُس شوخ کی مصل کا ہے لب لب دریا ہو تو بھی خشک لب ساحل کا ہے مجھ پر اُسکے پاسا نون کو یقین سائل کا ہے شام سے اُترا ہوا چہرہ نہ کامل کا ہے
---	---

پانہالِ یاس ہی ہوتی رہی کشتِ وفا
اے اثر حاصل یہ تیری سعی لا حاصل کا ہے

شکایتِ بوسبِ ہوا آسمان کی ہوئی شہرت جو میرے امتحان کی	سرشتِ اچھی نہیں اہلِ جہان کی حدو نے خیر مانگی اپنی جہان کی
--	---

لئے پھرنی ہو گردش آسمان کی
 اثر دل تمام کرہنے فغان کی
 قفس میں تنگ کیا چنتی ہو بلبل
 کیسے در سے جائیں تو کہا جائیں
 کہا ننگ دل کو روئیں سر کو پیشین
 ہوا اس کیوئے مشکین کا سوا
 عجب بخود کیا اے عشق تو نے
 گئی بالاکو کی آو سوزان
 سمجھ کر رکھ قدم گلشن میں بلبل
 ترا خورشید محشر کیا ہے و غلط
 نہیں رو کے سے زکئی ایک دم ہی
 رہے گا تا ابد گمراہ زاد
 کیا کرتی ہے ہر دم قتل عشاق
 لگاتی ہو پیالے دل پہ نادر
 خدا کر نہ ذکر حورو و غلط

خدا جانے کہ ہو مٹی کہاں کی
 فرشتے خیر مانگین آسمان کی
 اسیری میں تمنا آشیان کی
 خوشامد کر رہے ہیں پاسبان کی
 ضرورت ہو ہمیں اک نوحہ خوان کی
 بلا نازل ہوئی سر پہ کہاں کی
 خبر محب کو نہ تن کی ہے نہ جان کی
 صدا ہے آسمان پر الامان کی
 روش اچھی نہیں ہو باغبان کی
 خبر ہی ہے مرے داغ نہان کی
 عجب رفتار ہے عمر روان کی
 اگر بیعت نہ کی پیر مغان کی
 بت سفاک تیری وضع بانگی
 گناہ نازاک ابرو کسان کی
 طبیعت ہو بری اک ہد گمان کی

<p> بُری افتادہتی یوسف کی لیکن کلام نرم سے کر شاہ دول کو ترے گیسو ہر رنگت میں شب تار پس ناقہ کمانک دوڑے مجنون تری محفل میں آئیگا عدو بھی خدا اس پیچ میں ہرگز نہ ڈالے نہیں رکھتا ہر کچھ بھی طاقتِ غم سمجھ ایدل حقیقی بادشاہست نہیں اے خضر نہان آپکا حال گیا صبا د کے ہمراہ گلچین </p>	<p> خبر کیا تھی کسیکو کاروان کی نہیں حاجت زبانِ استخوان کی سفیدی مانگ میں ہر کھٹان کی کرے منت کمانک ساربان کی خبر کیا تھی بلائے ناگمان کی بُری ابھن ہے گیسو تباہ کی کر دن کس سے شکایتِ ازدان کی غلامی مصطفیٰ کے خاندان کی تنہا کیا ہو عمر جاودان کی مبارک ملبس لو آہ خزان کی </p>
<p> تری صورت سے ظاہر ہے ترا حال اثر حاجت نہیں کوئی بیان کی </p>	
<p> جو مفدر کا لکھا ہوتا ہے آگے تقدیر کے اے دشمنِ عقل کرنے قسمت کا گلا اے نادان </p>	<p> وہی ایدل بخت ہوتا ہے نیری تدبیر سے کیا ہوتا ہے اس میں خالق کا گلا ہوتا ہے </p>

<p>جام سے منہ سے لگا دے ساقی غم مرے دل سے بہلا دے ساقی ساغر و جام اٹھا دے ساقی کر چکے خانہ خسارتی رنڈ بے زر کی خبر لیتا ہے نٹے میں ذکر سنون حورون کا مے پرستی میں ہر گلشن کی ہوس مختب بنو مسیحا نہ ہو ہوش آنے لگے جدم محکو</p>	<p>ہاتھ سے اپنے پلا دے ساقی مجھے سرشار بنا دے ساقی خم کا خم منہ سے لگا دے ساقی میکھو اب تمہیں کیا دے ساقی اور تو فسیق خدا دے ساقی کوئی دوا غلط کو بلا دے ساقی زلف چہرے سے ہٹا دے ساقی چشم سیگون جو دکھا دے ساقی توڑی سے منہ میں چوڑا دے ساقی</p>	
	<p>کیا یہ مستانہ اثر کی ہر غزل مے پرستون کو نسا دے ساقی</p>	
<p>آخر اس عمر کو نا فہمون نے سمجھا کیا ہے عمر آخر ہوئی جیسے کاہر و سا کیا ہے کیا خبر طالب دنیا کو کہ دنیا کیا ہے مطلب اس عالم فانی کا خدا یا کیا ہے</p>	<p>سبب شور و شغف اہل جہان کا کیا ہے عہد پیری میں طلبگاری دنیا کیا ہے پوچھئے تارک دنیا سے بڑائی اسکی ہائے بن بنکے بگڑ جاتی ہیں سنگین کیا کیا</p>	

لذتِ ہستی و اندازِ لذتِ معلوم	اور کچھ روزِ جہنمِ اسکی تمنا کیا ہے
دل گرفتہ نہونا سازیِ دنیا سے اثر	ہے غلامِ شہِ مردانِ تجھے پروا کیا ہے
<p>استقدر شوقِ شہادت جو دلِ زار میں ہے</p> <p>ساتہ سرخی کے صباحت تری رخسار میں ہے</p> <p>نہ تو اثر نہ تو ناگن نہ کسی مار میں ہے</p> <p>کیون مرے لون نہ تجھ چہرے کے لے شیریں لب</p> <p>قصرِ جنت میں نہ زاہد کو میسر ہو گا</p> <p>وہم رفتارِ قیامت کی صدا آتی ہے</p> <p>حق فریبی کی ہی نیت سرِ طاعت کیسا</p> <p>اے شہِ حسن ہی کہتے ہیں اربابِ تمیز</p> <p>خونِ فرما دکی ہو جلوہ گری او شیریں</p> <p>جان فرا ہوتا ہو دم میں نفسِ باوہا</p> <p>تابِ رخ سے جو ہو خورشیدِ قیامتِ وزن</p> <p>ظاہری وضع سے ہوتی ہو بشر کی عزت</p>	<p>لذتِ آبِ بقا یار کی تلوار میں ہے</p> <p>ایسی زکمت کا کوئی گل نہیں گلزار میں ہے</p> <p>زہرِ ظالم جو ترے گیسویِ خدار میں ہے</p> <p>لذتِ قندِ مکر تری کھوار میں ہے</p> <p>بھکو جو چین ترے سایہ دیوار میں ہے</p> <p>کیا قیامت تری پازیب کی جھنکار میں ہے</p> <p>حسرتِ حورِ دل زاہدِ مکار میں ہے</p> <p>تیرے دانوں کی صفا کب شہوار میں ہے</p> <p>کثرتِ لالہ نہیں دامنِ کُمار میں ہے</p> <p>ناز کی کیا ہی ترے اترے ہوئی بار میں ہے</p> <p>گرمیِ حشر ترے سایہ دیوار میں ہے</p> <p>بے سبب شمع نہیں جیتہ دوستار میں ہے</p>

<p>اُسے بھی دیکھ لئے ہیں دردندان تیرے جب لگتا ہوں ہر اہوتا ہوں زخم ای قاتل چاہئے دینِ بیسنا چمنِ عالم میں بند ٹھٹی سے نہیں کام نخلتِ انعم آہ کی تیغ کو نافم نہ سمجھے بیکار اس خراباتِ جہان میں ہر خرابی سبکو فرش ہو جاتا ہوں مہمان کے قدم کے آگے</p>	<p>میری آنکھوں کا سماں ابر گہرا میں ہے زنگِ خنجر کا مگر مرہم زنگار میں ہے چہرہ گل کا تماشا سر ہر خار میں ہے زر نہیں کام کا جب تک کفِ زردار میں ہے سرتلم و شمنِ خوشخوار کا اک دار میں ہے نام کا فرق فقط غافل و ہشیار میں ہے کیا تواضع کی صفت سایہ اشجار میں ہے</p>
--	---

ہم صفرانِ چمنِ گوش بر آواز رہو
زمزمہ اور بھی باقی مری منتِ دار میں ہے

<p>کیا عجب روح ابھی تک جو تن زار میں ہے میرے آزار کی لذتِ دلِ اغیار میں ہے سامنا مجھ کو قیامت کا ربا کرتا ہے بختِ خستہ مجھے کیا ہجر کی شب سونے دے کیون تجھے کوئی سیحا کسے لے جانِ جان اُسکی ہر بات پہ خم ہے سر تسلیم اپنا</p>	<p>زیست کا لطف شکر ترے آزار میں ہے پر جفا جو وہ کھان جو مجھے آزار میں ہے دیر سی دیر ترے وعدہ دیدار میں ہے طالعِ غیر مرے دینِ بیدار میں ہے اتو کچھ بھی نہیں باقی ترے بیمار میں ہے عینِ مرضی ہو وہ میری جو دلِ بار میں ہے</p>
--	--

<p>قول و اخطا کو خدا یا کہی باور نہ کیا مخل غیر میں جانے کو ہین کتا ہے ہائے کیا دشمن جان صبر کی فرمائش ہو زور پر واز اسیری میں کہاں لے صیاد ہر قدم پر ترے عشاق کا خون ہوتا ہے غیر کے وصل سے انکار جو تو کرتا ہے مدعا ایک سہی کا ہے جسے شاد کرو</p>	<p>واہ کیا بات بڑی تیرے گنہگار میں ہے کوئی مطلب تو سنگم ترے اصرار میں ہے نہیں معلوم کہ کیا خاطر غمخوار میں ہے تاب جنبش ہی نہیں مرغ گرفتار میں ہے کاٹ تلوار کا قاتل تری رفتار میں ہے صاف اقرار سنگم ترے انکار میں ہے میرے دل میں ہو وہی جو دل اغیار میں ہے</p>
--	---

دلفروشی کو اثر آپ کہہ ہر جاتے ہین
قدر اس مال کی کچھ ہی نہیں بازار میں ہے

<p>شیخ کے حال پر تاسف ہے جبکی اوقات ہو تصوف پر جنکو دعوئے حق شناسی کا نہ تو عرفان کے انہیں ہین انداز کیسی تمسیل حکیم خالق کی کوئی نہ امر دین کو کوئی کہے</p>	<p>شکل روزی کی ایک تصوف ہے اسکے اس روزگار پر تفت ہے اُنے بندے کو بھی تعارف ہے معرفت سے نہ کچھ تشریف ہے کیسا اسلام صد تاسف ہے دین کا دین ہی تصرف ہے</p>
--	--

<p>دین احمد سے ہو جو باہر بات مال جو کچھ ہے بیوقوفوں کا ۛ</p>	<p>وہی اس عہد میں تصوف ہے شیخ کا مال بے تکلف ہے</p>
<p>ہے اثر یہ تصرف جیبا اور کوئی نہیں تصرف ہے</p>	
<p>یہ کہتے حشر میں زاہد گنہگار آئے قفس میں بلبل نالان کو کیا قرار آئے غیم شراق میں کیونکر مجھے قرار آئے بحد میں کیا دل بقیاب کو قرار آئے بارِ عمر حشرِ زمان ہو گئی تو پہراے دل ہم اپنے فعل کے کیونکر ہیں ایجا مختار برنگِ شمع ہمیں پیشِ غیر جلنا تھا کیسی زلفِ مغبر کی بوسہ بالائی ہمیں تو مرگ نے بے اعتبار کر ڈالا گلہ بجا ہی سہی انکی سہ گرائی کا پکاری رحمت حق و اغلو کسان ہو تم</p>	<p>ترے کرم کے اتنی اُمید دار آئے چمن میں دھوم سے جب موسم بہار آئے ترا خیال جو یوں دل میں بار بار آئے عدو کو ساتھ لئے وہ سرِ مزار آئے چمن میں موسمِ گل جوش پر ہزار آئے یہاں جو آئے تو کیا لیکے اختیار آئے اسی لئے تری محفل میں اشجار آئے کہ مشک مانے لئے آہو سنار آئے کہیں جو مرتے ہیں کیا انکو عتبار آئے مگر نہ خاطرِ نازک پہ انکے بار آئے حنورِ داد و محشر گناہ گار آئے</p>

خدا نے جب تمہیں ہی اس طرح کی پیاری شکل
 نکال لی تھی شب وصل حسرتیں دل کی
 جو دن بہار کے ہین گل سے مل لے ایو بلبل
 آئینہ سنائیں ہم افسانہ معیتِ اری کا
 شمار ہو نہیں سکتا مرے گناہوں کا
 نہ اپنی گرم کلامی سے دل جلوں کو چھیڑ
 کپنچی تھی ساتھ میں کیا مے کے کوکھن کی روح
 حد کو خاک بنا دے کہ تیرے کو چھپے
 ہمارے دلِ غجگر سوز کا وہ عالم ہے
 حد کو کیوں نہیں سمجھاتے حضرتِ ناصح
 رہا جو ہم حد و شب تو اُنکے کو چھپے میں
 ہزار شکر بہرِ وسار کہا نہ طاعت پر
 حد کے مرگ سے کیونکر نہو ملال ہمیں

تمہیں بناؤ کہ کیونکر نہ دل کو پیار آئے
 خدا کرے بھی تو وہ دن کہ اپنا یا آئے
 یہ انتظار کسان کا کہ پہر ہزار آئے
 اگر تجھے تو دل مضطرب قرار آئے
 کریں شمار فرشتے اگر شمار آئے
 سر زبان نہ کہیں آؤ شعلہ بار آئے
 یہ ابر آئے ہین ساقی کہ کو ہزار آئے
 غبارِ رخ لئے تیرے خاک ر آئے
 کہ جسکو دیکھ کے خورشید کو بخار آئے
 کہاں کے آپ مرے دوستدار آئے
 ہزار بار گئے ہم ہزار بار آئے
 جو تیرے سامنے آئے تو شرمسار آئے
 ہمارے پاس وہ آئے تو اشجار آئے

اثر پہاڑ کی جانب گئے تھے بہرِ شکار

بہادری سے کئی شیر جا کے مار آئے

<p>عشق ہی آزار سا آزار ہے دشمن جان کس قدر غمخوار ہے زندگی سے اب تو دل بیزار ہے سجھ کے اندر منہ ان نماز ہے آسمان کیوں درپے آزار ہے کون کسا طالعب دیدار ہے وہ اگر چاہے تو بیشرا پار ہے شیخ جی بہ آپ کی دستار ہے</p>	<p>چارہ دل چاہ گرو شوار ہے صبر سے تسکین دل کیونکر کریں نتی کبھی ہم کو بھی جینے کی ہوس شیخ کے اسلام میں نہ پان ہو کفر لاگ کوئی ہے نہ ہے کوئی لگاؤ نور وحدت جلوہ گر ہو ہر طرف اپنی کشتی کا خدا ہے نا خدا میکدے میں ہاتھ آئی مجھ کو رات</p>
	<p>ہے اگر دشمن قوی کیا غم اثر تیرا حامی حیدر کرار ہے</p>
<p>رہتی تھی غشی محسوس کو نہ دو دو پہر ایسی آنکھیں نہ رہا کرتی تھیں شکونے تر ایسی لائے کوئی باریک کمانے نظر ایسی پیدا کرے اوقات کی صورت بشر ایسی جز آفت حیدر نہیں ایدل سپر ایسی</p>	<p>پہلے تو نہ تھی شدت درد جگر ایسی اس گریہ ہر لحظہ سے اک ہول جودین تا دیکھ سکے یار ترے موے کمر کو دنیا کی غرابی ہو نہ عجب کی مضرت شمشیر حوادث سے جو انسان کو بچائے</p>

<p>ایسا نہ دہن دیکھنا نہ دیکھی کمر ایسی پیدا تو کرے پہلے صفائی گہرا ایسی پائے نہ صباحت کہی روی سحر ایسی کھنا نہ وہاں بات کوئی نامہ بر ایسی سوتا ہے کوئی نمیند ہی ہے بخیر ایسی گمردون نے کہاں پائی ہے عالی نظری بے راہی اور آتی ہے اب راہ پر ایسی کیا لائی صبا جا کے چمن سے خبر ایسی اغیار پہ ہے چشم غایت اگر ایسی امید نہ تھی تجھے نسیم حسر ایسی</p>	<p>جو کچھ کہیں شاعر انہیں لے یار بجا ہی کیا تاب کہ ہو یار کے دانتوں کے مقابل ہے رنگ ترے چہرہ و دشمن کا زالا اغیار کے ہوں کان کثرے سننے ہی حکو جل نکلے تجھے چوڑ کے ہم قافلہ ترے ہم خاک نشینوں پر رکھے چشم توجہ ہے شان خدا اس بت کجرو کی طبیعت مرغان قفس مر گئے دم بہرین پہر ک کر ہم تیرے جفا دین کہاں دیکھ سکین گے اس گل سے لگا آئیگی یون میری طرف سے</p>
---	---

ہے میر کے انداز کو حستہ جگر ہی شرط
ہاں پائی ہے اک تم سے طبیعت اشرابی

<p>وہی اگلی ہمار باقی ہے میر اکیا اعتبار باقی ہے اک ترانتظار باقی ہے</p>	<p>جیسا تھا حسن یار باقی ہے روز کہتا ہوں تجھ پہ مڑتا ہوں دم کے جانے میں کوئی دہنیں</p>
--	--

<p>اب بھی پھل چمن میں اے صیبا کرچکا میری خاک تک بربا قبر میں بھی جن کان آہٹ پر وہ عروجِ نشاطِ بزمِ کمان</p>	<p>توڑی فصل بہار باقی ہے اب تجھے کیا غبار باقی ہے یار کا منتظر باقی ہے میکشی کا خسار باقی ہے</p>
<p>اور کوئی نشان اثر کا نہیں کچھ نشانِ مزار باقی ہے :</p>	
<p>دل یہ کہنا ہے صنم تجھ پر خدا ہو جائے دستِ قاتل چو مے صرف دعا ہو جائے قید ہستی سے فنا ہو کر رہا ہو جائے ہے پیامِ مرگ میں مضمر نویدِ زندگی ہے دل بے آرزو ہونا کمالِ بندگی کیجئے سعد و می تن سے علاجِ رنجِ دل ہو تبون سے بے نیازی غیر سے شکرِ نیت تاکہ عجب عشقِ سیہ چشمان میں رو یا کیجئے جب نہیں دلوں حسینوں کی پشیمانی ہو گا</p>	<p>جان کہتی ہے مرے اسے کیا ہو جائے ساتھ غیروں کے شریکِ مر جا ہو جائے تختِ گل بنکے گلشن ہی ہوا ہو جائے تابعت کی شکل پیدا ہو فنا ہو جائے بندہ بے مدعا ہو کر خدا ہو جائے نیستی سے درِ ہستی کی دوا ہو جائے بے غرض ہو جائے بے مدعا ہو جائے کشتہ تیغِ نگاہِ سرمہ سا ہو جائے کس توقع پر طلبِ گاہِ جفا ہو جائے</p>

پاشکتہ ہو کے خون آرزو کیون کیجئے	دستِ جانان تک پہنچنے کو خا ہو جائے
مان مین مان ہرگز نہیں ہر شیوہ اہلِ وفا	گمبہ گردن کی صورت بے صدا ہو جائے
سوزِ دل سے چشمِ جانان تک رسائی کیجئے	جسمِ خاکی کو حبِ ناکر تو تیا ہو جائے
غیر اٹھائے بھی اگر ایدل تو اٹھنا ہو محل	آنکھ کے خاک آستانِ نقیشتیں پا ہو جائے

اے اشر اپنی ہی ہے غمٹائے آرزو

کر بلا مین مر کے خاکِ کر بلا ہو جائے

اس رجمی پہ وہ عذاب کرے	تجکودِ اعلا خدا خراب کرے
سب ہی موقوف اُسکی مرضی پہ	لطف فرمائے یا عتاب کرے
لاکھ تو ہو بنا جو وہ چاہے	بات کی بات مین خراب کرے
کچھ نہیں دور اُسکی قدرت سے	ذرہ کو رشک آفتاب کرے
ناتوان کو اگر وہ بخشے زور	بھر سے ہم سہری حباب کرے
بیخودی کا بھی ایک عالم ہے	ترک کیونکر کوئی شراب کرے
حسرتوں کے ہجوم کا ہر وقت	کوئی کیون حسرتِ شباب کرے
دین تر سے سامن کیا	مشقِ گریہ ابھی سحاب کرے
سب بتوں کا بھی ایک ہی انداز	انہیں کیا کوئی انتخاب کرے

اے اثر تیرے شورِ نالہ سے
کس طرح کوئی سیلِ خواب کرے

فسانہ مرا سننے لگے گہرا گئے	انہیں اپنے اعمال یاد آ گئے
وہ کل غیر کی دید کو کیا گئے	ہمیں دیکھ کر آج شرم آ گئے
مصیبت شبِ ہجر کی کیا کہیں	ہم اپنے کئے کی سزا پا گئے
ستم تو نے مردے پر کسا روا	مری لاش کے ساتھ اعدا گئے
جنہیں لوگ رہتے تھے گہرے ہوئے	وہ دنیا سے آخر کو تنہا گئے
ہر اک سنگ میں جلوہ یار ہوتا	سب طور بیکار ہوئے گئے
کبھی تم بھی کہے میں تھے اے تو	عجب کیا جزا بد کو یاد آ گئے

اثر کو سمجھ لو کہ مہمانِ مہناب
وہ امروز یا تا بہ نہر دا گئے

نالے کس منہ سے تو دعوائے اثر کرتا ہے	وہ تو ہنس ہنس کے سوئے غیر نظر کرتا ہے
کوئی دنیا سے عدم کو جو سفر کرتا ہے	غافل و نکلو بھی چلنے کی خبر کرتا ہے
سور و لطف سہی غیر مگر اس پر بھی	ڈرتے ڈرتے ترے چہرے پہ نظر کرتا ہے
دل شکن باز بھی آ فکر شکستِ دل سے	کسکا جلوہ دلِ عاشق میں گزر کرتا ہے

<p>لرن آتا ہے اُسے دیکھ کے وحشت میری عشق کو دل میں چپا کر کناہنت آسان ہے طالبِ نذر ہوا روئے معصفا کسا غیر سے پوچھتے ہو کون ستم دیدہ ہی عشق کی خانہ خرابی ہے توقع کا برب مر رہا ہے ترا بیاں محبت تو بھی اپنے دامن کو شبِ تاری بچائے رہنا</p>	<p>بیدِ مجنون ہرے سائے سے حذر کرتا ہے کارِ غمت از مکر دینِ تر کرتا ہے : مشقِ آئینہ گری آئینہ گر کرتا ہے میرے کو چے میں جو رورو کے سحر کرتا ہے کتے ہین ل میں جینوں کو بھی گھر کرتا ہے ہوش آنے پہ نظر جانبِ در کرتا ہے نالہ صد چاک گریبانِ سحر کرتا ہے</p>
---	--

کسا آزار کشیدہ ہو کہ راتوں کو اثر
 نالے کرتا ہے تو سو ٹکڑے جگر کرتا ہو

<p>کسی طرح غم میں بسر ہو گئی جان سے چپائے رہی عشق کو کسی نے جان نام تیرا لیا ہوا عشق دلو پڑی حبان پر وہی چشمِ عالم کا سرمہ بنا نہ دینا تھا خط آنکو پیشِ عدو</p>	<p>شبِ ہجر آخرِ سحر ہو گئی مگر آنکے دل کو خبر ہو گئی وہیں اشک سے چشم تر ہو گئی بلا کی تنہی کے سر ہو گئی غایت کی جس پر نطفہ ہو گئی خطا تجھے لے نامہ بر ہو گئی</p>
--	---

<p>اُسے بھی دیکھ لئے ہیں دردِ دندان تیرے جب لگتا ہوں ہر اہوتا ہوں زخمِ اسی قاتل چاہئے دینِ بیسنا چمنِ عالم میں بندِ شہی سے نہیں کامِ نخلتِ انعم آہ کی تیغ کو نافِ م نہ سمجھے بیکار اس خراباتِ جہان میں ہر خرابی سبکو فرش ہو جاتا ہوں مہمان کے قدم کے آگے</p>	<p>میری آنکھوں کا سماں اب گرہِ بارِ مین ہے زنگِ خنجر کا مگر مرہمِ زنگارِ مین ہے چہرہ گل کا تماشا سرِ ہر خارِ مین ہے زرِ نہیں کام کا جب تک کفِ زردِ ارِ مین ہے سرتِ سلم و شمنِ خوشخوار کا اک وارِ مین ہے نام کا فرق فقط غافل و ہشیارِ مین ہے کیا تواضع کی صفت سایہ اشجارِ مین ہے</p>
--	---

ہم صفرِ ان چمنِ گوشِ بر آوازِ رہو
زمزمہ اور بھی باقی مری منتِ ارِ مین ہے

<p>کیا عجب روح ابھی تک جو ترن زارِ مین ہے میرے آزار کی لذتِ دلِ اغیارِ مین ہے سامنا مجھ کو قیامت کا ربا کرتا ہے بختِ خستہ مجھے کیا ہجر کی شبِ سونے ہے کیون تجھے کوئی سیجا کسے لے جانِ جان اُسکی ہر بات پہ خم ہے سرِ تسلیم اپنا</p>	<p>زینت کا لطف شکر ترے آزارِ مین ہے پر جفا جو وہ کھان جو مجھے آزارِ مین ہے دیر سی دیر ترے وعدہ دیدارِ مین ہے طالعِ غیرِ مرے دینِ بیدارِ مین ہے اتو کچھ بھی نہیں باقی ترے بیمارِ مین ہے عینِ مرضی ہو وہ میری جو دلِ بارِ مین ہے</p>
---	---

<p>قول و اخطا کو خدا یا کہی باور نہ کیا مخل غیر میں جانے کو ہین کتا ہے ہائے کیا دشمن جان صبر کی فرمائش ہو زور پر واز اسیری میں کہاں لے صیاد ہر قدم پر ترے عشاق کا خون ہوتا ہے غیر کے وصل سے انکار جو تو کرتا ہے مدعا ایک سہی کا ہے جسے شاد کرو</p>	<p>واہ کیا بات بڑی تیرے گنہگار میں ہے کوئی مطلب تو سنگم ترے اصرار میں ہے نہیں معلوم کہ کیا خاطر غمخوار میں ہے تابِ جنبش ہی نہیں مرغِ گرفتار میں ہے کاٹ تلوار کا قاتل تری رفتار میں ہے صاف اقرار سنگم ترے انکار میں ہے میرے دل میں ہو وہی جو دل اغیار میں ہے</p>
--	---

دلفروشی کو اثر آپ کہہ ہر جاتے ہین
قدر اس مال کی کچھ ہی نہیں بازار میں ہے

<p>شیخ کے حال پر تاسف ہے جبکی اوقات ہو تصوف پر جنکو دعوئے حق شناسی کا نہ تو عرفان کے انہیں ہین انداز کیسی تمسیل حکیم خالق کی کوئے امر دین کو کوئی کہے</p>	<p>شکل روزی کی اک تصوف ہے اسکے اس روزگار پر تفت ہے اُنے بندے کو بھی تعارف ہے معرفت سے نہ کچھ تشریف ہے کیسا اسلام صد تاسف ہے دین کا دین ہی تصرف ہے</p>
---	---

<p>دین احمد سے ہو جو باہر بات مال جو کچھ ہے بیوقوفوں کا ۛ</p>	<p>وہی اس عہد میں تصوف ہے شیخ کا مال بے تکلف ہے</p>
<p>ہے اثر یہ تصرف جیبا اور کوئی نہیں تصرف ہے</p>	
<p>یہ کہتے حشر میں زاہد گنہگار آئے قفس میں بلبل نالان کو کیا قرار آئے غم فراق میں کیونکر مجھے قرار آئے بحد میں کیا دل بقیاب کو قرار آئے بارِ عمر حشرِ زمان ہو گئی تو پہراے دل ہم اپنے فعل کے کیونکر ہیں ایجا مختار آئے برنگِ شمع ہمیں پیشِ غیر جلنا تھا کیسی زلفِ مغبر کی بوسہ بالائی ہمیں تو مرگ نے بے اعتبار کر ڈالا گلہ بجا ہی سہی انکی سہ گرائی کا پکاری رحمت حق و اغلو کسان ہو تم</p>	<p>ترے کرم کے اتنی اُمید دار آئے چمن میں دھوم سے جب موسم بہار آئے ترا خیال جو یوں دل میں بار بار آئے عدو کو ساتھ لئے وہ سرِ مزار آئے چمن میں موسمِ گل جوش پر ہزار آئے یہاں جو آئے تو کیا لیکے اختیار آئے اسی لئے تری محفل میں اشجار آئے کہ مشک ماننے لئے آہو تنہا آئے کہیں جو مرتے ہیں کیا انکو عتبار آئے مگر نہ خاطرِ نازک پہ انکے ہار آئے حنورِ داد و محشر گناہ گار آئے</p>

خدا نے جب تمہیں ہی اس طرح کی پیاری شکل
 نکال لی تھی شب وصل حسرتیں دل کی
 جو دن بہار کے ہین گل سے مل لے ایو بلبل
 آئینہ سنائیں ہم افسانہ معیتِ اری کا
 شمار ہو نہیں سکتا مرے گناہوں کا
 نہ اپنی گرم کلامی سے دل جلوں کو چھیڑ
 کپنچی تھی ساتھ میں کیا مے کے کوکھن کی روح
 حد کو خاک بنا دے کہ تیرے کو چھپے
 ہمارے دلِ غجر سوز کا وہ عالم ہے
 حد کو کیوں نہیں سمجھاتے حضرتِ ناصح
 رہا جو ہم حد و شب تو اُنکے کو چھپے میں
 ہزار شکر بہرِ وسار کہا نہ طاعت پر
 حد کے مرگ سے کیونکر نہو ملال ہمیں

تمہیں بناؤ کہ کیونکر نہ دل کو پیار آئے
 خدا کرے بھی تو وہ دن کہ اپنا یا آئے
 یہ انتظار کسان کا کہ پہر ہزار آئے
 اگر تجھے تو دل مضطرب قرار آئے
 کریں شمار فرشتے اگر شمار آئے
 سر زبان نہ کہیں آؤ شعلہ بار آئے
 یہ ابر آئے ہین ساقی کہ کو ہزار آئے
 غبارِ رخ لئے تیرے خاک آئے
 کہ جسکو دیکھ کے خورشید کو بخار آئے
 کہاں کے آپ مرے دوستدار آئے
 ہزار بار گئے ہم ہزار بار آئے
 جو تیرے سامنے آئے تو شرمسار آئے
 ہمارے پاس وہ آئے تو اشجار آئے

اثر پہاڑ کی جانب گئے تھے بہرِ شکار

بہادری سے کئی شیر جا کے مار آئے

<p>عشق بھی آزار سا آزار ہے دشمن جان کس قدر غمخوار ہے زندگی سے اب تو دل بیزار ہے سجھ کے اندر منہ ان نماز ہے آسمان کیوں در پئے آزار ہے کون کس کا طالبِ دیدار ہے وہ اگر چاہے تو بیشمار پار ہے شیخ جی بہ آپ کی دستار ہے</p>	<p>چارہ دل چاہ گرو شوار ہے صبر سے تسکین دل کیونکر کریں نتی کبھی ہلکوبھی جینے کی ہوس شیخ کے اسلام میں نہ پان ہو کفر لاگ کوئی ہے نہ ہے کوئی لگاؤ نور وحدت جلوہ گر ہو ہر طرف اپنی کشتی کا خدا ہے نا خدا میکدے میں ہاتھ آئی مجھ کو رات</p>
	<p>ہے اگر دشمن قوی کیا غم اثر تیرا حامی حیدر کرار ہے</p>
<p>رہتی تھی غشی محسوس کو نہ دو دو پہر ایسی آنکھیں نہ رہا کرتی تھیں شکونے تر ایسی لائے کوئی باریک کمانے نظر ایسی پیدا کرے اوقات کی صورت بشر ایسی جز آفت حیدر نہیں ایدل سپر ایسی</p>	<p>پہلے تو نہ تھی شدتِ دردِ جگر ایسی اس گریہ ہر لحظہ سے اک ہولِ ہر دین تا دیکھ سکے یار ترے موے کمر کو دنیا کی غرابی ہو نہ عجب کی مضرت شمشیرِ حوادث سے جو انسان کو بچائے</p>

<p>ایسا نہ دہن دیکھنا نہ دیکھی کمر ایسی پیدا تو کرے پہلے صفائی گہرا ایسی پائے نہ صباحت کہی روی سحر ایسی کھنا نہ وہاں بات کوئی نامہ بر ایسی سوتا ہے کوئی نمیند ہی ہے بخیر ایسی گمردون نے کہاں پائی ہے عالی نظری بے راہ تھی اور آتی ہے اب راہ پر ایسی کیا لائی صبا جا کے چمن سے خبر ایسی اغیار پہ ہے چشم غایت اگر ایسی امید نہ تھی تجھے نسیم حسر ایسی</p>	<p>جو کچھ کہیں شاعر انہیں لے یار بجا ہی کیا تاب کہ ہو یار کے دانتوں کے مقابل ہے رنگ ترے چہرہ و دشمن کا زالا اغیار کے ہوں کان کثرے سننے ہی حکو جل نکلے تجھے چوڑ کے ہم قافلہ ترے ہم خاک نشینوں پر رکھے چشم توجہ ہے شان خدا اس بت کجرو کی طبیعت مرغان قفس مر گئے دم بہرین پہر ک کر ہم تیرے جفا دین کہاں دیکھ سکین گے اس گل سے لگا آئیگی یون میری طرف سے</p>
--	---

ہے میر کے انداز کو مستحکم جگر ہی شرط
ہاں پانی ہے ایک تھے طبیعت اشرابی

<p>وہی اگلی ہمار باقی ہے میرا کیا اعتبار باقی ہے اک ترانتظار باقی ہے</p>	<p>جیسا تھا حسن یار باقی ہے روز کہتا ہوں تجھ پہ مڑتا ہوں دم کے جانے میں کوئی دہنیں</p>
--	--

ابھی پھل چمن میں اے صیبا کرچکا میری خاک تک بربا قبر میں بھی جن کان آہٹ پر وہ عروجِ نشاطِ بزمِ کمان	توڑی فصل بہار باقی ہے اب تجھے کیا غبار باقی ہے یار کا منتظر باقی ہے میکشی کا خسار باقی ہے
اور کوئی نشان اثر کا نہیں کچھ نشانِ مزار باقی ہے :	
دل یہ کہنا ہے صنم تجھ پر خدا ہو جائے دستِ قاتل چو مے صرف دعا ہو جائے قید ہستی سے فنا ہو کر رہا ہو جائے ہے پیامِ مرگ میں مضمر نویدِ زندگی ہے دل بے آرزو ہونا کمالِ بندگی کیجئے سعد و می تن سے علاجِ رنجِ دل ہو تبون سے بے نیازی غیر سے شرکتِ نیت تا کہ عجب عشقِ سیہ چشمان میں رو یا کیجئے جب نہیں دلو حسینوں کی پشیمانی سو کا	جان کہتی ہے مرے اسد کیا ہو جائے ساتھ غیروں کے شریک مر جا ہو جائے نخستِ گل بنکے گلشن ہی ہوا ہو جائے تابعت کی شکل پیدا ہو فنا ہو جائے بندہ بے مدعا ہو کر خدا ہو جائے نیستی سے درِ ہستی کی دوا ہو جائے بے غرض ہو جائے بے مدعا ہو جائے کشتہ تیغِ نگاہِ سرمہ سا ہو جائے کس توقع پر طلبگارا جفا ہو جائے

پاشکتہ ہو کے خون آرزو کیون کیجئے	دستِ جانان تک پہنچنے کو خا ہو جائے
مان مین مان ہرگز نہیں ہر شیوہ اہلِ وفا	گمبہ گردن کی صورت بے صدا ہو جائے
سوزِ دل سے چشمِ جانان تک رسائی کیجئے	جسمِ خاکی کو حبِ ناکر تو تیا ہو جائے
غیر اٹھائے بھی اگر ایدل تو اٹھنا ہو محل	آنکھِ خاک آستانِ نقیشتیں پا ہو جائے

اے اشر اپنی ہی ہے غمٹائے آرزو

کر بلا مین مر کے خاکِ کر بلا ہو جائے

اس رجمی پہ وہ عذاب کرے	تجکودِ اعلا خدا خراب کرے
سب ہی موقوف اُسکی مرضی پہ	لطفِ فرمائے یا عتاب کرے
لاکھ تو ہو بنا جو وہ چاہے	بات کی بات مین خراب کرے
کچھ نہیں دور اُسکی قدرت سے	ذراہ کو رشک آفتاب کرے
ناتوان کو اگر وہ بخشے زور	بھر سے ہم سہری حباب کرے
بیخودی کا بھی ایک عالم ہے	ترک کیونکر کوئی شراب کرے
حسرتوں کے ہجوم کا ہر وقت	کوئی کیون حسرتِ شباب کرے
دینِ تر سے سامنہ کیسا	مشقِ گریہ ابھی سحاب کرے
سب بتوں کا بھی ایک ہی انداز	انہیں کیا کوئی انتخاب کرے

اے اشر تیرے شورِ نالہ سے
کس طرح کوئی سبیل خواب کرے

<p>فسانہ مرا سننے لگے گہرا گئے وہ کل غیر کی دید کو کیا گئے مصیبت شبِ ہجر کی کیا کہیں ستم تو نے مردے پہ رکھا روا جنین لوگ رہتے تھے گہرے ہوئے ہر اک سنگ میں جلوہ یار ہوتا کبھی تم بھی کہے میں تھے اے تو</p>	<p>انہیں اپنے اعمال یاد آ گئے ہمیں دیکھ کر آج شرم آ گئے ہم اپنے کئے کی سزا پا گئے مری لاش کے ساتھ اعدا گئے وہ دنیا سے آخر کو تنہا گئے سرِ طور بیکار موئے گئے عجب کیا جزا بد کو یاد آ گئے</p>
---	--

اشر کو سمجھ لو کہ مہمانِ مہناب
وہ امروز یا تا بہ نہر دا گئے

<p>نالے کس منہ سے تو دعوائے اشر کرتا ہے کوئی دنیا سے عدم کو جو سفر کرتا ہے سورِ لطفِ سہی غیر مگر اس پر بھی دل شکن باز بھی آ فکر شکستِ دل سے</p>	<p>وہ تو ہنس ہنس کے سوئے غیر نظر کرتا ہے غافل و نکلو بھی چلنے کی خبر کرتا ہے ڈرتے ڈرتے ترے چہرے پہ نظر کرتا ہے کسکا جلوہ دلِ عاشق میں گزر کرتا ہے</p>
---	---

<p> لرن آتا ہے اُسے دیکھ کے وحشت میری عشق کو دل میں چپا کر کناہنت آسان ہے طالبِ نذر ہوا روئے معصفا کسا غیر سے پوچھتے ہو کون ستم دیدہ ہی عشق کی خانہ خرابی ہے توقع کا برب مر رہا ہے ترا بیاں محبت تو بھی اپنے دامن کو شبِ تاری بچائے رہنا </p>	<p> بیدِ مجنون ہرے سائے سے حذر کرتا ہے کارِ غمت از مکر دینِ تر کرتا ہے مشقِ آئینہ گری آئینہ گر کرتا ہے میرے کوچے میں جو رو کے سحر کرتا ہے کتے ہین ل میں جینوں کو بھی گھر کرتا ہے ہوش آنے پہ نظر جانبِ در کرتا ہے نالہ صد چاک گریبانِ سحر کرتا ہے </p>
---	---

کسا آزار کشیدہ ہو کہ راتوں کو اثر
 نالے کرتا ہے تو سو ٹکڑے جگر کرتا ہو

<p> کسی طرح غم میں بسر ہو گئی جان سے چپائے رہی عشق کو کسی نے جان نام تیرا لیا ہوا عشق دلو پڑی حبان پر وہی چشمِ عالم کا سرمہ بنا نہ دینا تھا خط آنکھو پیشِ حدو </p>	<p> شبِ ہجر آخرِ سحر ہو گئی مگر آنکے دل کو خبر ہو گئی وہیں اشک سے چشم تر ہو گئی بلا کی تنہی کے سر ہو گئی غایت کی جس پر نطفہ ہو گئی خطا تجھے لے نامہ بر ہو گئی </p>
---	---

<p>گراں باری سرمہ چشم یار نہ پائی شب وصل پھر غیر نے زرا بھی جو بدلی بتوں کی نظر عدو نے کوئی وار جسم کیا</p>	<p>سیاہی داغ جگر ہو گئی دعاے سحر کارگر ہو گئی ادھر کی حسدائی اُدھر ہو گئی محبت علی کی سپر ہو گئی</p>
<p>پہنچ جائیگے خدمتِ شاہِ مین جو تقدیر یا وراثر ہو گئی</p>	
<p>کھان کھان نہیں عزت مآب ہو کر پری دعاے باوہ کشان ستجاب ہو کے پری ہر اک کو ساقی میکش نے مست کیا اڑا کے کوچہ جانان سے لیگی جو صبا رہی نہ شوق شہادت کی نشنگی باقی وہ نوجوان جو بلا ہے عسدر پری مین وہ فور شوق سے آنکھوں پہ پڑ گیا پردہ ہماری خاک ترے آستانِ روشن کو بجائے نامہ و قاصد دیارِ جانان سے</p>	<p>جہان مین اپنی غزل انتخاب ہو کے پری وہ فور رحمتِ حق سے سحاب ہو کے پری کھاہ ہزم مین دور شراب ہو کے پری ہماری خاک جہان مین خراب ہو کے پری مرے گلے پہ تری تیغ آب ہو کے پری ہماری عمر گزشتہ شباب ہو کے پری مری نظر ترے رخ سے نقاب ہو کے پری برنگِ ذرہ گئی آفتاب ہو کے پری ہماری یاس بھی خط کا جواب ہو پری</p>

پسند آئی کچھ ایسی کہ سب نے لکھ رکھی یہ ظلم ہے کہ زبانِ بریدہ قاصد کی گئی جو کو چہ گیسو میں تیرے اے گلر و خیال آیا جو دنیا کی بے ثباتی کا نظر سے کیا روعرفان میں کام لیتا میں خیال جو رہتا تیرا جو سرگزشتِ عدو ہوئی سیاہی اعمالِ زینتِ پیری جد ہر جد ہر تو گیا بہر سیر گلگون پر	جہان میں میری کہانی کتاب ہو کے پری پیام وصل کا میرے جواب ہو کے پری چمن کو بادِ صبا مشکناں ہو کے پری نظر میں صورتِ ہستی حجاب ہو کے پری کریم عقل ہی میری حجاب ہو کے پری مری نظر میں دمِ خواب خواب ہو کے پری سفید بالوں پہ رنگِ خضاب ہو کے پری نسیم صبح تری ہر کاب ہو کے پری
---	--

اثر خیال میں اسکے وہاں شیریں کے
مری زبان مرے لب پر لعاب ہو کے پری

رو تے ہیں نکلے کہانی میری کٹ گیا غیر مرے نالوں سے آئندہ دیکھ کے فرماتے ہیں پہر تہین فیند نہیں آنے کی بار کیا پاؤں تری محفل میں	کاش سُنتے وہ زبانی میری واہ ری سیف زبانی میری کس غضب کی ہے جوانی میری کہیں شنلی جو کہانی میری ہے سبک بختہ پہ گرائی میری
--	---

<p>ہم تن گوش بنے سنتے ہیں یاد آؤں گا جفا کاروں کو التجا ایک مقدر دوست تھے حشرِ بین کچھ نہ ہوا مجھے سوال اب اُٹینگے ترے در سے مر کر میرے اشعارِ فغانِ دل ہیں خسر و ملکِ سخنِ دانی ہوں دل میں پوشیدہ رہیگی کتاب تا رگیو سے نظرِ حبا ابھی</p>	<p>غیر کہتا ہے کہانی میری بے نشانی ہے نشانی میری غیر کی مانی نہ مانی میری واہ رمی بھیچہ دانی میری کبھی اُٹھتی نہیں مٹانی میری قدر کرتا ہے فغانِ میری داد ہے باجِ ستانی میری آتشِ شوقِ مٹانی میری دیکھتا ریشہ دوانی میری</p>
<p>دل کی حالت سے خبر دیتی ہے اثرِ شفقتِ بیانی میری</p>	
<p>دل اسِ بلغ سے جو اُٹا کر چلے وہ مردوں کو زخمِ بنا کر چلے سوئے پر بھی ہے جو انکو غبار جب آئے وہ گورِ غریبان کی سمت</p>	<p>ہوا یاں کی ناساز پا کر چلے ہمیں خاکِ مین کیوں ملا کر چلے وہ مدفن سے دامنِ بچا کر چلے قیامت کا عالم بپا کر چلے</p>

<p>ہمیں خاک ہی سے جو پڑنا تھا کام نہ آیا انہیں کچھ بھی خوفِ خدا ملا لے بقدر سے اعمال کو نہیں میں ہوں موٹی جو لے جانِ ق پہمیر تھے بیچارے عاشق نہ تھے چلے کس لئے آتے ہی جانِ من ق جو ایسا ہی جانا ہے آئے ہی کیوں افاق کی صورت نہ کوئی ہوئی ق نہیں وقت اب تو دوا کا کہ لوگ ترے پاس اب تو چلے لے کریم ق سہارا ہے تیرے کرم کا ہمیں</p>	<p>تو بیکار گھر سے نہا کر چلے ہمیں اپنا بن بنا کر چلے جو کرنا تھا ہم یحسد اکر چلے مجھے سن ترانی سنا کر چلے جنہیں آپ بالابت اکر چلے جو وعین کیا تھا وفا کر چلے یہ کیا آئے تم اور آکر چلے بہت درد دل کی دوا کر چلے عیادت کو آئے دعا کر چلے بہلا کر چلے پاؤں کر چلے نہیں اسکی پروا کہ کیا کر چلے</p>
<p>اثرِ باغِ دنیا سے گل کی طرح جو ہو زربخت زلٹا کر چلے</p>	
<p>اے شمع تو ہی بزمِ سو با چشمِ گرمی دلے عدد کو تیر کی صورت گز گئی</p>	<p>ہم شکلِ دو آہِ نسیم سحر گئی آؤ شبِ فراق مری کام کر گئی</p>

<p>تیری سخاوت اور کہ ہر بد نظر گئی کیا آئے اے صبا مجھے پرواز کا خیال مشقِ جنا کے خوف سے رونے لگا دل میں ہوا سے عرض ہوئی عنایت کو مانا نشاط ہی میں کٹی زینتِ غیر کی مرنے کے بعد کون مرا نوحہ کر ہوا میں مر رہا ہوں کہ ہے غمِ انتظار میں لیکر عدد کو ساتھ وہ پرسش کو آؤں بل کر رہی ہی زلفِ اترنیکو دوش سے</p>	<p>دل کی طرف گئی کبھی سو ہو گئی مدت ہوئی کہ آرزو سے بال ہو گئی جب اُس ستم شعار تک اپنی خبر گئی جب گل کے کان بادِ سحر گاہ ہو گئی اپنی ہی زندگی کسی صورت گزر گئی رونے کو بے کسی ہی فضا ہو گئی کبخت موت کی شبِ فرقت میں گئی وا حسرتا کہ لذتِ درِ حبس گئی آتری اگر تو جان لے ظالم مگر گئی</p>
<p>میں ہی نہ اسکی بزم سے رونا اٹھا اثر آنسو بہاتی شمع بھی وقتِ سحر گئی</p>	
<p>اسِ جان کی کیا تمنا چاہئے کچھ نہیں درکار اسبابِ جان راہِ حق دشوار ہے دشوار ہے ہے سمجھ ہی پر مدارِ عاقبت</p>	<p>آدمی کو فکرِ عقبہ چاہئے ہے جسے مرنا اُسے کیا چاہئے ہر قدم پر فضلِ مولے چاہئے نیک و بد کو خوب سمجھا چاہئے</p>

کیا ہوا مارے اگر شیر و ہنگ	نفس امارہ کو مارا چاہئے
غرق ہی ہوتے گئے اُسکے سوا	کشتی سے کنارا چاہئے
ہن شنیدہ قول شیخ و ہمن	مر کے کیا ہوتا ہے دیکھا چاہئے
غیر غمخواری پہ آمادہ نہ ہو	لذتِ عیش کو چھپانا چاہئے
صبر میں پورا ہمن پائیگے آپ	چاہئے غیر دیکھنا چاہئے
کر چکے برباد میری خاک تک	اب وہ کیا کرتے ہن دیکھا چاہئے
رونق ہنگامہ کو محشر کے دن	تجساک ہنگامہ آرا چاہئے
اک حسدائی کو لئے ہن ہاتھ میں	ان تہوں کا زور دیکھا چاہئے
زندگی بے عشق حکیم موت ہے	خضر کے جینے پہ رونا چاہئے

سرو بال دوش ہے تو بھی اثر

اُسکے ابرو کا اشارا چاہئے

عدو کی آزمائش جب ہماری امتحان تک ہے	تو لازم ہے کہ دیکھو صبرِ شہین بھی کمان تک ہے
لگائی آگ عالم میں ترے سوزِ جدائی نے	ہماری آہ کا شعلہ زمین سے آسمان تک ہے
کسی دن تم زراؤ آنکھ صحرائیں غزالوں سے	ہیں بھی دیکھنا ہی دین آہو کمان تک ہے
رہائی ہو تو سچے کچھن میں عوصلہ دل کا	ابھی تک قوت پر واز شاخِ آشیان تک ہے

عجبت اے منعمونام و نشان پر جانِ تیر ہو نقابِ آسنے جو اپنے چہرہ روشن سی گئی ہو عدو کی تاب کیا ہو گرم پیکارِ سخن ہے خزانِ زندگی ہے تفرقہ اہلِ محبت کا نہیں کم راہِ پیمائی میں ہوں اسے دھنست قدم رکھا ہے اس صحرا میں میری دھنست غمِ الفت کے افشا سے ہی رسوائی سی سوائی	زرا دیکھو نشانِ دالون کی قبر و نشانِ تک ہے نمایانِ نور کا عالم زمین سے آسمان تک ہے زبانِ سوزِ فسانہ کو ہماری داستان تک ہے مرا دنیا میں جینے کا بہارِ دوستان تک ہے تمہاری دوڑ مسجد تک مری مرغ کی کان تک ہے کہ جس میں گردِ راہِ شوق گردِ کاروان تک ہے عدو کا دوستِ بیابانی سے میرا زندان تک ہے
---	--

جہان اندر جہان ہی اسے اثر ترکیبِ عالم کی
کسی کو کچھ نہیں معلوم کہ ہے کھانا تک ہے

مر گئے ہیں صدمہ برقِ رخ پر نور سے اے کلیمِ اعدا سبت کو رخ پر نور سے اس سے پروانہ جلے اس سے جلے انسانِ دل مستیِ فصلِ بہاری کے اثر سے ہو گئے دشتِ مین ساگر کو تیرا وحشی او پری کے دل میں ناصحا عشقِ حسین ہو تا نہیں	اے صنم بنو ہماری قبرِ سنگِ طور سے اپنے داغِ دل ہو سے روشن چراغِ طور سے شمع کو نسبت نہیں تیرے رخ پر نور سے سجھتا ہر کے دانے دانہ انگور سے مثلِ مجنون بہا گئے ہیں بیدِ مجنونِ دور سے دل کو بہلاتا ہو زاہد ہی خیال سے
--	---

برق سے کچھ کم نہیں حدت میں ایسا کالج	تو نے کیا شیر کی ہر تیز رنگ طور سے
کس قدر یارب ہوا ہی یادہ کوئی کور واج	ہیں انا الحق کہنے والے سیکھو منصور سے
مبعد سے سپا نہیں ہوتے کرم میں اہل	راہ ملتی ہے مسافر کو چہرے دور سے
کیا فروغ ظاہری سے فائدہ باطن کو ہو	گور کی غفلت نہیں جاتی چہرے گور سے

عشق کا آزار ہوتا ہے سراسر جان گل
ہاتھ اٹھایا لے اشر سے دل رنجور سے

شراب خون جگر ہی ہو کر شراب ہم لیکو کیا کرینگے	گزر کی جا ہو دل برشتہ کباب ہم لیکو کیا کرینگے
ہزار پردہ میں تم چپاؤ چہ حسن چہتا نہیں بچاؤ	تمہارے عارض یہ کہہ ہیں نقاب ہم لیکو کیا کرینگے
ہمارے نقد دل و جگر کو حساب کے بعد پیردینگے	حساب لینے کا افسے حاصل حساب ہم لیکو کیا کرینگے
ہمیں جو بھیجا ہی تھے مصحف تو یا حرف آتش بزم	دکھاؤ اپنا رخ کتابی کتاب ہم لیکو کیا کرینگے
تمہیں مبارک ہو شیخ صاحب پاؤ میں یوں جاننا	ہمارے چہرے پہ جبریاں ہیں خضاب ہم لیکو کیا کرینگے
ازل میں موقع جو ہو ملتا تو اپنی خالق جو خلق کرے	کہ حسرت نکا ہی یہ زمانہ شباب ہم لیکو کیا کرینگے
جولے چکے ہیں ہماری دلوں کو تو آپ اسکو خوشی رکھیں	ہمارے کیا کام آئیں گے جناب ہم لیکو کیا کرینگے
جب ابتدا ہی شوق دیدہ حال اتنا ہو جھکا ایل	خدا سے ناوا ان کمانہ پہ کیوں جناب ہم لیکو کیا کرینگے
دل پر آشوب وقت قسمت ہمیں یہ کہنا تھا میری نسبت	لے تو اچھا طر آتی خراب ہم لیکو کیا کرینگے

<p>بتوں کی اُفت سے باز آئیں مگر جو دل لاج و اُجا جو منع کرتا ہے دل نہ دینگے بتوں کو ناصح مگر خدا نہیں کچھ اُمید رست باقی رہی ہے ہیات اگہ بھی</p>	<p>غدا بے جان پڑ گئی ہے ثواب ہم لیکر کیا کرینگے باد سے تو ہی کہ اس طرح کا غدا ہم لیکر کیا کرینگے جواب قاصد جو لائیگا بھی جواب ہم لیکر کیا کرینگے</p>
	<p>خدا کی بخشی ہوئی ہے وقعت اشر نہیں کوئی نعمت مٹی ہے جب عزت سیادت خطاب ہم لیکر کیا کرینگے</p>
<p>منظور ہو جو سیر تہین لالہ زار کی زلغین جو سونگہ لی ہن مرے گلغزار کی ایسی نہوتی شکل مرے جسم زار کی کتھتے ہن کب سے راہ ہم اُس شہسوار کی منہدی ہے شعلہ رنگ جو دست نگار کی نکمت ہے ہر دماغ میں گیسوے یار کی گردش فسان سے کم نہیں چٹانِ یار کی دل میں جو ہے ہوا کسی گلگون سوار کی تعریف ہر زبان پہ ہے دندانِ یار کی ہو طبع کیف خیر نسیم بہار کی ہر حرفِ چین کو تاب کہان میرے وار کی</p>	<p>دیکھو بہار میرے دلِ دغا دار کی ہے سانس مشک بنِ نسیم بہار کی لینے خبر جو آپ دلِ بقیرار کی مٹی منو خراب بہار غبار کی سوزِ حد سے جلتی ہن شاخینِ چار کی عالم سے قدر اُٹھ گئی مشکِ تار کی تیزی نگاہ میں ہے سرو ہی کی دہار کی اک کٹری ہوئی ہے سانس نسیم بہار کی ہے آب آب آب دُرِ شاہوار کی مستانہ جنشین ہن ہر اک شاخار کی برشِ زبانِ خامہ میں ہے ذوالفقار کی</p>

تکتا ہوں راہِ روزِ مدفن سے یار کی
 اشبہ ہیں جسم مار سے زلفین جو یا کی
 خود داریاں دکھاتے ہیں اہل وقار کی
 عزت نگاہِ عشق میں کیا مالدار کی
 جسم جڑی لگی مژدہ اشکبار کی
 بیٹھے پہ خستیاں نہ مرنے پہ اختیار
 مان بھی ہزار بار نہیں بھی ہزار بار
 مہون شیر دل مزاج بھی پایا ہی شیر کا
 کیونکر کریں نہ آہو مضمون کو صید ہم
 اے بلبل اسیر تجھے کچھ خبر بھی ہے
 سنا نہ جوم جوم کے کیوں آتی ہو گھٹا
 کیونکر نہ مہر و ماہ کریں تو تیاے چشم
 ہر دن ہمیں دکھاتا ہے صدمہ نئے نئے
 چائی ہے میکدے پہ گھٹا پیچے شراب
 میں مر گیا جو مصحفِ رخسار چوم کر

عادت گئی نہ بعدِ فنا انتظار کی
 شانے نے شکل پائی ہے دندانِ باری کی
 جنگو کبھی ہوا نہ لگی ننگِ معار کی
 ہے کنکری عقیق بتوں کے دیار کی
 اے گل ہوا ہے آبر وابر ہبار کی
 اپنی تو کوئی بات نہیں خستیاں کی
 کچھ بھی تمساری بات نہیں اعتبار کی
 آتی ہے مجھ کو برس ہوا کو ہسار کی
 ہوتی ہے دل میں شیر کے غبٹ شکار کی
 ہے دھوم آمد آمدِ فصلِ ہسار کی
 ساتی ہے اسین روح کسی میگسار کی
 ہے خاک اے سوار ترے خاکسار کی
 جز موت حد نہیں ستم روزگار کی
 ہے یہ دلیلِ رحمت پروردگار کی
 قرآن کی لوح لوح ہے میرے نزار کی

کیونکر سپین نہ ساغر مے ہم علی الحساب
 خلق خدا پہ رحم کرے بانی ستم
 کچھ رحمت خدا کا بیسان یکدی میں کہ
 زاہد نہیں نمود ہے بادل کی بے سبب
 اے دل غم جان کو نہیں صورتِ قرا
 بے فیض ہے ہمیشہ سے ایدل نہالِ عشق
 آنکھوں سے تیری آنکھ برابر نہ کر سکی
 جنت میں زیر سایہ طوبی کمان و چین
 او بانی ستم دلِ نازک کو تو نہ توڑ پڑ
 خالِ سیاہ عارضِ گرد و ن پہ ماہ ہو
 عجائبا فلک بھی مری طرح خاک میں
 چوٹا چمنِ قفس میں پڑی آشیانِ جلا
 کھلا رہے ہیں قید میں مدتِ آویزون
 ساغر ہمارے سامنے مے سے ہوا ہے
 چادر ہمارے جسم پہ ہے آبِ چشم کی

زاہد نہیں کہ منکر ہو روزِ شمار کی
 آہن ہیں دگر آتش ہر اک دلفگار کی
 واعظ تجھے قسم ترے پر در و گار کی
 پٹنچی دغا فلک پہ کسی بادِ خوار کی
 تھوڑی ہے عمر زندگیِ مستعار کی
 اُمید اُس سے کیا ثمر خوشگوار کی
 نرگس کی آنکھ آنکھ ہوئی شرمسار کی
 حسرت ہے دلوں سایہ دیوار کی
 یہ بکسی میں آس ہے اُمید دار کی
 صورت جو دیکھ لے مری شب ہاتھ مار کی
 آندھی اٹھی اگر مرے مشتِ غبار کی
 ببل کے کیا خلافت ہوا تہی ہمار کی
 تلون کو آرزو ہے بیابان کے خار کی
 ساقی عذابِ جان ہی صعوبتِ خار کی
 آئی پسند وضعِ ہمیں آبشار کی

<p>انسان کو بعد مرگ بھی حاجت ہو چار کی ہر دم ہمارے دل میں ہو حالت فشار کی ہر ذرے سے ہے شان عیان کردگار کی</p>	<p>محتاجانِ بہنِ زبیت کی باہر شمار سے جیسے کہ ہمکار کب اُسے غیر کو کچھ قبہ جزوِ کل کی نہیں کائنات میں</p>
<p>گنجِ قفس ہے پر بھی نہ باہر ہوئے اثر دل میں ہمارے رہ گئی حسرت بہار کی</p>	
<p>ہم رندِ خندِ چوڑ سہارا نہیں کہتے قارون کے خزانے کی بھی پروا نہیں کہتے ہم دل میں کوئی حسرت دنیا نہیں کہتے پروا کریں کس چیز کی ہم کب نہیں کہتے آگے برے اک کاہ کا رتبہ نہیں کہتے دنیا کی طلب طالبِ مولیٰ نہیں کہتے ہم تیرے سوا کوئی وسیلہ نہیں کہتے عاشقِ ترے قارون کا خزانہ نہیں کہتے جینے کی ہو س موت کی پروا نہیں کہتے</p>	<p>زاہد کی طرح زہد پہ تکبہا نہیں کہتے آزادِ غمِ دولتِ دنیا نہیں کہتے غرّت کی ہو س زر کی تمنا نہیں کہتے دل گنجِ قناعت کی بدولت ہو تو نگہ سو کوہِ اگر لعلِ بدخشان سے بہرے ہوں جو طالبِ دنیا نے دنیٰ میں کو اُن سے دارین میں اے نائبِ سلطانِ دو عالم کیا مذر کریں دل کے سوا اے شہِ خوبان راضی بر صفا ہیں ترے آزادِ محبت</p>
<p>دل میں ہے جو پوشیدہ اثرِ عشق کی لبت</p>	

ہم اسکے سوا اور دھینا نہیں رکھتے

کیا مجھ کو غرض رکھتے ہو تم یا نہیں کہتے
 صد شکر کہ ہم شیوہ اعدائیں کہتے
 جینے کی ہوس عاشق شیدا نہیں کہتے
 اس دکھ کی دوا حضرت عیسیٰ نہیں کہتے
 اے غیرت گل لالہ صحرائیں نہیں کہتے
 بیکار کسی شخص کو ہٹلا نہیں کہتے
 واقف ہیں کہ ہم خون کا دعویٰ نہیں کہتے
 یہ کام ہیں ایسے کہ نتیجہ نہیں کہتے
 ہم ظلم کسی پر بھی گوارا نہیں کہتے
 کیا دیکھیں تجھے دینِ بیانا نہیں کہتے
 پر میرے لئے حکیم سیما نہیں کہتے
 افسوس کہ وہ قصہ تماشا نہیں کہتے
 اتنا تو کلیجہ مرے اعدائیں کہتے
 باتوں نے دکھاتے ہیں کہ گویا نہیں کہتے

مجھے نہ کو عشقِ عدو کا نہیں رکھتے
 قسمت سے گلابخت سے شکوائیں کہتے
 جب چاہیں مجھے قتل کریں آپ خوشی سے
 تھے مرضِ عشق نہ جابگیا طبیبو
 جو داغ دئے ہیں تری فرقت میں خون
 سر پہوڑنے دو چارہ گرد ہاتھ نہ رو کو
 بخوف نہ کیوں عرصہ محشر میں وہ آئیں
 دل دیجئے سر پہوڑے مر جائے لیکن
 اغیار سے کیوں بچ کرین تیرے ستم کا
 سکر ہیں ترے حسنِ دل افروز بے محروم
 لب انکے ہیں جان بخش نہیں سہیں سخن
 جلا دے ہاتھوں مرے پرزی تو اڑینگے
 دل چیر کے خونِ سب قاتل میں لگائیں
 شکوہ نے دل انکا تو بہار ہوتا ہے ہم

<p>افسردہ مزاجی نے بنایا ہمیں بیکار پہنچی ہے کہاں انکی عداوت کی ترقی</p>	<p>وہ دل نہیں رکھتے وہ کلیجہ انہیں کہتے وہ میری محبت بھی گوارا نہیں رکھتے</p>
<p>آنسو ہیں کہ جاری ہیں اشروں میں تر سے رونے کے سوا تم کوئی دہندہ نہیں کہتے</p>	
<p>خامہ شج آؤ تہ مبار سے حسرت دیدر بخ دلدار سے ابر آنے جو متے کسار سے کام کیا تھا ہکو کوئے یار سے دین گریبان تو بون رکتے نہیں جوشش حیرت سے کوئی یارین سبزہ نوخیز کا تختہ بنا بھردے ہیں گوش گلمائے چمن تلخ باتیں کہیں نہیں بیدرد نے بنکے غمقا ہجر کی شب اڑ گئی کا پنتا ہے بید مجنون کی طرح</p>	<p>کم نہیں منفار موسیقار سے ہو گئے ہم نگر س بیمار سے کون جائے خانہ خار سے جا پڑے ایل ترے اہرار سے سی دے اے غم آنسو کو کتار سے ہو گئے ہم نقش بردیوار سے آسنہ عکس خط رخسار سے تو نے بلبل نالہ ہائے زار سے زہر ٹپکا عمل شکر بار سے نہید میرے دیدہ بیدار سے قیس میرے وادی پر خار سے</p>

<p> دورہ دورہ غیرتِ خورشید ہے دشت میں ہر شب سا کرتے ہیں ہم تیرا ہمیں محبتِ تنوع میں ۛ اے بتِ نازک تری پتلی کمر ہوں وہ بلبلِ بیدیاں میری جو کھائے </p>	<p> کسے جہانگار وزنِ دیوار سے قصہٴ مجنون زبانِ خار سے سر کو ٹکرا باکسیا دیوار سے ہے مشابہ میرے جسمِ نار سے نغمہٴ نکلے زاغ کی منقار سے </p>
<p> غم میں تنہائی ہے راحت لے اتر کیوں نہ بہاگون صحبتِ غمخوار سے </p>	
<p> دل آئے بڑکے ضدی اور وہ ضدی سوا نظر آتی ہے لیے اسے نکالے اپنے محل سے کھٹنا کیوں نہ مشکل ہو الم کے چاؤ بیل سے عجب آشفۃ خاطر قیس ہر بتیابی دے کمانِ اہلِ فضیلت ہیں نین میری سخنِ سخی سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ اک وقتِ معین تک بدیسی ہر وجودِ خالقِ ارض و سما ایدل کوئی جز داوہِ دانا نہیں اسرار سے واپس </p>	<p> ہماری جان کو ہر سامنا مشکل سی شکل سے مگر پردہ ہر چشمِ قیس پر بتیابی دے غضبِ دل کا مجھستہ کسی زیرِ و شاک کبھی لیے سے متا ہی کبھی لیے کو محل سے مرے اشعارِ دیتیو ہیں خبرِ علمی مسائل سے تعلقِ روح کو رہتا ہی کیونکر قالبِ گل سے نہیں حاجت کر و ثابت کوئی علمی لائل سے معائے جہان حل ہو نہ عالم سے نہ جاہل سے </p>

زہے اے باغبان گلشن قدرت ترے صدقے
 نظر بازون کو سیر گلشن ایجاد لازم ہے
 میں ناقص ہوں مگر روح القدس ہو کہ حقیقت نے
 یہی آئین عالم ہو کہ حق حست دار پاتا ہے
 ترے روئے منور سے قمر اے یار رکھتا ہے
 کمال حسن پر خوبان عالم لاف زن کیوں ہیں
 کہیں ملجائے نیری دید کی بہیک اے شہِ خوبان
 ستائیں ہم جو اپنے نالہ دلہوز گلشن میں
 جہان میں قدر ہے معشوق کی عشاق کو دم
 عجب انداز سے پیری چری قاتل نے گردن
 تو اے بحرِ ملاحت کس طرح سے کنارے ہو
 یہی ہو وقت اے خضر طریقت و شگیری کا
 سیرتِ سلیم میرا جب جھکا شوق شہادت میں
 عدد کی گرمی صحبت سے بڑکی آگ جب دہن
 وہ مجنون ہوں کہ بچپن میں جنون نے اپنی تانے

نکلتے ہیں ہزاروں رنگ کو گل ایک ہی گل سے
 تماشا ہے بنے ہیں بلبل گل ایک ہی گل سے
 ملایا مجھ کو روح تیرے اُستادِ کامل سے
 نپائے مدعی و ادِ سخن دعوائے باطل سے
 وہی نسبت جو ناقص کو ہوا کرتی ہو کامل سے
 زوالِ حسن کی صورت تو پوچھیں ماہِ کامل سے
 درِ دولت سرا پر ہم کھڑے رہتی ہیں ساگل سے
 لہو شپکے عوضِ نفی کے مفتِ اعادِ کامل سے
 ملا ہے گل کو رنگِ برتری عشقِ عادل سے
 جزا کا اشد کی نکلی صدِ اخلق و ہمِ بھل سے
 کبھی دریا نخل سکنا نہیں آغوشِ ساحل سے
 قدم آگے نہیں اُٹھتا پڑا ہوں دور منزل سے
 صد گھرِ حسابِ نکلی زبانِ تیغِ قاتل سے
 اٹھے ہم شعل و دِ شمع اُس مہر کی مغل کی
 مری خاطر بنایا تھا کھلونا قیس کی گل سے

جو تو کہتا ہے اے مجنون ہی کہتی ہیں بچہ
 دیا کرتے ہیں عاشق جان شیرین شوق بوسہ
 مری تقدیر میں کیونکر نہ تویر کا عالم
 شبِ متابِ ہجران زلفِ جانان کی برابر
 مری فریادِ دل نے کر دیا بے حس سینوں کو
 شبِ تاریکِ بیمِ موج و گردِ اوجِ چینِ جاں
 ہمیشہ خاکساری سے مری پس پارِ دشمن
 حسین بھی گردشِ افلاک سے پانی نہیں پڑا
 فرشتوں کو پہنسا یا حسن آدم زاد نے کیا ہی
 نہ اپنے منہ لگا جب چشمہٴ حیوان کا بھی پانی
 سناٹگی نہیں رو رو کے سوزِ غم کا افسانہ
 خدا کو چور کر تم دشمنِ ایمان سے ملنا ہوں
 دکھاؤں جذبہٴ دل کی اگر تاثیر لے جنوں
 عدم میں چین تھا آئے جان میں غم اٹھانیکو
 زبانِ شمع کیا بتلائے لذت جاگدازی کی

انا لیلیٰ کی آتی ہے صد اشوہر سلاسل سے
 لبِ شیرینِ تہارے کم نہیں زہرِ بلاہل سے
 زبانِ اپنی بنی ہے شمعِ محفلِ شورشِ دل سے
 مہِ کامل نہیں کچھ کم رخِ پر نور کے تل سے
 بتوں کے گوش کر کیونکر نہون شورِ جلاہل سے
 وہی جانے جو ایسے وقت میں مود و ساحل سے
 برنگِ سایہ میں آگے رہا اپنے مقابل سے
 ہمیشہ کام رکھتا ہی قمرِ قطعِ من ازل سے
 نخل کتے نہیں تار و زخمِ حراہِ بیل سے
 بھائی پیاس ہے خضر آبِ تیغِ قاتل سے
 کوئی شب پوچھنا احوال میرا شمعِ محفل سے
 بتو چلنا نہیں کچھ بس مرانا چار ہون ل سے
 نخل آئے ابھی لیلے ترنگہ اپنے محل سے
 خدا جانے سمجھ کر کیا اٹھے آرامِ منزل سے
 مرا سوزِ محبت کا کوئی پوچھے مر و دل سے

<p> نہیں فریادِ شیوہ در دستِ انِ محبت کا مسخر کرتے ہیں پر یوں کو منعمِ زورِ دولت سے سپردِ یونگی اپنی ہوئی شوقِ شہادت میں دمِ آخر تم آئے دیکھنے بیارِ ہجران کو جدا انداز ہوتا ہے مری جان دلوں سے خدا کے گہر میں بجھو لے صنم ہے جگہ دی ہے کسلے ہیں بھول داغِ غم کے آہن سر و ہر تالچہ </p>	<p> صد پیدائشیں ہوتی شکستِ شیشہ دل سے عمل میں تیز تر نقشِ درم ہی نقشِ عامل سے سلامت دشت میں پہنچے ٹھکر کوئی قافل سے تمہارا نام سُکرا سے کہوئی اکہہ شکل سے بہت تم مجھے ملے ہو مگر ملے نہیں دل سے کمان جاتا ہے او کا فر ٹھکر خانہ دل سے ہوا کیا ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہو گلشنِ دل سے </p>
---	---

دل پر داغ پر کیوں داغ تازہ روزِ کمانے ہو
 اثرِ کچھ فائدہ حاصل نہیں تحصیلِ حاصل سے

<p> طاقتِ ضبطِ فغان اب نہیں صباؤ مجھے ہوسِ سیرِ گلستان ہوئی صباؤ مجھے کر چکی جب مری پرواز کی طاقتِ بڑھ راہِ عجلت کو ندے کام نہ کر بے سوچے لینگے مجھے نہ سبقت کہیں فرماؤ ناکہ کرتا ہو قاضائے جوائے تازہ </p>	<p> دم گٹا جاتا ہر دے رخصتِ فریاد مجھے فصلِ گل آتی ہے کرفید و آزاد مجھے تب کیا قید سے صباؤ نے آزاد مجھے لئے جاتا ہے کمانِ ادبِ ناشاد مجھے کتبِ عشق میں سے رہے استاد مجھے اس سے مرکزِ نہیں شکوہ بیداد مجھے </p>
--	---

<p>کوئے جانان سے نلیجائی خونِ صحر داورِ حشر سے کیا دادِ جنا کی اُشید</p>	<p>بیڑیاں پانومین درکار ہیں حداد مجھے لے سنگرمین جب عادتِ فریاد مجھے</p>
<p>خون بہا لیتا ہوں جب جوشِ خون ہوتا ہے خارِ صحر ہے اثرِ شترِ فساد بچے</p>	
<p>حسن کی جنس خریدار لئے پھرتی ہے دردِ حسرتِ دلدار لئے پھرتی ہے عدمِ آباد میں آنے کا سبب ہو ظاہر دلِ سوزان سے نہیں کوئی نشانِ ظلمت آتے ہی فصلِ خزان بلبِلِ شید اہلکی دیر و سجد میں تمنائے زیارت کسکی دشت میں قیس کو کیا آئے نظر جب لیلے دورِ ساغر میں نہیں کفِ سرِ بادہ ساقی خونِ فریاد سے یچیں ہے روحِ شیرین گل سے کیوں کہہ نہیں دیتی ہو پیامِ بلبِل مانتا ہی نہیں لیلے کی کرے کیا لیلے</p>	<p>ساتھ بازار کا بازار لئے پھرتی ہے سرِ ہر کوچہ بازار لئے پھرتی ہے جستجوئے کمرِ یار لئے پھرتی ہے شعلِ آہِ شبِ تار لئے پھرتی ہے ہر طرف گل کی جگہ خار لئے پھرتی ہے تکڑے کافر و دیندار لئے پھرتی ہے ساتھ میں گرد کی دیوار لئے پھرتی ہے دختِ رزِ شیخ کی دستار لئے پھرتی ہے میتوں سے بھی گران بار لئے پھرتی ہے اپنے سرِ بادِ صبا بار لئے پھرتی ہے ساتھ میں قیس کو تا چار لئے پھرتی ہے</p>

<p>خون میں ڈوبی ہوئی منتار لٹو پھرتی ہے پھول منتار میں بیکار لئے پھرتی ہے صورت مرغ گرفتار لٹو پھرتی ہے ساتھ محشر تری رفتار لئے پھرتی ہے سر پہ الزام کے کسار لئے پھرتی ہے گردش چرخ ستمگار لئے پھرتی ہے لپے کتوں کو یہ مردار لئے پھرتی ہے</p>	<p>صدمہ پہنچا کسی گل کو کہ چمن میں لبیل کشتہ ناز کی تربت نہ ملیگی لبیل طارِ دل کو ہوائے خم زلفِ صیاد جنیش پاسے ہے گلیوں میں قیامت بپا کو کہن خود تو سبکدوش ہو پر شیرین دشتِ غربت میں نہیں پتہ راہوں خود آواہ ساتھ دنیا کا نہیں طالب دینا دیتے</p>
---	---

حسرت دیدار حضرتِ آتش کی طرح

پیشِ روزن پسِ دیوار لئے پھرتی ہے

<p>پھرون مہین رہتی ہی بیہوشی سی بیہوشی مدہوشی ہے ہشیاری ہشیاری ہی مدہوشی سفاک مبارک ہو تج کو بھی سبکدوشی کہتے ہیں جسے جنت ہی غم کی فراہوشی شیوہ ہے کمینوں کا احسان کی فراہوشی تار تو ہے یا رب کر میری خطا پوشی</p>	<p>جب تیرے تصور سے ہوتی ہی ہم اغوشی یہ راز کھلا ہم پر ہنگامِ مستوح نوشی سردیکھے ہوئی ہو کو مدفن سے ہم اغوشی کس منکر میں ہی زلہ کر خوب قبح نوشی ہم تیرا کرم کیونکر لے پیرِ مغان بہو لین شرِ سندہ عصیان ہو محشر میں ترا بندہ</p>
---	---

<p> بیوجہ نہیں زاہد کعبے کی سیہ پوشی ہے مغل خوبان میں تنجانے کی خاموشی اے مرگ کمان ہر توکر ہے ہم آغوشی زکس تھے حیرانی سوسن تجھے خاموشی آئے کو تھا سکتہ خود اسکو تھی بیہوشی پیری میں بڑی رحمت ہر تیری فراموشی اے رشک چمن گل کو ہوتی جو سبکدوشی اس جلوہ نمائی پر اے یار یہ روپوشی ہم رندوں کی مے نوشی زاہد ہے بلا نوشی جنت میں کمان زاہد ہستی کی فراموشی </p>	<p> درپردہ ہی ماتم میں غم اسکو بتوں کا ہی صورت نے تری سبکو تصویر بنا ڈالا دشمن سے گلے ملا وہ شوخ نظر آیا یہ راز نہیں کہلتا کیون دی چمن آرا نے مشاطہ ہی کیا غش تھی آرایش جان پا نے اے یاد جوانی تو سر مایہ رحمت ہی مانند صبا سر سے کوچے میں ترے پرتا پردہ نہیں زمین شتاق تماشا سے کیا کیا غم ساقی میں پیے تھیں لہو اپنا ہستی کی فراموشی آرام کی صورت ہے </p>
--	--

بالین اثر پردہ آئے بھی تو کب آئے
 جب نزع میں طاری تھی بیچارہ یہ بیہوشی

<p> گل اے نسیم بلغ میں کیا آؤ کیا گئے وہ سیر بلغ میں یہ نب گل کھلا گئے جب ہم نہ تھے پسند کین کے تو کیا گئے </p>	<p> دو چار دن ہمار کا عالم دکھا گئے گل اور عند لب میں جب کڑا لگا گئے کعبہ گئے مدینہ گئے کربلا گئے </p>
---	--

تنہی دیدنی بہار ہمارے غبار کی
 بانگِ جرس نہ غلغلہ کو سبھی صبح دم
 مدت پہ دل میں آیا تھا اسد کا خیال
 دم بہرہی بے جرس نہ رہا کاروانِ عمر
 منہ لیکے غیر رہ گیا دورِ اخیر میں
 کیا تم کو اے کلیم بتاؤں کہ کیا بنی
 بزمِ عدو میں آ کے وہ بیٹھے عدو کو پاس
 قسین نہ کہانی مجھے کوئی کلمہ نہیں
 صد کی ہے اور بات و گرنہ پئے جہا
 مرتے ہیں خضر سبزہ رخسارِ یار پر
 اہلِ جان کو دیدہ عبرت سے دیکھئے
 اے آسمان نہ جان کہ مدفون ہوئی ہیں ہم
 بیباک تم ہوا یہ تو محشر میں اے بتو
 ناحق کی ہے پرشِ ایمان ہوا عیندا

آنکلی گلی میں ہم سرِ دوش صبا گئے
 جو قافلے عدم کو گئے بے صدا گئے
 کس وقت اے بتو مجھے تم یاد آ گئے
 نالے ہمارے ساتھ بجائے درا گئے
 جو کچھ رہی سہی تھی اُسے ہم چڑھا گئے
 وہ بے نقاب سامنے میری جوتا گئے
 چلنے کو جب ہوئے تو اُسے گہر بلا گئے
 شب کو عدو کے گہر نہ گنو آپ با گئے
 اغیار کیا بڑے تھے کہ ہم اُنکو بہا گئے
 سن لیں اُن ایک روز کہ وہ زہر کھا گئے
 نئی جننے چشمِ لطف وہ آنکھیں چرا گئے
 تیرے ستم کے ڈر سے زمین میں سما گئے
 کیا جانیں کیا کرو گے جو پیشِ خدا گئے
 تو پوچھ اُن سے جو ہیں کافر بنا گئے

جب کہو چکے تو سادگی طبع سے اثر

آنکھی گلی میں ڈھونڈ رہے دل بارہا گئے

جہان میں ہوتی ہیں گستاخوں کا دم ایسا ہی ہوتا ہے	مگر ہم پر جو ہے تیرا ستم ایسا ہی ہوتا ہے
حدو کے آتے ہی رونق سدھاری تیری	معاذ اللہ انسان کا قدم ایسا ہی ہوتا ہے
سکاوٹ ہی خلش ہی چپیر ہی ایذا پہ ایذا ہے	ستم اہل وفا پر دم بدم ایسا ہی ہوتا ہے
حسینوں کی جہان میں ہی تلون سی نہیں خالی	ستم کے بعد کرتے ہیں کرم ایسا ہی ہوتا ہے
دل مجبور آخر انتہا ہے ہر نحوست کی	کبھی سعدین ہوتے ہیں بہم ایسا ہی ہوتا ہے
نکمر شکوہ ہماری بے سبب کی بدگمانی کا	محبت میں ترے سر کی قسم ایسا ہی ہوتا ہے
منور و جدائی سے جو واقف اُنکو کیا کہی	ہمیں وہ دیکھ کر کہتے ہیں غم ایسا ہی ہوتا ہے
بتوں کے مٹنے جلنے پر بچا نا لے دل نادان	بڑھا کر ربط کر دیتے ہیں کم ایسا ہی ہوتا ہے
ہمیں بزمِ حدو میں وہ بلا تے ہیں تناسے	کرم ایسا ہی ہوتا ہے ستم ایسا ہی ہوتا ہے
جگہ دی مجھ کو کبھی میں خداے پاک نے زاہر	تو کہنا تھا کہ مقبولِ حرم ایسا ہی ہوتا ہے

ہوا کرتا ہے سب کچھ اے اشرار کی خدائی میں

کرین دعوئے خدائی کا صنم ایسا ہی ہوتا ہے

بے حرے گل چمن میں کیا بہارِ نغمہ ہے	گوشتِ دل سے کاوشوں پر خارِ خارِ نغمہ ہے
اکم نہیں فصلِ بہاری سے بہارِ نغمہ ہے	تازگی بخشِ دل مردہ عذارِ نغمہ ہے

مطر بان خوش نواہن ساز گار اہل شوق	منزل مقصود بدر حالان و بارِ نغمہ ہے
شرع ہے قانون عقلی و اعطا برہم نہو	صرف چند اصواتِ موزون پر مدارِ نغمہ ہے
آگے آگے کیوں نہ عاشقِ گوش بر آوازِ ہون	ہر سخن کو جکے حاصلِ امتِ بارِ نغمہ ہے
آشنائی ساز لذتِ ہر دلِ اربابِ شوق	طبعِ ناموزون زائدِ شہرِ مسافرِ نغمہ ہے
کچھ لبِ شکرِ نشان سے جوہن میں نغمہ نیر	بلبلِ شیرین زبانِ اُمید و بارِ نغمہ ہے
کوئی فصلِ گل میں و اعطا کس طرح تو بہ کرے	یہ تو وقتِ یکیشی ہے روزِ گارِ نغمہ ہے
موجِ غلط پابندیِ فطرت کو کیا باطل کری	دل رہیں جذبہ بے خستیاںِ نغمہ ہے
نیرے دل پر زائد ہوتا نہیں کچھ بھی اثر	موم کرنا ورنہ پتھر کو بھی کارِ نغمہ ہے
ہر صدائے خوش دلِ محزون کو بیانی کی شکل	لاکھ پردے میں بھی ظالمِ مقبرِ نغمہ ہے
حکم سے اسپر بھی کیا قاضی نے جاری کر دیا	شہر میں ہر سمت برپا گیر و بارِ نغمہ ہے
مبتلا سے آفتِ صیا و کیا بلبلِ ہوتی	درہم و برہم چمنِ کارد و بارِ نغمہ ہے
گوشِ دل سے کوئی پوچھے بڑھائیِ لطیف	آگے اس شیرین سخن کے کیا شمارِ نغمہ ہے

ہے گرانِ بزمِ طرب اس بت کی فرقت میں

اکوہ سے سنگینِ یادِ محب کو بارِ نغمہ ہے

پنچے میں آئے آج صنیعِ شکار کے

اک ہل میں ہم شکار ہوئے چشمِ یار کے

آنکھیں بنائیں یار کے دیدار کے لئے
 کیا دور دور کرتے ہیں راحت سانیان
 راو عدم میں سب کی سواری ہوا کی ہی
 جانناز کا ہے کام کہ کھیلے قسا عشق
 اے بادشاہ جن ترے در کے ہیں فقیر
 ظرف وضو بناتا ہے جام شراب بھی
 لہرا رہا ہے دھین جواں زلف کا خیال
 تو اپنے شرمسار سے ہوتا ہے شرمسار
 سفاک تیری دید کی ہے دل کو آرزو
 اہل عدم کی نیست پہ کیونکر نہ آئے رشک
 جسے پٹ کر سوتے ہیں اُس بیت کے ساتھ ہم
 پہیلی ہوئی ہے گیسو مشکین کی بونیم
 نکلا ہے آج سیر کو وہ نو بہارِ حسن
 بعد فنا بھی ہے اثرِ دل شکستگی
 منزل سوا قرار نہیں آنکھوں کو راہ میں

قربان جائے کریم کردگار کے
 دستِ کرم دراز ہیں پروردگار کے
 دنیا سے لوگ جاتے ہیں کاندھویہ چار کے
 دل اٹکائے نئے جیت لیا جان ہار کے
 قیصر کے ہم غلام نہ بندے ہیں زیار کے
 شہی دہری ہے چاک پہ آگے کھار کے
 تارے شبِ فراق میں چہالے ہیں ہار کے
 یارب زہی نصیب ترے شرمسار کے
 روزن بنادے سینے میں اک تیر مار کے
 سونے ہیں کیا ہی چین سے اندر فرار کے
 پنجے میں ہیں رقیب عذابِ فساد کے
 یا کھل گئے ہیں سیکڑوں نافے تنار کے
 مدت پہ دن پھرے چمن روزگار کے
 ہنس رہے ہیں چور چور ہمارے فرار کے
 جو ہیں سوار اہلِ لیل و نہار کے

<p>کیا اس سے مجھ اسیر کو حاصل اگر صبا صیاد تجھے آہوے دلو مفسر نہیں اے ماہ میرے داغ جدائی کا کہ حساب تو اپنے برقِ حسن کے کشتے کی قدر کر بکھری ہوئی ہے زلف جو اس گلغذاری انسان میں بھی ہر جن کی طرح آتشِ غرور کس شمعِ رو کے عشق میں جل کر ہوا ہوں خاک شاعر کے اختیار میں لطیف سخن نہیں</p>	<p>موسم گیا حنڈان کا دن آئے بہار کے نیرے غزالِ چشم ہیں چیتے شکار کے تارے ہیں آسمان میں دانے شمار کے نگو ادے کوہِ طور سے پتھر مزار کے جو کے ہیں شک بیز نسیم بہار کے آئے کمان سے خاک میں اندازِ نار کے پروانے زائرین ہیں میرے مزار کے حسن قبول ہاتھ ہے پروردگار کے</p>
<p>دنیا کے در و دریغ دوامی نہیں اثر دن ہیں قلیل زندگی مستعار کے</p>	
<p>نیرنگ دیکھے چمنِ روزگار کے کچھ اے وہاں گورِ خدا کے لئے بتا نخلِ زرِ کعبہ کٹھے ہیں پھار کے واسطے طاؤس ناپتے ہیں بیابانِ رقص ہے قندیل جاڑ لپ نہیں مالِ کچھ اثر</p>	<p>گل کی نمود ہوتی ہے پہلو میں خار کے کیا گزری مرنے والوں پہ اندر مزار کے آئے قدم چمن میں عروسِ بہار کے گھاتی ہے عنذیب ترانے پہار کے یہ سب کے سب تاشے ہیں شہنائی تار کے</p>

۲	مرنے پہ کام آتی ہے ایمان کی روشنی	۲	پچھل تو اس چراغ کو اندر مزار کے
۳	انکھوں کا حال کس سے کہیں اور کیا کہیں	۳	تب لوگ اور ہی تھے ہمارے دیار کے
۴	تھے درد مند کام بھی کرتے تھے درو کے	۴	ہوتے تھے چارہ ساز ہر اک دلفگار کے
۵	مسکین و ناتوان کی لبا کرتے تھے خبر	۵	پرساں حال ہوتے تھے بے روزگار کے
۶	اہل کرم سے ملک خدا تھا بسا ہوا	۶	مطلب برار ہوتے تھے مسیدوار کے
۷	آپس میں تھی شریفوں کے رسم برابری	۷	بیدل بھی بیٹناست برابر سوار کے
۸	دل میں بھری تھی ایسی شجاعت کہ وقتِ ا	۸	ہوتا تھا ایک شخص مقابل ہزار کے
۹	زر کی ہوس سے پاک تھا ہر آدمی کا دل	۹	اکب کوئی پوجتا تھا قدم مالدار کے
۱۰	حسد و ستیم شکار جناب جو نہ تھا کوئی	۱۰	تھے لوگ آبرو کے حیا کے وقار کے
۱۱	اپنے جواب آپ تھے اخلاقِ عامین	۱۱	گو یا کہ خاص بندے تھے پروردگار کے
۱۲	القصد انکا ذکر جو کرتا ہوں اے اثر	۱۲	کہتی ہے بار بار یہ عبرت پکار کے
۱۳	خافل ہے کس خیال میں دنیا بدل گئی	۱۳	اندازِ اتوا اور ہین لسیل و نہار کے
۱۴	مرو و فاکا نام زمانے سے مٹ گیا	۱۴	اس وقت میں تو یار بھی دشمن ہین یار کے
۱۵	ہشیار ہو جان میں ہین اہل غرض بہت	۱۵	قابل نہیں ہین اہل غرض عتبار کے
۱۶	خود وار دوست ایسوں کو کیونکر نبا سکے	۱۶	جو آشنا کہی نہوے ننگ و عار کے

مرد فقیر ہوتے ہیں ثابت قدم اثر
دنیا کو سر چڑھاتے نہیں لات مار کے

<p>آسح بھی میر وقت کبھی تھے بہار کے صیاد ہم قفس میں رہیں دل کو مار کے آنی خزان کی فصل گئے دن بہار کے ہوتے جو اپنے دیدہ و دل اختیار کے کچھ کم نہیں پہاڑ سے دن انتظار کے یہ سنگدل بنے ہیں بتوں کے غبار کے اس وقت کام آؤ دل بقیار کے احوال کیا کہوں اثر و لغزار کے اُس کو بلایا نام سے ترے پکار کے غش سے گرا زمین پہ اک آہ مار کے</p>	<p>تم ہی نہیں ہو تیر اثر اس دیا کے جب ہوں زبان خلق پہ چرچے بہار کے گل کی کہیں نمود نہ نغمے ہزار کے ناصح غم فراق میں ہم روتے یوں لہو کرتا ہوں عاشقی میں صنم کو کہن کا کام افلاک کے مزاج سے کیونہ نہ جاسیگا سینے سے آلو کہ نہیں طاقت فراق ہوتا ہے پاش پاش کلیجا بیان سے اک دن کا ذکر ہے کہ کھڑا تھا وہ مجھ سے اے ماہ کچھ نہ پوچھ جو اسپر گزر گئی</p>
--	--

کیونکر ہیں قرار کا پہلوئے اثر
ہم ماتہ میں پڑے ہیں دل بقیار کے



مختلف اشعار

جنگل جنگل صحرا صحرا ماری ماری پھرتے ہیں	مطلع آہو وحشی جانکے ہلکوساتہ ہمارے پھرتے ہیں
بہل کی تہ سادہ نکلے نہیں دیتے	مطلع تھم تھم کے چہری حلق چلنی نہیں دیتے
کیا کیا نہ بچ پیری میں سہتا ہے آدمی	مطلع اس سن میں آدمی نہیں رہتا ہے آدمی

رباعی

موسن ہوں نہ کیوں کیوں لائے حیدر	کیونکر نکروں موج و ثنائے حیدر
سب باغم جو عدد موج سے انکار کرے	حیدر کا ہے مداح خداے حیدر

ایضاً

خالق کی رضا جان رضا لائے حیدر	سو جان سے ہو جا تو خدا لائے حیدر
موسن کو نہیں عشق علی سے چارہ	ایمان کی دلالت ہو لائے حیدر

ایضاً

حیدر کی صفت کیا کوئی انسان لکھے	کیا تاب کوئی دوسرا قرآن لکھے
ممکن نہیں انسان سے موج حیدر	خالق ہی لکھے تو اپنی ہی شان لکھے

قطعہ

حارب جو ہر علی کا وہ حارب نبی کا ہے	حارب نبی کا دشمن اسد پاک ہے
-------------------------------------	-----------------------------

بس حارب علی وبنی وحند ابوہو	وہ عاقبت خراب جہنم کی خاک ہے
قطعہ	
کہے ہی میں نہیں ایسے شیخ ہزاروں بند دیر میں پیش بان ہاتھ میں لیکر سمرن دیر تو دیر علی کرشمہ میں بھی اہل جدت	نام اللہ کا ہر آن لیا کرتے ہیں ہر ہم شوق سے ہر نام جپا کرتے ہیں لفظ نیچر سے اُسے یاد کیا کرتے ہیں
قصیدہ در مولد سیدنا حضرت امیر المومنین علیہ السلام الی یوم القیام	
مژدہ بادا شہسوارِ لافنی پیدا ہوا ہے رجب کی تیرہویں بشاش ہوا مسند پیغمبری پائی زہے اوج و شہ فرق اقدس پر ہونیا جکے تاج اٹھا لکھک محی ہے جسکی شان میں اے مومنو لافنی اَلَا اَعْلٰی لَا سَعْفَ اَلَا ذُو الْفَقَارِ ضعیف دشتِ فتوت شیر میدانِ فا جب کبھی مر حب پہ شاہ انس جان کی ذوقاً دشت میں جسے بچا یا شیر سے سلمان کو	راکبِ دوش جنابِ مصطفیٰ پیدا ہوا ابنِ عسّم بادشاہِ انبیا پیدا ہوا جانشینِ حضرت خیر الورے پیدا ہوا کشورِ ملت کا وہ مندرمانر و پیدا ہوا وہ جگر بند جنابِ مصطفیٰ پیدا ہوا شان میں جسکی ہے وہ شیر خدا پیدا ہوا حیدرِ شکر شکن خیرِ کثا پیدا ہوا عالمِ بالائین شورِ مرحب پیدا ہوا وہ زبردست جنابِ کبریا پیدا ہوا

شان میں جسکی خدا نے ہل اتے نازل کیا
 مثل شاہ انبیا وہ بادشاہ اولیا
 خرقہ مواج بخشا حق نے مولے کو مرے
 دین حق میں سے دیکھو جلوہ روئے علی
 پہلے کعبہ تکدہ تھا ہو گیا بیت خدا
 مومنو باقی نہیں اب خوف طوفانِ نفا
 ہر نبی کی شکون کو جس نے آسان کر دیا
 شکل آدم میں ہوا سجدہ مقصود حق
 دشمن موسے کو جس نے کر دیا اک دم غرق
 جسے یوسف کو بلایا غمزدہ یعقوب سے
 خضر والیاس و شیجا کو ہدایت جنو کی
 جتنے جن بیدست اٹکا ہی دیا اللہ دنگیر
 مرتبے میں منزلت میں بعد محبوب خدا
 ذات میں ہدایت حق ہو وہ شہ دنیا و دین
 رجعت خورشید سے عالم پہ روشن ہو گیا

مومنو وہ آج ممدوح خدا پیدا ہوا
 اولین و آخرین کا پیشوا پیدا ہوا
 بھر ستاری وہ شاہ دوسرا پیدا ہوا
 نظر ذات جناب کبریا پیدا ہوا
 جب علی مرتضیٰ سا با خدا پیدا ہوا
 کشتی دین خدا کا نا خدا پیدا ہوا
 آج وہ عقدہ کشا شکاکت پیدا ہوا
 وہ معین اولیا و انبیا پیدا ہوا
 بحر وحدت کان دتر بے بہا پیدا ہوا
 مژدہ لے اہل حزن وہ غمزدہ پیدا ہوا
 وہ رو دین نبی کا رہنما پیدا ہوا
 اہل حاجت کے لئے حاجت واپا پیدا ہوا
 کون موسے کی برابر دوسرا پیدا ہوا
 نام میں نام خدا نام خدا پیدا ہوا
 مثل پیغمبر علی معمرنا پیدا ہوا

قائل قول سلونی واقف اسرار غیب	عالمِ علم لدن مصطفیٰ پیدا ہوا
-------------------------------	-------------------------------

اپنی شکل کے لئے پڑھ لے اثر ناد علی

ساری مشکل کا علی شگلکشا پیدا ہوا

قصیدہ منقبت

<p>کیونکہ کعبہ دل میں نہ رکھیں تجھے صنم کو ہمنے وہ صنم خانہ بنایا ہے کہ جس میں کعبہ ہے یہی دل جو گزر گاہِ خدا ہے ہے وحشتِ دل سمجھ ہوئے سیر و تماشا محتاجِ دلائل نہیں اثباتِ اتنی ابطالِ جُز لا تجرتے سے جو تو نے ثابت ہوئی جوت ہوئے کی قدیمی شے کوئی ہوئے نہیں لے شکل ہوئے ہر چند قوی فعل میں ہے قوتِ پینش پیرا ہن یوسف کی شمسِ آنی ہوا پر امداد و موافق یہ قدرت میں ہیں آنکے</p>	<p>جلوے نے ترے ایک کیا دیرو حرم کو ہو دخل نہ زاہد ترے تقوے کے صنم کو اے شیخ ترا کعبہ نہیں چاہئے ہکو صحرا سے حدوث اور بیا بانِ قدم کو اے فلسفی رکھ چوڑ براہینِ حکم کو چاہا کرے اثبات ہوئے کے قدم کو مذہب میں ہوا دخل تدبر کے قدم کو صورت ملی بدعت سے تری کفر و ظلم کو چاہے تو کرے اُس سے قوی قوتِ شتم کو کنعان میں رک پیر پراز در و دالم کو معدن بنے یم چاہے جو معدن کریم کو</p>
---	---

احسن ہے مگر بیچ وہی جیسے ہر عالم
 فطرت کا تقاضا ہے کہ ہو عدل کر مین
 بخشش ہو تلی اس لئے قسام ازل نے
 ادنیٰ کے جو اطوار ہیں اعلیٰ کے نہیں ہیں
 انداز جو ہیں داخل طینت نہیں جاتے
 کر شکر کہ ہے شکر ہی سرمایہ طاقت
 جیسے کہ کٹلی ہستی عالم کی حقیقت
 اس عالم فانی سے اثر دل نہ لگانا
 مغرور نہ ہو ثروت دنیا سے دنی پر
 کیا مال سمجھتے ہیں جو ہیں صاحب دانش
 نامہ ان پر منقش جو کرے صفحہ دل پر
 گر حاصل ہے کہ ملک قناعت کو سحر
 اس راہ طلب میں تو بہت راہ ہر اپنا
 یعنی کہ علی جس میں کریمی ہے خدا کی
 وہ شاہ گدا جسکے سمجھتے ہیں مذلت

اس بیچ میں کچھ دخل نہیں لانا قسم کو
 اس عدل نے بے زور کیا دستِ ستم کو
 خالی نہ کہا عدل سے سبزاں کرم کو
 آتا رہا جو نہیں شیرانِ اجہم کو
 آہو نہ کہی ترک کرے عادتِ رزم کو
 ہے شکر ہی جو دفع کرے کفرِ ظلم کو
 ہم ایک سمجھنے لگے ہستی و عدم کو
 روزانہ پڑے تجھ کو کہیں بختِ ڈرم کو
 بازیچہ طعنِ اسلحہ جاہ و چشم کو
 ملک و زرو اسب و شتر و بیل و علم کو
 نقشِ ہوس و رغبت دینار و درم کو
 یہ ملک نہ حاصل ہوا شاہانِ عجم کو
 شاہِ خشیہ دین نائبِ سلطانِ اہم کو
 اُسیدِ کرم جس سے ہے اربابِ کرم کو
 جاہ و چشم و شوکتِ اسب و دروچہ کو

<p>وہ غازی حق تیغ نے جسکی کیا مسدود وہ ضیفم دین جسے کیا زیرِ وعنا میں اے سرورِ دین شاہِ نجف مالکِ کونین وہ رہبرِ حق تو ہے کہ اربابِ بصارت شاہِ تری مدحت نہیں انسان سے ممکن باہرین بیان سے ترے اوصافِ گہی</p>	<p>ہر دشمن دین شہرِ بطحہ و حریم کو شیرانِ عرب اور ہزیرانِ عجم کو ہے فخر تری ذات سے بطحہ و حریم کو آنکھوں سے لگاتے ہیں تری خاکِ قدم کو طاقت نہ زبان کو ہے نہ یارِ ہرِ قلم کو کوزے میں جگہ دے کوئی کس طرحِ سیم کو</p>
---	--



فارسی

نادل به تظلم ند هداذن زبان را	پیدانه شود هیچ اثر آه و فغان را
جان نیز د به عاشق دل داده و لیکن	دردا که وفا نیست حینان جهان را
آسیب رسد از رخ تابان تو بر دل	صد چاک کنند جلوه مهتاب کتان را
ایجاد کنند از خیم زلف تو طرح بست	ابروی تو آموخت کجی تیغ و کمان را
کو و غیم عشق تو نهاد و بسیر ما	حامل نتوان شد فلک این با گرگان را
ای روم ابد رنگ گرفت نه بهارت	دگاشن حسن تو گز نیست خزان را

از کیفیت خویش بر یار چه گوئی

در کار بیان نیست اثر حال عیان را

چه قدر که بکن قیس در زمانه تست	فسانه من شورین سرفسانه تست
اثر چه رنگ غزلما عاشقانه تست	که عند لب بگلشن پراز ترانه تست
اگر خلاص ز کنج قفس نه یابی	به صبر کوشش که این زور آب و نیست
کجا شود که رسد یار من با و گویم	اگر م نماید سرود آ که خانه خانه تست

فقیر هستم و محنت باجم نثار دادم
 ز کعبه پای قصرت بلند می بنم
 کجا پناه ز سمت تو آن کسانداری
 بهر قدم ز عرق تو سنت سخن ریز است
 بزراغ و هر کمن رخ برنگ زراغ و زغن
 هنر شناس کجا مستمع شود و اعط
 بگیوے تو که مشاطه و ترس دارد
 خدا پناه دهد زان حیل که تو داری

اگریم هستی و بے انتها خزان تست
 که سخن گاه ملک سنگ آستان تست
 که نسیر مرغ فلک آشیان نشانیست
 مگر ز موج صبا ساز آواز یانه تست
 چو شاخ سدن سزاوار آشیان تست
 که عیب گوئی می فعل عامیانه تست
 ازین ستم دل صد چاک من چو شانه تست
 جهان بلرزه ز ترکیب هر بهانه تست

اگرم ناکه نظیرش نه در جهان بینی
 مناب رخ که اثر عاشق یگانه تست

برق حسن تو نه تنها جگر و جانم سوخت
 شوق نطان حسنت سر طورم کشید
 خلق آگاه نشد از طیش سوز و لم
 شعله در دلم افکند و جگر کرد کباب
 آتش عشق تلن بود چو آتش در سنگ

آتش زو بمل و خرمن ایامم سوخت
 آتش جلوه رخسار تو آسانم سوخت
 آتش عشق تو در پرده و پنهانم سوخت
 اگر می ناکه لب لب بگلستانم سوخت
 ماند پوششیده درون دل و پنهانم سوخت

دوغ پنهان بدل و ناله سوزان به زبان	سوخت عشق تو کمر با سرو سامانم سوخت
اگر کم پہلو نہ شد از مهر دل افروز کے لے اتر آتش جبرش بزمستانم نہشت	
سخن حق ز سر زور و ریا جائز نیست چون می و جور بود عاقبت کار جهان چون جهان گشت و چرا گشت نباید پرسید الله الله چه ستم میکنی بر اہل و نسا	آنچه تو می کنی ز اہد بحسد اجازت نیست در جهان باد و معشوق چرا جائز نیست کاری بچون ست درین چون چرا جائز نیست این جفاها کہ روا داری بجا جائز نیست
اتر از در کیشان است میا زار دلش لے شہ حسن ستم با فقرا جائز نیست	
ہر گُل عیشِ جهان خار نمانے دارد دہن اہل سخن ذوق بیانے دارد حاجت حکم روان نیست کسے را بجهان سینہ نام وادی امن شدہ در راہ طلب ضرر و نفع ببازارِ جهان ہر رنگ است لے شہ تاجوران چون غم گستی داری	ہر بہار است کہ در پرن خزانے دارد ورنہ سوفنا رہم اندازد ہانے دارد کہ در استلیم سخن طبع روانے دارد دلم از جلوۂ روئے تو نشانے دارد ہر زیان سودی و ہر سودی زیانے دارد خوشتر است از تو کد کو غم نمانے دارد

<p>کے شود تیغ نگہ کند بخون ریزی خلق دین ناویدہ ولے دل ز سر راز و نیاز حاجتے نیست کہ حال دل پر خون گویم لے خوشامیکدہ و خاک روان افزایش کوہ و صحرایہ معمور ز صیت فیضت</p>	<p>ہر زمان گردش چشم تو فسانے دارد از وجود کسب یار گمانے دارد ز روی رنگ رُخم بین کہ بیانے دارد پیر صد سالہ دران طبع جوانے دارد ہر گیا ہے بہ ثنائے تو ز بانے دارد</p>
<p>اثر حسہ جگر در پئے آزار مباحش مور را نیز میا زار کہ جانے دارد</p>	
<p>ہر سحر کہ ز کوئے تو صبا می آید شکوہ غیر بردیت نتوانم کردن روکش جامہ زندان چو دہر بوی سزا کرمست اجر بخود چہ کری می یارب سکار فرمائی شوق است پر از بوالعجبی صوفی ار نعرہ زند نیست خلاف فطرت گبک و دراج اگر صید نشد رنج مبر از خدای طلبی حور بربرای زاهد</p>	<p>تامن جانے بہ تن حسہ مامی آید شرم از شوخی چشم تو مرا می آید شیخ از حسد قد تو بوبے ریامی آید کز گنہگار خطا وز تو عطا می آید بوبے یوسف ز کجائنا بکجای می آید آرے خالی چو بود ظرف صدامی آید صبر کن صبر کہ در دام ہم می آید ہیچت از سر کشی نفس حیامی آید</p>

<p>مظن نیست ز اغیار جفا کار دلش که بگوئے تو اثر رو بقفای آید</p>	
<p>در دلم حسرت دید تو همان است که بود تاب زلف تو بدان سیرت شان است که بود دل من خاک شد از گردش افلاک دله چمنستان دلم رنگ مرادے نگرفت در ازل کرد چو بگلشن روئے تو نظر گر می شوق طلب نیست در عالم ورنه</p>	<p>همچنان چشم بر اہت نگران است که بود آنچنان باد صبا مشک فشان است که بود آفتد رھبر تو جا کردہ بجان است که بود اندرین بلغ ہسان جوہر خزان است که بود ہمچنان دین ز گرس نگران است که بود شعلہ طور ہسان شعلہ فشان است کہ بود</p>
<p>اثر خستہ جگر را بہ ترسم دریاب حال زارش بفراق تو همان است کہ بود</p>	
<p>چشم ترا کہ ز گرس شہلا نوشتہ اند از آتش فراق جہنم بجای است این پیچ و تاب ہا کہ زلف دراز تست لے نسبت بہ یار سزاوار دلبری</p>	<p>نادین از قیاس غلط ہا نوشتہ اند امروز من همان است کہ فردا نوشتہ اند فرمان عشق در خط طف نوشتہ اند محبوب قیس شد سگ بیلے نوشتہ اند</p>
<p>باقبرت چرا سختد ہسری اثر</p>	

در قسمتش و لائے تو شاہانوشہ اند

نارزشش : بین چو روئے نیازم نظر کند	چشم نسیا ز جانب روئے و گر کند
کے یار سوئے من بغایت نظر کند	از وید من بغیر کرم بیشتر کند
صد عمر اکفن آنکھ شرح در ورا	گر شکوہ دلم ز جفائے تو سر کند
از سم زمرگ خویش کہ او بہر فاتحہ	ہمراہ غیر بر سر قبرم گزر کند
شکوہ مہر ز حال بدت پیش آسمان	زین بد سگال برس کہ بد را تبر کند
دل را بہ شوق زلف کے رنگ بچمکی است	سودائے خام نیست کہ از سر بدر کند
اگر دو ہزار بار فراموش از دوش	نامم ہزار بار اگر او زبر کند
کو قاصد کے کہ ہچو صبا در حریم یار	بے خوف از درشتی در بان گزر کند
کو پیک با خبر کہ ز راہ کرم دے	اورا خبر ز حال من بخبر کند
آن طالعش کجا است کہ ناصح بگو تو	فارغ ز غم نشیند و خاکے بشکر کند
این زہرہ ہم رقیب ندارد کہ پیش او	ذکر از خرابی من حسنتہ جگر کند
در بنم غیر راند ہد جائے در غسل	از یار و ورثت اگر انیت در کند
از تیر آہ گوشہ نشینان پناہ نیست	با بد کہ مدعی ز تواضع سپر کند
وقت است عندلیب زندہ شیون بہا	وقت است ابر بر سر گل چشم تر کند

دارودلم چه سوز که شمع حرم دست	شب را برنگ من نتواند سحر کند
	از جذب عشق دور میند ارک اثر لیله اگر بوا دی محبون گز کند
خوش مرا پیروی باده پرستان آمد هر که شد تاجور کشور عرفان و یقین چشمی عالم سر پایت که ز منیض قدمت مدعی انچه بصد شوق تنامی کرد واعظ شهر براق جهان تکبیر نکرد ریخ هر سنگ تجلائے جمالش دارد از خرابی حنزان داشت خبر و نه چو	رفتم از مدرسه و کار من آسان آمد بر در شاه نجف بنده احسان آمد کارم از دست شده باز به سامان آمد به فلان ز نوال شهر مردان آمد سوئے مسجد تباشش نمک فنان آمد بر سر طور چپه اموی عثمان آمد سرگل اشک فشان ابر بهاران آمد
	اثر از زلف درازش سخت طول کشید قصه کوتاه کنی عمر بپایان آمد
بتلائے عشق باش و شاد باش عاشقان دل داده خوئے توانند لذت حید نصیب جان ماست	وز عنیم هر دو جهان آزاد باش تا توانی مائل بیداد باش حی و قایم لستم ایجاد باش

روستاب از عشق و سرنه در رهش	عاشق جانباز چون فریاد بکشد
تا توانی لے اثر غافل شو	
از خدائے دو جهان در یاد بکشد	
<p>سرور کون و مکان شاه سلام علیک مالک ملک کرم نائب شاه امم ضیغم دین خدا حیدر خیر کشا شافع روز جزا پادای هر دوسرا واقف اسرار غیب دافع هر شبه و ریب حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب دافع داغ الم داروئی هر درد و غم مفتی دین خدا حاکم ملک رضا زینت بزم نبی فخر نبی و ولی مقصد و مقصود ما شاهد و مشهود ما ذات تو در هر زمان بود چو گنج نهان حکم محی نبی گفت ترا یا علی</p>	<p>قاسم ناز و جهان شاه سلام علیک بادشاه انس جان شاه سلام علیک داغ نیر سرشان شاه سلام علیک جان چپارگان شاه سلام علیک عالم راز نهان شاه سلام علیک فخرشاهان جهان شاه سلام علیک مرهم خسته دلاں شاه سلام علیک حق ز کلامت عیان شاه سلام علیک شمع شبستان جان شاه سلام علیک نام تو در زبان شاه سلام علیک اتقو قدم را نشان شاه سلام علیک هستی مرا جان جان شاه سلام علیک</p>

صاحبِ منبرِ توفی مالکِ قبرِ توفی	سرورِ هر دو جهان شاهِ سلامِ علیک
منظرِ ذاتِ خدا جلوه ده نبیا	فخرِ شیه مرسلان شاهِ سلامِ علیک
خالقِ کون و مکان کرد ثنایت بیان	چون نه شوم مدح خوان شاهِ سلامِ علیک
بخش ز عشقِ خدا این اثرِ مروه را به زندگیِ جاودان شاهِ سلامِ علیک	
درستانِ جلوه انوارِ خدا می بینم	زادِ بزمِ زنگنه هم که چپا می بینم
کیست آن خبر و خوبی که درش یارب	مرجعِ شاه و گزرگاهِ گدا می بینم
نیست جز صبر و خاک نشینان و رثا	چرخِ راز بر زمین و قفسِ عامی بینم
از ننگ و غلط انداز که چشمش دارد	انچه بر جان شدنی هست و لامی بینم
عجب از پیر خرابات که یارب اورا	واقفِ رازِ حقیقت ز کبای می بینم
روز رندانِ خرابات مگر دان زاهد	که چون آینه دل شان بقفا می بینم
شرفِ سایه منبکن بدیارت که اثر اکثر از بومِ شهرِ تو همسای می بینم	
تا که بشوقِ وصلِ تو شبها گریستن	تنها نشستن و به تنگ گریستن
تو برقِ حسنِ هستی و ما نیم ابرِ عشق	خندیدن از تو آید و از ما گریستن

<p>منعم مکن زگریه که در هجر ناصحا زاهد شوق سر و قدی اشک من روان است اگر چه چون نه آب شود زهره عدو</p>	<p>تسکین دل نمی کنند الا گریستن نماید ز من بجز رست طوبی گریستن یحسان بگریستن و ناگریستن</p>
	<p>باید اثر بیاو لب تشنه حسین از چشم اشجار چو دریا گریستن</p>
<p>غیر را مشق کرم ساخت یعنی چه بادل ساده و آزاده که من می دارم کشور دل که از انت شن در روز ازل من که با گیسو تو خطی سلامی دارم سرکشی چون نه زیند بنج یار ترا</p>	<p>جور را طرح نوانداخت یعنی چه اے فلک زرد و غابا خسته یعنی چه لشکر ظلم بر آن تاخت یعنی چه برسم تیغ جفا آخت یعنی چه اگر دن اے شمع بر افراخت یعنی چه</p>
	<p>تو و دنیا اے دق اے اثر پاک شرت بر سر جیفه پر داخت یعنی چه</p>
<p>ناصر تو حبلوہ نوح جانان نه دیده و اعط حدیث خوبی طوبی برا و شوق بر کفر من ز بجزردی طعن نه مزین نه</p>	<p>زلف سیاه و کاکل چپان نه دیده زان میبکنی که سر و حسن ایمان نه دیده چشمش که هست دشمن ایمان نه دیده</p>

پیشم گوز سختی روزِ حسدِ اسخن :	رنج و مصیبتِ شبِ ہجرانِ ندیدہ
طوفانِ نوحِ شمسِ طوفانِ اشکِ ستا	اے ابرجوشِ دیدہ گریانِ ندیدہ

غزہ شو پھس و عطایش کہ اے اثر

جور و جھائے آن شبِ خوبانِ ندیدہ

اے عندلیب از چہ فغانِ ہاشیدہ	دے گل چہ دین کہ گریبانِ درین
دارم دے کہ صیدِ کسند ہواست	از من چرا چو آہوے صحرارِ میدہ
اے جانِ جانِ مروزِ برین کہ در دلم	شکلِ صبوری دلِ آزار و دیدہ
زان طائرِ دلم بہ ہواستے تو می پرو	صد مرغِ جانِ ہدامِ ہلاکتِ کشیدہ
رنگِ بہارِ رازِ عذارِ تو تا زگی	و گلشنِ جالِ گلِ نو و مسیدہ
پیوستہ بدشمن و از دوست ہچومن	در حیرتم کہ رشتہٴ اُلفتِ برین
تابِ فروغِ بزمِ سینانِ دلتِ نداشت	زا ہزارانِ تو گوشتِ غزلتِ گزیدہ
دعوائے بندگیِ ممکن اے سر و بستان	کے در رکابِ آن متدِ بالاد و دیدہ
دیگر مدارِ چشمِ توجہ ز چشمِ او	اے دل ترا چہ قدر کہ اشکِ چکیدہ
طبعِ تورِ حمِ برینِ سکین نمی کند	حالمِ مکر ز دشمنِ بدگوشتِ نیدہ

محتاجِ شرحِ حالِ دلتِ نیتِ اثر

از روی تو عیان است کہ آفت سیدہ

چشم شہلا ریخ رنگین مستدرخا داری	چشمائل بخدا لے بت زیبا داری
حرے از لطفت بشر ما سر با مذاہ خویش	کہ در انقاس صد اعجاز سیما داری
با تو لے زاہد ربے عقل مرا کارے نیست	فکرا مرد ز ندام غم مشردا داری
ما یہ عقل و حسرو از دل عالم ہدی	چہ بلا ہوش رُبانز گرس شہلا داری
جز تمون صنما نیست بذات عیبے	آفتابی ولے خاصیت حرا داری
ایکہ جز نہ مکان بھر تو شایان باشد	در حریم دل عشاق چنان جا داری
اما کہ لے بادشہ حسن دعا گوے تو ایم	یہج در دل ز گدایان سرو پروا داری
کافر م کرو و سوداے غمت را افزود	خال مشکین کہ نہ زلف چلیپا داری
فکرا یزد کہ ز حبا یم کرم پیر معنان	دل من پاک شد از رغبت دنیا داری

لے امیر گریہ شب را اثرے نیست کہ نیست

چشم نردار کہ در غیب عطا با داری

مستقرقات

چون برکشی ز چہرہ تابان نقاب را	از جلوہ در حجاب کنی آفتاب را
بہ خوابیم پیرس کہ چون از و فوہ غم	افسانہ ام رہود ز چشم تو خواب را

رباعی

در و غم جبر تو بیان سے خواہد	ہر موئے تن زار زبان سے خواہد
اے جان چہ تمنائے وصال کویم	دل در پے آنست وہان سے خواہد

مثنوی

چون نہ نام در غم عشق علی	افتخار ہر بنی و ہر ملی
الفت حیدر بہین اسلام ما	نام پاک شاہ زیب کام ما
دروہاوار و دل شیدا سے من	زین سبب این گریہ شہائے من
عاشقی پیدا است از زاری دل	نیست بیماری چو بیماری دل
عین ایمان است عشق مرتضیٰ	نور بخش دین مرد خدا
دشمن مولا است کو رو بے بصر	ہمچو اعلیٰ می رود سوئے سقر
از مذاق عشق بازی چہ خبر	ناز و آرد تیرہ دل بر مال دزر
رتبہ حیدر برون از فہم ما	رتبہ دان او جناب کبریا

از ابانت کم نگرد و دشان او
 انبیا را ذات پاکش فخر
 دشمنان را نام موئے جان گزشت
 انگرد حاسد به سوئے بو تراب
 این تفاوت شیوہ اسلامیت
 کفر بہتر از چسبن دین خراب
 ہمچنین اسلام را از من سلام
 رحمت حق بر محبان علی
 رحمت حق بر محبان حسن
 رحمت حق بر محبان حسین
 فرقہ ہستند از اسلامیان
 از علی این فرقہ را بغض و عناد
 ابن ملجم شرم دار و زین گروہ
 کے شود راضی خداے ذوالجلال
 نیز از ابن علی دارند حار

سجن گاہ و اولسیا ایوان او
 ہر نبی از دوسے اعانت خواہنگاہ
 دوستان را نام موئے جان گزشت
 شپروہ بیند نہ روئے آفتاب
 بر چسبن فہم و ذکا باید گزشت
 کا نذران رکنے است بغض بو تراب
 بر چسبن اسلامیان شامتیم
 رحمت حق بر ثنا خوان علی
 رحمت حق بر ثنا خوان حسن
 رحمت حق بر ثنا خوان حسین
 بدتر از اہل عشق و شامیان
 در عدویش ربط و عشق و اتحاد
 پیش بے عنوانی ایشان ستوہ
 چون از ایشان مرتضیٰ دار و ملا
 در ولایت دشمنانش استوار

ایک مہتی صاحب علم و ہنر
 می شوی بیزار از نام غلی
 مشکل کونین را مشکلک است
 انبیاء از دزدان و سوا
 خوشتن را چون جدار و سختی
 می شمار می خوشتن را چون فقیہ
 با عد و مرتضی داری و لا
 تو بفضل مرتضی داری سخن
 آن گبن بہ از ہزاران شامیان
 گفتی لے نادان بے دین حیا
 بود میر مومنان آنگہ یزید
 جنگ با میر زمان باشد حرام
 مومنان را گر چہ پیش رہبر بود
 میرا ہل دین ست بہن ہو تراب
 این چہ دین است یا اللہ العالین

وز رو دین پیسہ با خیر
 افتخار ہرنی و ہر ولی
 دفع رنج و غم و درد و بلاست
 تو چہ اداری بدل بغض و عناد
 جان خود را در بلا انداختی
 پس چہ ادرا مرغی گشتی سفید
 یا ندانی معنی شرم و حیا
 مرغ حبس در می کند مشرکین
 آن گبن بہ از چہ پیش اسلامیان
 کرد نامہ رمانی ابن مرتضی
 پس نہ شد ابن علی ہرگز شہید
 بر سر حق بود ابن میر شام
 دین پاک مصطفی ابر بود
 آفتاب آمد و لیل آفتاب
 بغض با ابن شہ دنیا و دین

جائے انصاف است ای صاحبِ دل
 شمر بہتر از چہ سین تیرہ روان
 او بطیع دنیوی برباد شد
 بر لب این فرقہ تسبیح و درود
 کلمہ خوان جد این مرے تھے
 شغلہا دارند با صوم و صلوة
 قبلہ رو سیکر و سجدہ شمر نیز
 آدم اکنون بہج بوترا ب
 ہل اتی و امتسا در شان او
 زور بازو کے جناب مصطفیٰ
 دوش پاک مصطفیٰ معراج او
 شیر زحید در لقب خیر شا
 عالمِ علم نبی و بابِ علم
 سرور دین شافع روز جزا
 ذات پاکش منظر رب جلیل

جائے انصاف است ای صاحبِ دل
 شمر بہتر زین گروہ حاسدان
 این چہ گونہ مائل بیداد شد
 یک دل دار نہ چون قلب بیوہ
 یک بدخواہ و شکر بے بلا
 یک غفلت کیش از فخر نجات
 کے قبول افتد نماز بے تمیز
 نور اور روشن ز نور آفتاب
 خالق کو فین مدحت خوان او
 افتخار اولیاء نبیا
 گوہر عرفان زیب تلج او
 ضیغ حق شہسوارِ لافستہ
 مصدرِ جود و سخا و صبر و علم
 جانشینِ حضرت خیر الورا
 دین حق را آئین روشن دلیل

بعد پیمبره را سرور است
 و احسن آل عبا و خجستن
 هم وصی و هم انیس مصطفی
 از تو دارد یا علی کعبه شرف
 بت شکن بستی بت پندار را
 رفعت خورشید از عجب از تو
 تو همان نور یک بودی در ازل
 تو سر اسرار بانی علی
 دشمن تو در دو عالم خوار شد
 و سبدم دم زن بنام خجستن
 شافع روز جزا آل عبا
 فرض آمد الفت این خجستن
 هر یک هستند جزو یک دیگر
 و ستاد اهل بیت مصطفی
 قنبر از عشق وصی سرور شد

از همه بعد پیمبر برتر است
 سرور خیل آسم بر بحسن
 ز منج پاک حضرت خیر النسا
 یا علی تو دوستی و کعبه صدف
 جان و تن داده برادر یقنا
 از همه بینم جدا اند از تو
 ایمن از کمر شیاطین و غل
 تو سر اسرار جان را جانی علی
 چون ز مدحت بر سر انکار شد
 بارها گروی ز کمر اهرمن
 فاطمه حسنین حیدر مصطفی
 دم بنام خجستن بایزدن
 جزو تن باشد دل و چشم و لکر
 می شود مقبول درگاه خدا
 زید از عشق نبی سرور شد

<p>تا شوی در هر دو عالم با کمال از غلامان شهر مردان شوی</p>	<p>شو به عشق مصطفیٰ همچو بلائی باش چون سلمان که با سلطان</p>
<p>حکایت عکرمه</p>	
<p>که روزی امیرے ز ملک بین کشیده بے رنج بائے شدید لب و کام محروم از نان و آب و لے بے خور و نوش در مان سخت بر او ظرافت گفت این سخن بهمان نوازی بر آرد و سر تو اضع همین پیشه خویش ساخت که از لطف او بر دراحت بے بلا شبه بهمان حاتم شدم چه لطف و کرم آشکارا کند سوئے گور حاتم بزودی شست که ای نامور گشته با خاک حفت</p>	<p>ز حاتم چنین یاد دارم سخن پس مرگ حاتم به قبرش رسید همه همراهش تباہ و خراب سر شام آبخا ننادند رخت سر قافله آن امیر بین که در عهد خود حاتم نامور به لطف و مدار جهان را نخواست بهمان سرایش نه آمد کسی چو اکنون درین دشت آمدیم به بینم چه با من مدارا کند چنین گفت و از هم زبان و بیفت میر قبر حاتم به آواز گفت</p>

منم عکرمه از نواحِ مین
 عجب نیست اکنون نوازی مرا
 از آن پس به همراهیان برو
 که بعدِ گشت حاتم بخیل
 مدارید امید لطف و کرم
 چو شب بر سر آمد بستر شب کنید
 بفرمود تا خوا بکه ساختند
 در آن دم که بودند سرگرم خواب
 یکباره که در پهلوش خفته بود
 بدو حال رویای خود باز راند
 همین بود احوال خواب شکفت
 که چون وارو این بیابان شری
 به بین خون آلوده شمشیر من
 ازین کشتنش دعوت خوشدلان
 چو شد عکرمه سوخته بجنتی خویش

درین دشت افتاده با چند تن
 که مشغله نزاری بچو و سنا
 تمسخر کنان کرد این گفتگو
 ندارد سیر ضیف و ابن سبیل
 ز حاتم درین وقت جو شکم
 درین دشت پر خار و دای بید
 به تمییل حسره گاه پرداختند
 سرفا گشت در اضطراب
 امیر بن کرد بیدار زود
 چو تصویر سماع بحیرت بماند
 یکجای تیغ در دست حاتم گشت
 بلا شبهه اشب تو همان شمشیر
 کرد اشترت زخم دارد به تن
 پس آسوده شو با همه همراهان
 تنش یافت پر خون لث یافت لث

بفرمود بهر اہمیان را امیر
 ز صحرای خس و ہیزم اندوختند
 پس آسودگی یافتند از کباب
 سحر کہ چو خورشید تابان دید
 تنے چند ہمارا و در رکاب
 بدست یکے تو سن تینر پا
 بدست دیگر نافتہ تذرو
 امیر بین شد از و چون دو چا
 کہ اے عکرمہ ابن حاتم منم
 پدر را چنین دین ام شب بخواب
 برو جانب عکرمہ اے پسر
 امیر بین ہست مہمان من
 مرا نیست اکنون مجال کرم
 ز دم خشم بر شتر عکرمہ
 مگر این نہ رسم ضیافت بود

کہ دیکش کنند از زمان ناگزیر
 یکے آتش تیزا فروختند
 بدانسان کہ منہ مود حاتم خواب
 سوارے دران دشت آمد پدید
 برنگ کو اکب پس ماہتاب
 بہ گرمی چو آتش بہ سرعت ہوا
 ازان اشتر کشتہ خوشتر بدو
 چنین گفت بعد ثنا آن سوا
 درین دشت جو یائے تو آدم
 کہ میگفت در حالت ہنظر آ
 بہ اسپ و شتر محل وزین زیر
 بقبرم گرزوار و اے جان من
 از انجب کہ در عالم دیگرم
 بدین پنج آسودہ شد با ہمہ
 کہ از خوان خود نان مہمان خور

بن ناکه اشش عیوض اشترش	فزون کن بر آن تو سن بادوش
بیارش بهمان سرایت پسر	فزاوان بهنہ زیر پایش گهر
پس اکنون نوازی مرا سے میر	ناحوال حاتم چو گشتی خیر
چنین گفت و دستش بگری گرفت	امیر بین مانند اندر گفت
ز بانس بلغزید اندر دهن	سرب لب نہ آمد ز جیرت سخن
برفتند زانجا بہ کوہ شمر	سوئے خانہ حاتم نامور
اشتر زین حکایت مرادم بدان	ہمین شعر سعدی شیرین بان
کرم مایہ شادمانی بود	کرم حاصل زندگانی بود

قصیدہ منقبت در شان آفتاب برج ولایت سپہر امامت
 سید الاولیا فخر الانبیا امیر المومنین امام متقین قوت پروردگار
 صاحب ذوالفقار واقف اسرار خفی و جللی حضرتنا و مقتدینا
 علی ابن ابی طالب اسد اللہ الغالب علی الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام

گر کشاید زلف مشکین با سحر لائے من	قیروان گرد د جهان چون ظلمت شبہا من
این بلا چون در سیر شورین ام افتاد است	ناصر بگز حنہ را از سر سودائے من
من غم پر و اسے روز شر چون دارم کہ چو	با سحر بطی نمی بندد شب بیدائے من

برپہر و شتم خورشید باشد ذرہ
 مھر خاموشی نہا دم برب خود بنگہ
 و حقیقت ہستیم بحریت ناپیدا کت
 دین خوابیدہ بخت نہ داشتد و نہ برد
 سر بلند می فطر تم کرد و نہ چون سر بلند
 عیسیٰ نظم روان در قالب معنی و مید
 نقش ہم رنگی ندارد و نہ بر من گیر
 خواب غفلت را اجازت کے دہچون شکل
 آرزوئے جام حبشیدی برون ساز نیل
 پرالم کرد و سرم کے از خمار احتیاج
 از سپہ آرزو پرواز من بالاتر است
 کے برادر جہان رو فکمند نہ سرم
 من کجا بر چہرہ و نہی اگر از چشم آرز
 ذرہ ذرہ جلوہ برق جمال ایزدیت
 جذائے دین ترکزد دل من پاک شست

بہر محشر بس بود یک گوشہ صحراے من
 کم نہ سازد اقسا در حشر تا غوغائے من
 کار با ساحل ندارد و موج دریاے من
 خواب از چشم خلایق شور مایاے من
 روپستی کے نہ طبع سہی بالائے من
 کار بند میری شد طبع معنی رائے من
 معنی نہان من با صورت پیدائے من
 عبرت انگیز است نقش بستر و بیاے من
 قطرہ نوشی اگر از جام استغنائے من
 لختنائے دل گزک خون جگر صہائے من
 کے بدم حرص فست گردن غنائے من
 کے خور و جیفہ ہمائے ہمت بالائے من
 ریخت رنگ آرزو بس طبع ناپائے من
 رو بوسے طور سینا چون برو بوسے من
 قطرہ اشک ندامت دل غصیا نہائے من

مرجبا اے ساقی طالع کہ سپہم ریختی	بادہ گفت بہیناے دل شیدائے من
ساقی کوثر مرا ساقی و من مست غدیر	کے شو و خالی ز جو شریض وینائے من
مستی عشقم فزون شد ز آنکہ خار ازل	بادہ تخم غدیر تیخت در صہبائے من
مطلب از ایجاد عالم بیسح میدانی گشت	سر این معنی بیا موز از دل دانائے من
این تماشا گاہ حیرت نظر ذات علی است ۲	صدر ایوان ولایت الی و مولائے من
گرچہ نازیبا نہ باشد کز خیال ہر ق	من بگیم جائے قنبر قنبر او جائے من
خواجہ تاشانیم لیکن از سر پائے ادب ۴	من غلام قنبر او قنبر شش آقائے من
تا کشیدہ سرمہ از خاک پائے بوترا ب	غیر حق دیگرچہ بسند دین بنیائے من
ز آنکہ خاک گدازش زانور عنصر آمدہ	گشت روشن از نشان سخن اش سیائے من
در تنائے نجف آندم کہ بردارم قدم	بھر بوسہ فرق من فستد بر پائے من
شیو و خاصم نباشد بندگی گدازش	بر زمین بودہ است دین و ملت آبائے من
نغمہ پرواز صفاتش زان سبب ہستم کہ بو	در ازل گویائے مدحش طوطی لبہائے من
و چمن ہائے شنایش بلبل سد نشوین	ز مرنہ آموخت از طبع چمن ہر پائے من
صد گلستان معانی را دہد رنگ بہار	خجندی طبع زکین سخن آرائے من
اے حد و مرتضیٰ بگر کہ از انصاف حق	قعر و وزخ جائے تو شد قصر جنت عجب من

از و فور گری حسب تو ای شیر خدا	خون من هر دم بغلیان ست در گمائی
باعث این جوش خون رانیک آن اندک است	هر که باشد با خبر از نسبت آبا ای من
بے نظیری بمیشالی نیست همتایت کے	غیر شاه مرسلان ای خسر و بختیائے من
زانکه جز اعدائے تو دیگر ندارم دشمنی	باد زیر ذوالفقار تو سر اعدائے من
چون رسد آن دم که بند دوم ز گرفتار و کلام	نام تو از دل بر آید تا سر لہبائے من
مدفنم کرد و بخت از غایت افشال تو	گرچه شد اطراف پنه مولد و ماوائے من
کار امر و زم زرویم رنجت رنگ آب و	ہست در دست کریمت عزت فردائے من
من نہ ام عرفی کہ گویم ای اثر در روح خویش	جو ہر من کرد روشن گوہر آبا ای من
دو دمانم از شہ کون و مکان رونق گرفت	زینت تاجش نگرد و جوہر بختیائے من

از علی وفا طمہ دار و وجودم است یاز

جوہر اول بحیرت زاوم و حوائے من



گزارش

حضرات ناظرین بانگین کی خدمت میں عرض ہے کہ بقسام آن یہ دیوان
بار اول ۱۹۷۷ء مطابق ۱۳۱۳ھ ہجری صلعم چھاپا تھا۔ اسکی طبع اول میں بہت سی
وہ غزلین داخل دیوان نہیں ہو سکی تھیں جو اب اسکی طبع ثانی کے ذریعے سے اُٹا
پاتی ہیں۔ طبع اول کے وقت جو تاریخین اور تقریظین شامل دیوان کی گئی تھیں وہ
پھر ذیل میں درج کیجاتی ہیں۔ نہایت جائے افسوس ہے کہ اتنے ہی عرصے میں
اکثر ان احباب سے جنکی وہ تاریخین اور تقریظین ہیں ملک جاودانی کو تشریف فرما ہو کر
لَا تَالِیَہِ وَاِنَّا لِیَہِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰهُمَّ بَاقِی دَمْنِ کُلِّ قَافِی۔

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان و صنعت نامہ و از نتیجہ فکر جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب
مہر مرحوم و مغفور خلف جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب غفران مآب وکیل
عدالت آ رہ شاگرد جناب صفیر بگرامی نور اللہ مرقن

پایا ترتیب با فصاحت	دیوان جو حضرت اثر کا
ہو صنعت نوین کوئی تاریخ	بیاختہ میرے دل نے چاہا
باتفت نے صدایہ غیب سودی	نامہ دیوان ہے سال اسکا
لیکن ہے سمجھنا اسکا شکل	دشوار ہے اس گروہ کا کہلنا
گو صاف ہے بادی النظرین	حل ہو گا مگر نہ یہ ممت
بیچ اسین ہن زلف پر شکن کے	آسان اسکا ہنن سلجھنا
معروف طریقے سے عدد کو	گر جمع کرو گے بے محاسب
ہو جائیگا فوت سارا مطلب	ترتیب کا رس نہ ہو گا پیدا
ترکیب عمل بتاتا ہے مہر	ہر اک کو ہو سہل تا سمجھنا
یعنی حرفون کے ہندسہ کو	ہو گا تمہیں فارسی میں بکھٹنا
پھر ان الفاظ فارسی کے	اعداد کو جمع کر لو کیجا
پھر دیکھ لو صاف سال ہجری	ہوتا ہے بطرز نو ہویدا

ترکیب عمل

دیوان

نادر

ن	ا	و	ی	د	ر	د	ا	ن
پنجاه	یک	ش	ده	چهار	دو صد	چهار	یک	پنجاه
۶۱	۳	۶۰۰	۹	۲۰۹	۱۰۴	۲۰۹	۳	۶۱

قطعه تیارخ طبع دیوان

غنیّه مقصود و معنی با شکفت

چون شده مطبوع دیوان اثر

مخزن اشعار پاکیزه

سال طبعش مهر شاگرد صغیر

قطعه تیارخ از جناب سید علی محسن صاحب بکرامی مرحوم و مغفور شاگرد
غفران مآب صغیر بکرامی

مرحبا طبع نوبهار اثر

جذب الکلی خوش بخار اثر

لے خوشا فکرت نور بار اثر

کیا دیوان لکها جزاک الله

هیه تا حشر یادگار اثر

منطیع هو گیا به حسن و صفا

عقد پر دین هو انشا اثر

دیگر کسک مصرعه مؤمن

تہاجو بالطبع دوستدار اثر

فکر تیارخ تب هوئی دل کو

سربہ بین کو کانکر محسن	لکھد یا نظم آبدار اثر
<p>قطعات تاریخ از تالیف افکار جناب سید بشارت کریم صاحب حسن رضوی مرحوم مفتوی ابن جناب سید محمد مهدی حسین صاحب رضوی غفر اللہ لہ ساکن موضع نیانوان ضلع گسیا</p>	
بخون جگر ہجو در شگوف	فراہم شدہ چون کلام اثر
بفکر بلوغ از پے سال حسن	رقم کرد مطبوع اہل نظم
ایضاً	
کرین اہل محبت سیراسکی	بہار افزار یا ض عشق ہے یہ
ہوئی جب حسن کو تاریخ کی فکر	کمال دل نے بیاض عشق ہے یہ
تاریخ آغاز طبع دیوان	
گشت مطبوع چون کلام اثر	دل زار باب و جد و حال ثبو
بہر تاریخ طبع حسن نوشت	کلیات اثر چہ جلوہ نمود
<p>قطعہ تاریخ گوہر نگار دیوان شمس العلماء جناب لوی امداد امام صاحب ملقب شرافت محمد واجد وجد سلمہ اللہ تعالیٰ مختار آن شاگرد نیکو خواہ صفیر مرحوم</p>	
قبلہ از باب معنی کعبہ اہل سخن	نمازش معنی شکاران شاعر جواد و بیان

آنکہ اسم پاک ادا ملاد آمد با ا مام	نفر عرنی رشک طالب افصح شیوہ بن
کلیات خویش در مطیع چو بھر جاپ ا	مثل گل بسجفت سناگہ خاطر ہر مکتہ دان
مصرعہ یار پنج طبعش گفت لمہم از فلک	آفتاب زندگی نور حیات جاودان

تقریظ چکیدہ کلک گہر سلک جناب مرزا محمد جعفر صاحب متخلص بہ اوج ادا مام
تعالیٰ افادۃ خلف الرشید جناب سلطان لہ کرین حضرت دبیر صناعی اعلیٰ لہ مہمہ اجماع

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ حصرت عن بیان صفاتہ السنۃ البغاء وقصرت عن
ادراک حقیقۃ عقول الحکماء۔ صل وسلم و بادلک علی اکمل الانس خیر البشر
محمد المصطفیٰ وآلہ النجا امّا بعد فجوئے آیہ وافی ہدایہ الا الذین امنوا و عملوا
الصالحات و مفہوم حدیث شریف ات لمن الشعر بحکمہ ضاعہ شعریہ کہ عموماً یہ سائل
حکمیہ مستلزم ہوا پنی دیگر صنف تخیل سے کالبعدا فی المشرقین متاثر ہے۔ اور از بسکہ
بہترین مسائل حکمیہ اخلاق حضرات چہارہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے
اذکار اختیار ہیں۔ پس خصوصاً ان بیانات پر متنبہ ہونا فی الدارین موجب اعزاز و
دیرین ولادیوان پر اثر مجموعہ کمالات و مہر ہمارے معزودہ مست فاضل کامل محقق الادیب
موفق الاریب ذوالفطنۃ الوقاد و الفریحہ النقاد مکارمہ لا تحصى و محاسنہ لا تملىٰ ارسطو و زنا
بطلمیوس دوران بدر الکھاشمس العلما جناب کید ادا و امام صاحب اثر متخلص کا ملاحظہ

ہیچدان سے گزرا۔ ماشاء اللہ کیا کہنا اگرچہ اردو سے ملنے والی مادری زبان ہمارے ذی علم دوست کی نہیں ہے۔ اُس پر مجاورت محاورت کی کوششیں طاقت طلاق کی کوششیں سترے لفظ نئے پیرائے۔ مناسب رعایتیں چوکی ترکیبیں۔ روح افزا مصائب امن حسن و عشق کے دلکش آئین۔ قدرتی فطرتی انداز جناب مرزا غالب مرحوم کا پروانہ جسکی پسند پر فطرت خواہ مخواہ مجبور کرتی ہے۔ مین کیا ہر اہل ذوق کے دین شوق مین کہنے کے لائق اور دفتر فصاحت مین فائق مین ہیں۔

عبدہ و ابن عبین۔ محمد جعفر راج

تحریر جناب مولوی حکیم سید محمد لقمان حیدر صاحب کمال عدالت آغفر لہ

جناب شمس العلماء حکیم مولوی سید امداد امام صاحب کی کثیر المذاقی ایک امر مسلم ہے۔ شاعری بھی انکے مذاقائے گونا گوں کا ایک جلوہ ہے۔ انکی شہرت اسی فن کی دستک پہ موقوف نہیں ہے۔ انکی آبائی عزت اور انکی ذاتی قابلیت اس قدر ہے کہ اسکی تفصیل طوئی سے سو پشت سے ہے پیشہ آبا پسگری پر کچھ شاعری ذریعہ عزت نہیں مجھے۔ لیکن چونکہ انکا مذاق شاعری اس جگہ پر زیر بحث ہے تو راقم المعروف انکی شاعری کی نسبت اپنی خیالات ذیل مین درج کرتا ہوں۔

جناب شمس العلماء مولوی حکیم سید امداد امام صاحب کے کلام مین کیوں اثر نہو جب

یہ قول نثر پر ہائے کافی و دوانی سے مان لیا گیا ہے کہ انچہ از دل غیزد بر دل ریزد۔ علاوہ
 اسکے جو حضرات کہ مصنف والا نزاد کی ارثی پاکی طینت و صنائی قلب سے فیض حاصل کر چکا
 غر حاصل رکھتے ہیں انکے حق میں تو یہ کلام سہل المتنع اشراقیت کا پورا پورا رنگ پیدا کرتا ہے
 سادگی کے ساتھ فصاحت کلامی تو خاندان سیادت کے ساتھ ہمیشہ سے مختص رہی ہے
 آپر تحصیل و تکمیل علوم و فنون قدیم و جدید و زبان ہائے عربی و فارسی و انگریزی وغیرہ نے
 دل صفا منزل پر حضرت مصنف کے ایک ایسا متفقہ اثر ڈالا ہے کہ جو امانہ مذاق جو محض
 نیات ظاہری کی لذت بے ثبات سے تعلق رکھتا ہے اب آپکی چشم آخرین کے سامنے
 بالکل ہینکا پڑ گیا ہے مگر ساتھ اسکے ہی غزل سرائی کے سے نازک رنگ میں اسکے حلقے کے
 اندر رہ کر جقدر فغرتی جذبات متفقانہ مسائل عاشقانہ واردات قلبیہ محض میا خستہ پن کے
 ساتھ ایک نیمچرل پیرایے میں جناب شمس العلماء صاحب نے جسے پیشکش اہل بصارت
 کیا ہے اسکا مزا اس دل سے پوچھے جو کسی قدر بھی زخم خوردہ ہو۔ سبحان اللہ کلام کا رخ ہر جا
 مجازی کو بھی ایسا حقیقت کی طرف پہنچاتا ہے جیسے کہر باکاد کو یا متناطیس ابن کو۔ بے ثباتی دنیا
 عاشق و کارشک ماہر دیون کی ہمیری مردان خدا کی زلف دلی اور پار بندی تسلیم و رضا انقض
 بر نفست دنیا و عقبے کلام رستی فرجام میں جناب شمس العلماء صاحب کے اس قدر نصب
 اہل بصیرت ہوتی ہے کہ اگر وہ دین اس تہذیب میں ڈھونڈ ہی جائے تو اسکا موازنہ بخوبی

ہو سکتا ہے۔ حضرت شمس العلماء کی غزل سرائی واقعی قابلِ توجہ ہے۔ سارا دیوان مضامینِ عالی سے
 مملو و کہانی دیتا ہے۔ کوئی مضمون پست خیالی کی طرف رخ کرتا نظر نہیں آتا ہے۔ سوز گداز۔
 خشکی اور شتریت کی کیفیتیں ہر جگہ پائی جاتی ہیں۔ بلند پروازی جو غزل سرائی کی جان ہے
 حضرت کی شاعری سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ دیوان بہرین کوئی شعر بازاری شوخی نہیں رکھتا
 نہ پایہ تہذیب سے کوئی شعر گزرا نظر آتا ہے۔ ایک مصرع نے ہی کہیں نیم رنجی کی ترکیب
 نہیں پائی ہے۔ المختصر شمس العلماء صاحب کا کلام ان ہی حضرات کی پسندیدگی کے قابل معلوم
 ہوتا ہے جو حکیمانہ مذاق کے ساتھ معاملاتِ قلبیہ سے باخبر ہیں اور جو عوام الناس سے ایک
 جدا رنگ و انداز کا دل رکھتی ہیں۔ فقط

قطعات یا ربخ طبع دیوان ہذا

آرزو۔ جناب لوی سید محمد ولی صاحب رئیس عظیم آباد تعلیم ہے کلاں تلمیذ بہار

جسے دیکھو وہ ہے اسکا ناخوان

عجب دیوان پاکیزہ چپا ہے

یقیناً ہے نہایت خوب دیوان

لکھو اے آرزو یہ مصرع سال

آرزو۔ جناب لوی سید محمد حسن ابوالبرکات حبیب پھلو آباد، تلمیذ متنا پھلو آباد

مثل این از نظم مرقعہ مست

گشت مطبوع چہ رنگین دیوان

اگفت۔ دیوان اثر محمود است

آرزو فترہ سالش تہ

دیگر منہ

واہ کیا خوب چہ پایہ دیوان	جس میں ہین لاکھون گہر زیر اشعار
ہے اگر فقرہ یارِ بخ کی منکر	آرزو کلمہ - اثر آمیز اشعار

افسون - جناب مولوی ابوالعلا سید ظہیر احمد صاحب سہوانی

کہا ہے واہ وا کیا خوب دیوان	ہے درِ بے ہا ہر بیت جسکی
بے پاک و صاف جکار و زمرہ	مضامین و لکشمی و کفار اچی
کلام تبدیل و بے بدل ہے	نہیں تعریف ہی یہ بات بھی
کہو افسون پئے یارِ بخ ہجری	کتاب نادر و بے مثل کلمی

دیگر

آیا ہے آج چپکے اثر کا کلام پاک	رکبگی اس کو جان سے سو خلق بے باک
بیکار کھڑے ہو یارِ بخ کے لئے	افسون کہو - کلام شگفتہ صد آفرین

افضل - جناب منشی محمد افضل صاحب - از ڈہاکہ

شکر شکر بیز کلام اثر	کلام دلم ساختہ پر از شکر
نغمہ زدہ طوطی شکر شکن	سال - شکر بیز کلام اثر

انجم - جناب مولوی ذاکر حسین صاحب رئیس غازی پور

صد شکر پہرے گلشن معنی بہار پر	نواب ذی حشم نے دکھایا اثر کا رنگ
مومن کی طرز غالب مرحوم کی اور	سحر ہلال اور سدا پاسحر کا رنگ
ہر شعر اہل دل کے لئے نورِ معرفت	اہل نظر کے واسطے اہل نظر کا رنگ
انشا امیر اسیر قلق مصحفی نصیر	حیرت سے دیکھتے ہیں کلام اثر کا رنگ
باغ سخن میں رنگ نہیں ویر کا	ہے گلشن خیال میں ذوق و ظفر کا رنگ
بے روئے داغ لالہ معنی کی ہے بہار	انجم پسند طبع ہے گویا اثر کا رنگ

اوج۔ جناب منشی سید عابد حسین صاحب پیشکار کونسل خاندان پٹوہ سٹیٹ

عجیب دیوان ہے اثر کا پری جالو نکاح ہر موقع	کہیں ہے مشہور نظم نادر کیسنے رکھا ہر جا اور
جو دیکھے اشعار سحر آگین تو اوج مین یہاں لکھا	زبان و لکشت نفیس بندش بلند معنی کلام

دیکھ

نادر ہے یہ دلفریب دیوان	مقبول ہیں یہ فسون اثر شعر
اے اوج کہو یہ مصرع سال	اعجاز ہے دلنشیں ہے ہر شعر

بلند۔ جناب بلند خان صاحب کو تو ال صدر بازار لکھنؤ

چہ دیوانیکہ اور شک گلستان	سراسر وصف خال و خط خوبان
صدائے شد بلند از سوائے افلاک	ز تصنیف اثر۔ تیغ بر خوان

تمنا۔ جناب حسان الہند علامہ عسادی پھلواری۔

اے صل علیٰ آج ہوا طبع وہ دیوان	جو خضر پئے راہِ درِ مسلکِ فن ہے
مضمون بھی مثیل ہیں بندش بھی کبھی	وہ لطفِ مجسم تو یہ لذتِ ہمہ تن ہے
ہر لفظ ہی اک گوہرِ درِ بائے فصاحت	جو شعر ہے گلہ سستہ گلزارِ سخن ہے
کیا پوچتے ہو طبع کی تاریخ تمنا	دیوانِ نین بہانی ثروتِ تازہ چمن ہے

دیگر

اثر یعنی نواب امداد امام	درِ قلزمِ لطف و جود و سخا
مرے واجب الاحترام اور بزرگ	رکھے آنکھ اٹھ پھولا پھولا
ہوا اٹھا دیوانِ مطبوع آج	مجھے کیوں نہ اسکی خوشی ہو بھلا
قلم میں مرے اتنی قدرت کمان	جو کہوں میں وصف آنکھ دیوان کا
فصاحت کو دیکھو تو ہے اپنے ختم	بلاغت کی بس ہو گئی نہتہا
منا میں نے استعارے سے	زمینِ نئی طرزِ بندش نیا
تمنا کہو تم یہ تاریخ طبع	ہے کیا بے نظیر ایک دیوان چیا

دیگر

دریا سے مروت بحرِ وفا	شمنِ علما نواب اثر
-----------------------	--------------------

<p>صد شکر چپا دیوان اُنکا تقریب میں کیا لکھوں اُسکی العجز من المدح مدح یاں منکر متناسن کی ہے اگر</p>	<p>سرمایہ ناز اہل ہند کب ہوگی ادا لکھوں بھی اگر رکتا ہوں یہ مضمون پیش نظر لکھ دو لکھ دو تصنیف اثر ۳۱ ۳۲ ۳۳</p>
دیگر	
<p>دو چہ دیوان کہ عیان خوبی است او بچاپ آمد و خواہم نہ اش</p>	<p>حیث لایکتھم قط بالحبس گشتہ طبع و شن مطبوع بطبع ۳۱ ۳۲ ۳۳</p>
دیگر	
<p>میرے عم محترم میرے بزرگ جو گیا دیوان اُنکا آج طبع کلمہ متناسن صریح تاریخ طبع</p>	<p>حضرت نواب امداد امام آمین اگر نصیض اُٹھائیں خاص عام شاعر شیریں بیان کا ہر کلام ۳۱ ۳۲ ۳۳</p>
ایضاً	
<p>لقد طبت نفساً بديوان جبر مصا ريعدام سموط الكملی رشيق له ليس في الكون مثل</p>	<p>طليق اللسان فصيح البيان دریقاتہ ام ریاض الجنان انیق له ليس في الد هرتان</p>

<p>لطیف و مأمثله فی اللطاف رأته عیونی فشاءت تتأثر اذا فاض من طبعه نور طبعه فارتخت تار یخه ثم قلت</p>	<p>حسین و ما نداه فی الحسان فحارت فقد ناب عنها لسان فقد استنارت عیون الرمان کتاب حصین وثیق الملبان</p>
و دیگر	
<p>بن ساقیا حبا یم عالی مرا ندانی خزان شد ز باغ سخن ندانی که گل کرد سر سبز فصل ندانی که نواب امداد امام کنون داد ترقیب دیوان خویش چه دیوان زمعنی بسامیه دار چه دیوان سحاب بهار سخن چه دیوان بفرق سخن افسر چه دیوان خم زلف حور سخن چه دیوان که هر هتراهش نشتر</p>	<p>بنوشان مے پرنگالی مرا بهار آملن یلمه زن کنون بزم را بن بالب بنام وصل حمایه الذی حارفیه الانام تو گوئی بیار هست لب تا خورش چه دیوان بجوشش سخن گوشوار طراوت دوشاخسار سخن با وج فصاحت بهین اختر تجلی سر کوو طور سخن پے سینہ حاسدان خنجر</p>

نوی مسترد و انان فن را بگو	کہ پوشید خوش حلہ طبع او
چو من بودم از مهر شان ذرہ	وزان گلستان یک کہین پرہ
شنیدم جواز خبر سے حال طبع	شدم در کو مصراع سال طبع
کہ این مصرع از غیب شد گوثر نو	سخنهای پاکیزہ مستند
ولہ	
شاع دیوان لبیب بولاء	لقلوب الرمن مرتقنه
سنتہ الطبع بوجه البھجہ	قلت - ہذی کلمات حسنہ
جاوہ - جناب مولوی سید ابوالاحمد صاحب سہوانی	
ہوا ہے طبع کیا دیوان پیشل	یہ اردو نظم میں رخشان گہر ہے
نڈا ہاتھ نے دی جاوہ پے سال	کہ تلج علم دیوان اثر ہے
دیگر	
اب ہوا طبع وہ کلام پاک	جسکی خوبی جان پہ ظاہر ہے
بے بدل سال طبع ہے جاوہ	خوب ہی یہ کتاب ناور ہے
حامد - جناب مشر حامد علی خان صاحب بھادر بیرٹھراٹ لا	
دل حامد دعا گو ہے اثر کا	جو اک دریا ہے ہر علم و ہنر کا

طبابت فلسفہ منطبق زراعت کوئی ثانی نہیں الا کرامت زہے ہیبت زہی رعب شجاعت عبادت میں خدا کی حال ہر یہ یہ جد جوش تو لاک کی کہ جس سے اُسٹے آتے ہیں مضمون کے بل عیان ہے نظم کی تاثیر سے خود جو سن لیتا ہے ہو جاتا ہے سہل کوی حامد نئے تیغ حبسری	سہی بین شہر ہے اس کی نظر کا خدا رکھے عجب دم ہے اثر کا کہ زہرہ آب جس سے شیر نر کا کہ تن کا ہوش رہتا ہونہ سکر اثر اندوز ہودل ہر بشر کا روان دریا ہے جمع نکتہ دریا تخلص ہے اثر اس نامور کا عجب دیوان ہے اُس عالمی گہر کا محبت گنج ہے دیوان اثر کا
---	--

حکیم جناب سید عبدالحکیم صاحب نقوی

اے خوشاد دیوان امداد امام باہمہ لطف مضامین و خیال حالیا مطبوع شد در رام پور	صاحب تحقیق و تنقید و نظر تاکون بود از نظر ہامستہ آن نگارستان منکوم اثر
---	--

ملک سدائے جاہل جناب مولانا سید نامولوی سید کرامت حسین صاحب قبلہ برسر لایح سابق الہ
پاکی گورث کوئی شخص ہندوستان میں عالیجناب مولوی سید امداد امام صاحب قیام مظاہر العالی کا صاحب
میں ہمہ پردہ ہمسر نہیں ہے۔ ملک جناب نواب صاحب لاجواب شکاری ہیں سیکرٹری خیر خواہ۔

اہتمام طبع از حکم حضور	بود چون در دست زیبا سے شر
شاہ دیوان بہ آن دلبری	جلوہ گر شد جلوہ گر شد جلوہ گر
ہاتھم گفتہ حکیم مستہ جان	کن رستم تیارخ نغز و خوب
من مہیکردم خیال مصغر	خارہ ام نوشت تصنیف اثر
خلش جناب مولوی سید شاہ وارث امام صاحب لکھنؤ می تلمیذ تلمیذ پھلواری	
بعد اہتمام آج شائع ہوئے	کلام خوش اسلوب گفتار نغز
لکھو لے خلش مصرع سال طبع	پسند زمانہ ہین اشعار نغز
درد جناب مولوی سید عبدالصمد صاحب بی۔ اے عظیم آباد تلمیذ پھلواری	
نواب اثر بھر کر فخر امان	صد شکر بعد شان کلام کما چپا
یتاب سی جسکے لئے کل تک تھی کراچی	ہے دہوم وہ دیوان اثر طبع ہوا
اے درو اگر فقرہ تیارخ کی ہے فکر	لکھ۔ خوب ہی دیوان چپا ہی بخدا
دیگر	
لودہ دیوان چپا اب جس سے	ہے عیان ندرت انکھار اثر
سال سمت کی اگر ہے بچہ فکر	درد لکھ۔ مخزن اشعار اثر
دیگر	

وہ شمع شبستانِ علم و ہند	میرا وج خوبی جناب اثر
چپا اٹکا دیوانِ معجز بیان	سرت نزا ہے دلِ شاعران
یہ سکر مجھے فکر پیدا ہوئی	کہ چہنے کی تیارخ لکھون کوئی
کہا بات غیب نے مجھے درد	کہ ہر شعر سنجیدگی میں ہر فرد
روح - جناب نشی محمد عزیز الدین صاحب مدرس مدرسہ مظہر العلوم امیو علاقہ مدراس	
ہیں آپ مولوی ہمدرد قوم و ذی شرف	کلام آپ کا فخر سخنورانِ زمان
لکھی یہ روح نے تیارخ طبع فرحت	اثر کا چپ گیا ہے آبِ تاب دیوان
ساحر - جناب مولوی ابوالکلام سید اقدار احمد صاحب سہوانی	
چپا ہے کلامِ بلاغت نظام	بصد شوق و ارمان خدا کی قسم
کھیا اسکو چپوا کے نواب نے	زمانے پہ احسان خدا کی قسم
بلا شک ہر دیوان کی ہر ایک بیت	سراپائے خوبان خدا کی قسم
یہ لکھی ہے ساحر نے تیارخ طبع	مرق ہے دیوان خدا کی قسم
دیکھ	
عجب دیوان ہے ہر لفظ و مصرع	دل صد چاک عاشق کو ہے مرہم
لکھو تم اسکا سال طبع ساحر	کلام شوخ ہے مقبول عالم

دیگر

ترقی ہوئی آج اُردو ادب میں	اثر کا ہوا طبع دیوان عالی
پنے سال میں جو کی فکر سادہ	زہے خوب گفتار۔ تاغ بھی

سائل۔ جناب نواب سراج الدین احمد خالص صاحب رئیس لوہارو

دنیا کے کام چلتے ہیں اعتبار پر	بے جانے ہو جے کھنکھیا ہو مگر
امداد امام صاحب مشہور آدمی میں	اسکا کلام چپنا از شاد پر شرکا
سال سن اشاعت میں کھڑ کیا ہو تھکو	لکھ دو۔ صحیفہ رنگین دیوان ہر تھکو

شر۔ جناب خیرا وہ محمد مصطفیٰ علی خان بہادر ہوم سکریٹری راجپور شہر

یہ دیوان وہ باغ معنی ہے جسکا	خیال جناب اثر باغبان ہے
کھلائے ہیں گل طبع رنگین نے کیا	ہر اک گل سے رنگِ نزاکت عیان ہے
ہر اک غنجہ ہے اک دلِ حسرتِ آگین	قدِ دلربا ہے جو سرورِ روان ہے
غضبِ باقی ہر چشمِ زگس کی شوخی	زبانِ برگِ سوسن کی جادو بیان ہے
حسینوں کے ساعد ہیں گلبن کی خین	محبت کے شعلوں کا سنبل دیوان ہے
فضا دکشا ایسی دیکھی ہے کسے	ہسارِ دلاویز ایسی کہاں ہے
صبا ہر جگہ پہنچی ہے لیکے نعت	تاشے کا مشتاق سارا جہان ہے

ادھر آئے جسکو ہے شوقِ نظارہ	نظارے کے قابل بھی بوستان ہے
لڑی ہے یہ اُن قیمتی موتیوں کی	ہراک جیسا گاہک ہراک قدوان ہے
یہی ہے حینانِ معنی کی محفل	حسین ایسے جنکی ادا وستان ہے
ہراک لفظ ہے دفترِ شوقِ پنهان	ہراک بیتِ حسرت بہری داستان ہے
ہراک شعر مقبولِ اربابِ دانش	ہراک طرزِ مطبوعِ ہندوستان ہے
زبانِ صافِ اعلیٰ خیالات ایسے	کہ جیسے زمینِ شعر کی آسمان ہے
عجب حسنِ بندشِ نرالی معافی	ہراک جنسِ حیرت فرازِ مغان ہے
شری نے یہ واقعی سال لکھا	انوکے مضامین پیاری زبان ہے

شیم۔ جنابِ خیرادہ محمد معظم علیہ خا نصاحب و خلف امیر الدولہ ضیاء الملک ذوی القدر نواب محمد محمود خا نصاحب و حضرت رئیسِ نجیب آباد	
دیوانِ اثر ہے تانِ افنون	اک سحرِ حلال ہے ہراک شعر
نمخانہ ذوقِ لطیفِ معنی	نیزنگِ کمال ہے ہراک شعر
جو بن ہے پری کا حسنِ بندش	خورشیدِ جمال ہے ہراک شعر
شادابِ چمن ہی نظمِ رنگین	ربحانِ خیال ہے ہراک شعر
تاریخِ شمیم لکھو اسکی	اک تانِ پنهال ہے ہراک شعر

شہید جناب لوی سید شاہ محمد حسین صاحب لکھنؤی تلمیذ شاہ پلہ لکھنؤی

لو حضرت اثر کا دیوان چھپ گیا اب	اگر عام یہ صلوائے یارانِ نکتہ دان
کیا خوب ہے یہ دیوان جس کا ہر ایک	ارباب علم و فن کے نزدیک قوتِ جان
ہی آسمین جو غزل وہ ہر مہراجِ خوبی	غزلوں کی جو زمین ہر گو یا اگر آسمان
اللہ ہی فصاحتِ شہری بلاغت	کیا خوبی زبان ہے کیا رفعتِ بیان
لکھ لے شہید سکر چھپنے کا سالِ جبری	دیوان یا یہ کوئی بستانِ بخت

صادق - جناب مفتی صادق حسین صاحب انکمٹر مدرس رامپور سیٹھ

اگر کشفِ چمن ہے نظمِ اثر	کیون نہ واسطہ طرب افزا
مصرعِ سالِ طبع لکھ صادق	سخن پر اثر طرب افزا

صادق - جناب مفتی محمد عبد الواحد صاحب مبارک پوری

چہا ہے وہ دیوان نواب کا	دلِ شتری جہہ قربان ہے
لکھی خوب صادق یہ تاریخِ طبع	اے چشمہٴ فیضِ دیوان ہے

دیگر

یہ دیوان وہ ہے جسے دیکھا ہے	تو بیاختہ کھد یا خوب ہے
لکھی سالِ فصلی میں تاریخِ طبع	یہ دیوان ہمیشہ کیا خوب ہے

صبر۔ جناب حاجی محمد اسماعیل خان صاحب رامپوری

ہر گلی محو قسم پھول ہر اک خندہ زن
 مثل ستون کے چمن میں جو ہستی ہو شاخ
 جب پنہاوری چمن میں شبنم دربار نے
 ببلون کی زمزمہ سنجی کہیں بلوغ
 بیکر پرنگ گلشن بھگو حیرت ہوئی
 نگر میں بیٹھا ہوا تاکس رو چوچون
 اک طرف کیا دیکھتا ہوں گمان باغی
 آنے ہی بولا کہ تم کس سوچ میں بیٹھو
 جب کماؤ کہ بھگو کچھ نہیں معلوم ہے
 پہلے تو ہنسا راہ وہ پہر دیا بھگو جو
 ایک مرت سکتی جسکے دیکھنی کی آرزو
 پیارے پیارے لفظ ایسے جان فانی شا
 سببنا میں دل آساری دنیا لگ
 دائرہ رشک ہلال عید نقطہ رشک غم

کیا صبا نے کھدیا ہو خوش نشی کا ہوا
 پتے پتے پر ہر رنگ شادمانی جلوہ
 دامنوں میں بہر لہو ہوں خوش گھر
 قریبان کو کو کہیں کرتی ہیں شاخ نقر
 اک طرف جو دین گرس میں آتی تھی نظر
 اس جگہ اس وقت خبر میری نہیں کوئی بشر
 اک لفظ ہاتھ میں ہے آ رہا ہی نامہ
 کیوں یہ رنگ عیش ہر چاہا ہوا کچھ خبر
 کیا خبر کیا بات ہے کسی خوشی ہو گھر
 دیکھ لو وجہ طرب خود یہ لفظ کہو لکھ
 چپ پاہی آجکل دیوان وہ باک و فر
 چستی بندش پہ دل قربان ہر صدف
 کیونکہ فرسودہ معنا میں ہو کیا ہر دم
 اک نشان ہر اک کشش ہر حرف میں

سنہ ہی یہ میری زبان کا کر سکون صفت کلام	ایک حصہ بھی انوسو میں لکھوں گے عمر
طبع کی تاریخ کا لکھنا مناسب نہیں	اسلئے لایا ہوں لکھوا کر یہ فرمانِ شکر
حکم یہ صادر ہوا ہر شاعر و ن کو واسطے	قطعہ ہو تاریخ ہو تقریب ہو کچھ ہو مگر
اسکے چہنے کو ہوا ہر حکم شاہِ رہبر	جلد چہیکر ختم ہو جائیگا لکھیں جلد تر
کام یہ کر لیا ہر زمین نہ مانیں ایک ہی	گو ہو فقرو ساز محو عذر طبع جیلہ گر
سننے ہی جب فکر کی تاریخ نکال کے کہا	بے تکلف لکھو بھی دوا یہ تصنیفِ ش

۳۱

ضو۔ سید محمد افضل علی صاحب بدایونی

ہن جناب اثر ہزار میں ایک	افصح الملک شاعر دوران
دے خالق نے آنکو و فرزند	فخر کونسل ہیں آپکے دل جان
ہے ریاست جو مصطفیٰ آباد	اسکے رکن رکن ہیں یہ ذیشان
فردوان کمال حضرت رشک	رشکِ فقور و غیرتِ خاقان
حکمران ہیں وہ اس ریاست کے	حق تعالیٰ انہیں رکے شادان
مجھے تاریخ کی ہو فرمائش	گو میں ہوں کس مہر میں بیچان

ہجری ضو سال طبع کہد سیب

نظم اعداد امام قطب زمان

۱۳۰۰ھ

عبدحق - جناب محمد عبدالحق صاحب ترچناپلوی - بحمد اللہ

۱۳ھ

۳۱

تصنیف اثر

۱۳ھ ۳۱

اعنی شمس العلماء مولانا مولوی امداد امام صاحب دام لطفہ

۱۳ھ

۳۱

بفضل خدائے زمین و زمین

تصوف کی ہر لفظ میں ہے پس

کہ ہر شعر ہے رشک در عدن

سین طبع - پاکیزہ شعر و سخن

۱۳ھ

۳۱

جناب اثر کا چپا ہے کلام

جہلک معرفت کی ہر حرف میں

کلام اثر میں اثر کیون نہو

کہا ہا تف غیب نے عبدحق

دیگر

گو ہر معنی بسک نظم منت

کاشف اسرار حکمت - سال گفت

۱۳ھ

۳۱

طبع دیوان اثر شد بے نظیر

عبدحق از ہر طبعش ہا تفم

دیگر

اثر کا ہو گیا مطبوع دیوان

کہا گلہ ستہ مشہور دوران

۱۳ھ

۳۱

بحمد اللہ لطف ایزدی سے

برائے سال ہجری عبدحق نے

از حق گو خاکسار محمد عبدالحق

۱۳ھ

۳۱

عرش - جناب فشتی سید ضمیر الدین احمد صاحب تلمیذ تسلیم لکھنوی ازگیا

اکل و ہوم چ رہی ہر ہمت جو اثر کی	شاید اسی اثر کی میری دعائیں طلب
اے عرش معجزہ بین منج جناب یون لکھ	ہمبصر سوز و رشک و میر و دبیر و غالب

دیگر

مرحبا علیم دیوان اثر	نغمہ قدسی و طالب ہر یہ
اکھ سہراہ سے منقوٹ میں عرش	رشک مجموعہ غالب ہے یہ

عزیزہ جناب محی لوی شاہ محمد عزیز صاحب پھلواروی تلمیذ متنا پھلواروی

گر دید دیوان اثر صد شکر طبع	در گوش من تا این خبر مقرر شد
مصرع سال طبع نبو شتم عزیز	دیوان مولانا اثر مطبوع شد

فراق - جناب نقاب محمد تقی فضل حسین خان صاحب گیاوی تلمیذ فخر گیاوی

گلزار دہر میں ہے کلام اثر کی دہم	کائناتے ہیں اس کلام کو مرغان سنو
اہل کمال ابسا زمانے میں کون ہے	ذی علم و ذی وقار ہے وہ صاحب وفا
مداح اہل بیت و غلام ابوتراب	کیون اسکی خاک پانہو عالم میں کیا

تایخ اے فراق یہ کھسی ہے طبع کی

دیوان یہ رامپور میں ہیں خوب ہی چپا

فضل - جناب مولوی سید شاہ محمد صاحب پھلپاوا روی

وہ چہ دیوان اثر شد مطبوعہ

فضل از من سب طبعش تہف
گفت - اشعار دلا و نیر اثر
۳۱ ۱۳

قمر - جناب مولوی نقی صاحب کیاوی

مردہ روح فزاج بہ لائی ہے صبا

پہول بہ وہ ہیں ہنیں جنگو کوئی خزان

سخن حضرت نواب کی عالم میں ہر دموم

ہے ہر اک فن میں اثر کو یہ طوی اصل

کھیا کرے وصف کلام نکین کا یہ بان

حضرت میر کا ہر شعر ہی رنگ عیاں

استعارات نثر میں تو تھی شبہیں

نہ تو اخراق و زوائد میں نہ ہر حشو کا نام

طبع کی کھسی ہر تاریخ قمر یہ سینے

مخزنِ علم جب آگیا ہے دیوان اثر

خدا کا شکر ہے دیوان انکساج چپا

جناب حضرت نواب ہیں جو ماہر فن

دیگر

<p>شنا ہو کیا قرآن کے کلام کی مجھے کسی : طبع کی تاریخ مجھے ہاتھ نے</p>	<p>ہر ایک لفظ میں قند و نبات کا ہوا جناب عالی کلام اثر ہے سحر افزا</p>
<p>کوثر۔ جناب حکیم محمد عابد علی صاحب خیر آبادی</p>	
<p>فصل و کمال غزو شرف جاہ و کینت دیوان لا جواب رہنم کا ہر زیر طبع ما طورہ سخن میں جو لکشل ادائیں ہیں کیونکر نہوں محاسن صوری و معنوی ترتیب نہ تملکاتین طبع گار دید کے باغ سخن سے چٹکے مضامین کے تازہ ہوں تاریخ سال طبع کے گلہ تے لے چلو فرمانروا کے کشور آباد رام پور شاہو نکا شہر یار سلاطین کا تاجدار ترکیب نام نامی مدوح ہے گواہ</p>	<p>روز ازل سے جمع ہیں امداد اہم شہرہ ی جنگی خوبون کا روم شام ایسی سنیں نہ دیکھیں کسی خوشترام مصروف ہیں جناب شرراہام جلوہ فروز ہوتا ہے اب صبح و شام کھلتے ہیں جیسے گلشن دار السلام کوثر حضور خسرو عالمیت ام میں مشہور ہیں جو قل خدا خاص و عام تاہیں ہیں نصرتی کی جسکی حاتم ہیں جمع حامد اور علی ایک نام میں</p>
<p>جادو کا سر اثر تو کل آیا سال طبع بخالہ کا ہے سحر اثر کے کلام میں</p>	

دیگر

خدا کے فضل سے ایسا چپا کلام اثر	کہ جسکی دید سے بڑھتی ہے آنکھ تینوں
پر پر خون کا مرقع ہے یا کہ دیوان ہر	یہ بیل بوٹے بنے ہیں کہ حسن کی تصویر
یہ زور خانہ معجز نگار کا تب ہے	لب حرفت ہیں سرگرم کوشش لغز
سین ہیں صفو کا غذبہ عنبرین سحرین	گلی میں ہنسی مردسں ہمارے بخیر
یہ دائرے سرفراش نور افشاں ہیں	کہ آسمان پہ چمکتے ہیں ماہ و ہر سیر
اشارے کرتی ہیں ہر دائرہ کی نوک	کہ رنگی میں انہیں تیر و نسو منہ بخیر
زبان فصیح معنایں فریب گرم شعاع	کہیں ہر داغ کا ڈھنگ اور کہیں ہر رنگ
اثر ہیں شمع سبتان حبیب دوزہر	گواہ فضل و شرافت ہر آئینہ تطہیر
اثر ہی ہیں ثمر نور میں رپا نصرت حسن	اثر ہی ہیں گل خوش رنگ گلشن شہر
نبی کے ہیں جو نوا سے علی کو پوچھتے ہیں	خدا کے گھر سے ملا جاہ و عزت و تہر
غضب کا سحر و فسون ہر اثر کی آئین	نظر ملا قرہی ہر دل کو کر لب تسخیر
کہا یہ ہاتھ ضعیف نے کان میں کوثر	ہوا جو قصہ کروں سال طبع کو تحیر

نکلتے ہیں لب حافظ سے بکرمی سمت

جناب میر کا ہے رنگ درو کی تاب

دیگر

طبع شد بے مثل دیوان اثر	گشت افزون عزت و شان سخن
عقد پر دین خوشه چین شمشیر او	نظم رنگینش بود جان سخن
جلوه پیر چار سو هر جنبش نظم	هست دیوان یا که دکان سخن
یوسف معنی نقاب از رخ گفتند	شد منور مصر و کنعان سخن
شوکت الفاظ و مضمون بلند	پرتو شمع شبستان سخن
سال طبعش کو خردل خون تو	مبدی لعل بدخشان سخن

لا ابالی - جناب سید فضل ستار صاحب ایچ بی امر و هوئی

اینک در اشعار چو مجموع بشد	وصفش به بیان سحر سموع بشد
۳۱ ۱۳ ۳۱	۳۱ ۱۳ ۳۱
پس گشت بلا ابالی سال طبعش	دیوان اثر کنون مطبوع بشد
۳۱ ۱۳ ۳۱	۳۱ ۱۳ ۳۱

دیگر

جدا دیوان که وقف آفرین گشته جان	مرحبا از خویشش لبر ز تحسین مجرب
لا ابالی گفت تیارخ اشاعتی البدی	طبع شد دیوان با مدا و امام حال اثر
۳۱ ۱۳ ۳۱	۳۱ ۱۳ ۳۱

دیگر

شد نسخه مطبوع سخته گل تر	هر صفحه دیوان چنستان نظم
--------------------------	--------------------------

منظومہ منقوطہ سیحی ساش	مکتبہ مجمع خیالات اثر ۱۳۰۶
مسلم۔ جناب محمد مسلم صاحب صادق پور پٹنہ	
دیوان اثر چوشت مطبوع	این خوش خبر سے کہے ہیں گنت
چون خواستم از خرد بن طبع	مکتبہ مجمع کتب سخن گفت
دیگر	
بیاکام دل تان کن زین سخن	کہ شیریں بباطن بظاہر هیچ برآمد کلام بلوغ و فصیح
میر۔ جناب ابوالقاسم میر کرامت اللہ صاحب جناب میر سعد اللہ صاحب پور پٹنہ	
علامہ فرخ سیر چون نام خود بھی اثر	آتش بان آتش بیان جنت جنت مطبوع کردہ این زمان کمال چون میر کردم سرفراز بھر سال طبع
نشر۔ جناب سید سیح احمد صاحب بیٹھوی	
قطعہ سال طبع دیوان جناب غلام امام صاحب پور پٹنہ	
۵۔ سب جو دیوان اثر کا زیر طبع	۶۔ سحر کردیتے ہیں کلام اسکے
۳۰۔ شعر جتنے ہیں انتخاب ہیں وہ	۲۰۔ روز مرہ ہیں کوٹ کوٹ بھرے

الحمد لله

دیوان ہذا حسب فشار حکم کرنل ہرنہیا
عالیجاہ فرزند ولیدر دولت انگلشیہ
مخلص الدولہ ناصر الملک امیر الامراتوابع
سید محمد حامد علی خان بھادر جنگ
جی سی آئی ای جی سی سی ای او ای ڈی سی
والی ریاست رامپور دام اقبالہم و مکہم
زیر نگرانی صاحبزادہ سید مصطفیٰ علی خان بھادر
ہوم سکریٹری۔ مطبع سرکاری مین طبع ہوا

۱۹۱۳ء